679

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ،13۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

## سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## توجہ دلاؤ نوٹس

## سرکاری کارروائی

اشیاء ضروریہ کی قیمتوں کی ہوشربا گرانی پر عام بحث

681

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعرات،13۔جنوری 2011

(یوم الخمیس،8۔صفر المظفر 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۸۶

**سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 286**

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے

گناہوں سے در گزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما(286)

**وماعلينا الاالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

## نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
مدد حاصل ہے مجھ کو ہر گھڑی شاہ مدینہ کی
میری بگڑی بناتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے

## سوالات

### (محکمہ خوراک)

### نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

**جناب قائم مقام سپیکر:** اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ خوراک سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

**ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:** جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 1025 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

### پنجاب کی خوراک پالیسی و دیگر تفصیلات

*1025: **چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کی خوراک پالیسی کیا ہے، کیا محکمہ خوراک صرف گندم کی خرید و فروخت کرتا ہے؟

(ب) محکمہ خوراک کہاں سے معلومات حاصل کر کے خریداری کا ہدف مقرر کرتا ہے، خریداری قیمت کا تعین کن عوامل پر انحصار کرتے ہوئے کیا جاتا ہے؟

(ج) محکمہ خوراک کے پاس گندم و دیگر اجناس کے کتنے سٹور پختہ، نیم پختہ یا دیگر موجود ہیں اور ان کی گنجائش کتنی ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):**

(الف) صوبہ پنجاب کی خوراک پالیسی کسان کی گندم کی پیداوار کی مناسب قیمت کی بروقت ادائیگی پر مبنی ہے، تاکہ صوبہ کے عوام کی آٹا وغیرہ کی ضروریات مستقل طور پر بغیر کسی دقت کے پوری کی جا سکیں۔ جی ہاں محکمہ خوراک صرف گندم کی خرید و فروخت کرتا ہے۔

(ب) محکمہ خوراک خریداری کا ہدف مقرر کرنے کے لئے محکمہ شماریات اور محکمہ زراعت کے مہیا کردہ اعداد و شمار بابت بجائی کردہ زمین اور فی ایکڑ اوسط پیداوار کے علاوہ سابقہ سالوں کے دوران خرید کردہ مقدار گندم کی اوسط بنیاد پر خریداری کا ہدف مقرر کرتا ہے، خریداری کی قیمت کا تعین وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(ج) محکمہ خوراک کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے صوبہ بھر میں 21.76 لاکھ میٹرک ٹن قابل استعمال معیاری گنجائش ذخیرہ ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ محکمہ خوراک صرف گندم کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ خوراک کا اور کوئی کام نہیں ہے، کیا فوڈ انسپکٹر وغیرہ ان کے under نہیں آتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! آج تک کی practice تو یہی ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم خریدتا ہے اور سٹور کرنے کے بعد سارا سال پورے پنجاب میں گندم کی حسب ضرورت supply دیتا ہے۔ اس کے ابھی اور کوئی ارادے نہیں ہیں کہ اور اجناس purchase کی جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال 2008 میں بھیجا گیا تھا اور اس کا جواب جنوری 2009 میں آیا تھا۔ اس کے جز (ج) میں لکھا ہے کہ محکمہ خوراک کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے صوبہ بھر میں 21.76 لاکھ میٹرک ٹن قابل استعمال معیاری گنجائش ذخیرہ ہے جس کی تفصیل دی گئی ہے۔ مجھے صحیح یاد پڑتا ہے کہ ہم نے 2009 والے سال میں 60 لاکھ ٹن کا target دیا تھا اور اس میں سے 21 لاکھ ٹن سٹور کرنے کی ہماری capacity تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ 40 لاکھ ٹن گندم ہم نے کھلی جگہ پر رکھی تھی۔ اب 2009 سے 2011 آگیا ہے ہمیں اپنی جو کمی نظر آئی ہے کہ ہمارے پاس storage capacity نہیں ہے تو پھر پچھلے دو سالوں میں اس capacity کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے storage capacity بڑھانے کے لئے کچھ تجاویز تیار کی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا دو سال میں storage capacity بڑھی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! storage capacity فی الحال نہیں بڑھی۔ ابھی open تھڑاجات پر ہی گندم کو سٹور کیا جا رہا ہے۔ یہ سرکاری گودام ہیں جہاں گندم کو سٹور کیا جا رہا ہے۔ ان کے علاوہ پرائیویٹ گودام بھی ہیں لیکن ان کی capacity بھی تھوڑی ہے اور ہماری procurement پچھلے سال زیادہ رہی ہے جو 60 لاکھ ٹن کے قریب تھی۔ اب تجاویز آئی ہیں

کہ کنکریٹ یا سٹیل کے نئے silos بنائے جائیں تو ان کے لئے 200 ملین روپے مختص کر دیئے گئے ہیں جن کے لئے کچھ کمپنیوں کو بلایا گیا کہ سروے کر کے اپنی رپورٹ دیں تو ایک کمپنی republican Engineering کمپنی نے اپنی رپورٹ دی ہے۔ اس کا ڈیزائن اور فائنل ڈرائنگ تیار کرنے کے بعد انشاء اللہ اس پر کام ہو گا۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! مجھے تو یہ یاد پڑتا ہے کہ اخبارات میں، میں نے اشتہارات دیکھے ہیں کہ لاہور میں محکمہ خوراک کا گودام نیلام کیا جا رہا ہے، اسی طرح شاید رحیم یار خان میں بھی بیچا جا رہا ہے۔ یہ میری نظر سے گزرے ہیں، میں غلط بھی ہو سکتا ہوں تو کیا گوداموں کو بیچا نہیں جا رہا، آپ بڑھانے کی بات کر رہے ہیں جبکہ میری اطلاع کے مطابق جو پہلے گودام موجود ہیں ان کو بیچا جا رہا ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** جناب سپیکر! لغاری صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ جو congested area یعنی آبادی کے اندر گودام آ گئے ہیں تو پروگرام یہ ہے کہ ان کو فروخت کر کے جو funds raise ہوں ان سے نئے گودام تعمیر کئے جائیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! یہ سوال جولائی 2008 میں پوچھا گیا تھا۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب 2008 میں بھی آپ کے پاس پرائیویٹ گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کی capacity موجود تھی تو 17 ہزار 160 میٹرک ٹن گندم open کیوں رکھی گئی؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** یہ اس سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ نیا سوال بنتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3923 ہے۔

## پنجاب میں گندم خریدنے کی تفصیلات

*3923: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پنجاب میں یکم اپریل تا 31۔ مئی 2009 گندم خریداری مراکز پر حکومت نے کتنی گندم خریدی؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):**

یکم اپریل تا 31۔ مئی 2009 خریداری مراکز پر 5724655 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی، ضلع وار خرید گندم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب گندم خرید کی گئی تو گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی capacity کیا تھی، کتنی گندم گوداموں میں سٹور ہوئی تھی اور کتنی کھلے آسمان تلے پڑی رہی؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ کے پاس یہ details ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میرے پاس ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ دیکھ کر آپ کو تفصیل بتادیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم سوال ہے۔ گندم کے جو گودام فروخت ہو رہے ہیں اُن کے بارے میں یہ کیا فرمائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے آنے سے پہلے یہی بات ہوئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ congested areas میں واقع گوداموں کو فروخت کر کے جو رقم ملے گی اُس سے بڑے گودام لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اگر یہ بات ہو چکی ہے تو کب تک یہ plan ہو گا کیونکہ گندم کی فصل آنے میں صرف تین ماہ رہ گئے ہیں، جب گندم کی فصل آ جائے گی تو اُس کو سٹور کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور کیا اس کا کوئی نعم البدل کر لیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو لکھا ہے کہ ہمارے پاس surplus گندم سٹاک میں کافی موجود ہے لہذا اس کو export کرنے کا کوئی بندوبست کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہ نہیں پوچھ رہیں۔ جس طرح لغاری صاحب نے بھی سوال کیا تھا کہ آیا کوئی پالیسی بنی ہو گی کہ کب تک مزید گودام بننا شروع ہو جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس کے فائنل design and drawings آ رہے ہیں جس پر discussion کے بعد فوری طور پر بننا شروع ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! ابھی اس پر discussion ہو گی لیکن فصل آنے میں صرف تین ماہ رہ گئے ہیں۔ جب گندم کی فصل آ جائے گی تو اُس کا یہ کیا بندوبست کریں گے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جو پہلے کیا تھا۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** اس طرح گندم تو کھلے آسمان تلے پڑی رہے گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پہلے جو گندم کھلے آسمان تلے پڑی رہی یا hygienic پڑی رہی تو اُس کی فروخت میں کیا نقصان ہوا؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** جناب سپیکر! کھلے آسمان تلے پڑی ہوئی گندم ایسے ہی کھلی نہیں پڑی بلکہ اُس پر باقاعدہ ترپال اور پولی تھین کی sheets پڑی ہوئی ہیں اور گندم کی protection کے لئے زہر آلود دھونی اور سپرے وغیرہ کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں۔ گندم کے خراب ہونے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے لہذا یہ بے فکر رہیں۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! اس طرح کیا یہ گندم خراب نہیں ہو گی؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** محترمہ! صرف دو ضمنی سوال کرنے کی اجازت ہے اور آپ نے چار کر لئے ہیں۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! یہ مجھے کوئی satisfied جواب دیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** محترمہ! کھلے آسمان تلے گندم کی جو بات آپ کر رہی ہیں اس حوالے سے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب procurement ہو رہی تھی تو اُس وقت ہم تمام لوگ وہاں گئے تھے اور دیکھا تھا کہ گندم کے نیچے باقاعدہ base بنائی جاتی ہے اور اُس کا نیچے سے لے کر اوپر تک پورا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اب انہوں نے اس پر کہہ بھی دیا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کی ہے کہ گندم خراب نہیں ہوئی اس کا یہی مطلب ہے کہ کوئی گندم ضائع نہیں ہوئی؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** نہیں، انہوں نے یہ نہیں کہا۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** اس کا مطلب ہے کہ گندم خراب یا ضائع ہوئی ہے یعنی دونوں میں سے ایک چیز ضرور ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا وہ سوال ہی نہیں ہے۔ آپ نے سوال میں simple یہ چیز پوچھی ہے کہ گندم کتنی خریدی گئی جس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اب ضمنی سوال اسی سوال سے related ہی بنے گا ورنہ مزید ضمنی سوال تو نئے سوال کے زمرے میں آجاتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پھر ضمنی سوال کا کیا مقصد ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال اُسی معاملہ سے متعلقہ ہی ہونا چاہئے لیکن آپ بالکل نئی چیز پوچھ رہی ہیں۔ اس پر بحث بھی نہیں ہوتی۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر already فیصلہ ہو چکا ہے کہ دو سے زیادہ ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور پہلے ہی اس پر چار ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ میری چھوٹی سی عرض سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، آپ خود وکیل ہو کر ایسا کریں تو مناسب نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم نامہ مل گیا ہے لیکن مجھے اجازت عنایت فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے سوال میں بھی چار ضمنی سوال ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اُس وقت بھی منع کیا تھا بہر حال فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یکم اپریل تا 31۔ مئی 2009 تک کا بتایا گیا ہے کہ 57 لاکھ 24 ہزار 655 میٹرک ٹن گندم خریدی گئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس سال کے دوران کتنی گندم استعمال ہوئی ہے کیونکہ bank loan لے کر اس کی procurement کی گئی تھی، بتایا جائے کہ بقایا کتنی گندم ذخائر میں موجود ہے اور اُس کی export کے لئے کون سے steps لئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بالکل نیا سوال ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بالکل بھی نیا سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بالکل نیا سوال بنتا ہے۔ اسے Chair نے decide کرنا ہے کہ کون سا نیا سوال ہے اور کون سا نیا نہیں ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: سوال نمبر 4199۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ضلع وہاڑی، گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4199: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وہاڑی میں گندم سٹور کرنے کے گودام کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان میں گندم سٹور کرنے کی capacity کتنی ہے؟

(ج) اس وقت ان گوداموں میں کتنی گندم سٹور ہے؟

(د) اس ضلع میں اس وقت کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے؟

(ہ) کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی گندم کو محفوظ کرنے کے لئے حکومت کیا اقدام اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع وہاڑی میں گودام شہر میں بنی شیل وہاڑی، پی آر وہاڑی، بورے والا، پی آر سنٹر میلسی اور لگو میں واقع ہیں۔

(ب) ان سنٹروں میں معیاری ذخیرہ کاری گوداموں کی گنجائش کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

| نام سنٹر | معیاری ذخیرہ کاری کی گنجائش (میٹرک ٹن) |
|---|---|
| پی آر وہاڑی | 11500 |
| بنی شیل وہاڑی | 74500 |
| بورے والا | 11000 |
| لگو | 5000 |
| پی آر میلسی | 8000 |
| میزان | 110000 |

(ج) اس وقت ان گوداموں کی ذخیرہ کاری گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

| نام سنٹر | ذخیرہ کردہ گندم (میٹرک ٹن) |
|---|---|
| پی آر وہاڑی | 13973 |
| بنی شیل وہاڑی | 65012 |
| بورے والا | 9135 |
| لگو | 2775 |

پی آر میلسی 8742

میزان 99637

(د) اس وقت ضلع میں 111106.300 میٹرک ٹن گندم کھلے آسمان تلے پڑی ہوئی ہے۔

(ہ) کھلے آسمان تلے ذخیرہ کردہ گندم کو تھڑاجات پر سٹور کیا گیا۔ گندم کو موسمی اثرات اور کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے لئے ترپالوں سے ڈھانپا گیا اور زہر آلود دھونی کا عمل بھی پولی تھین شیٹ کے نیچے کیا گیا۔

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلیٰ سطحی کمیٹیاں بنائیں جن میں منتخب نمائندے بھی شامل تھے۔ ہر ضلع کے خریداری مراکز کا معائنہ کیا۔ محکمہ خوراک کے گندم کے حفاظتی انتظامات کو سراہا۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** کوئی ضمنی سوال؟

**سردار خالد سلیم بھٹی:** جناب سپیکر! انہوں نے جز (ہ) میں بتایا ہے کہ کھلے آسمان تلے ذخیرہ کردہ گندم کو تھڑاجات پر سٹور کیا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ کی ٹیم نے بھی ہمارے انتظامات کو سراہا ہے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے حلقہ میں دو سنٹر میاں پکھی اور پُل 48 جہاں کھلے آسمان تلے پڑی گندم تقریباً 30 فیصد خراب ہو گئی ہے۔ بات یہ ہے کہ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا رہے تھے کہ ترپالوں کا انتظام ہوتا ہے مگر نئی ترپالیں بازار میں چلی جاتی ہیں اور پرانی گندم پر آ جاتی ہیں۔ بارش کے پانی نے اس گندم کو خراب کیا ہے جو نیچے تک جاتا ہے۔ جو گندم کھلے آسمان تلے پڑی ہوئی ہے اُس کا ریٹ بھی گودام کی گندم سے -/25 روپے کم ہے اور وہ -/975 روپے میں مل رہی ہے۔ اگر ایک سال کھلے آسمان تلے گندم رہ جائے تو اُس میں غذائیت کا سسٹم بھی ختم ہو جاتا ہے لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ ابھی نیا سسٹم بنا رہے ہیں تو ضلع وہاڑی چونکہ زرعی علاقہ ہے اس لئے وہاں پر گودام زیادہ سے زیادہ بنائے جائیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جن افسران نے وہاں پر انتظامات کئے تھے، جنہیں وزیر اعلیٰ کی ٹیم نے سراہا بھی تھا اس کی انکوائری کی جائے کہ وہ گندم کیوں خراب ہوئی اور نئی ترپالیں کہاں گئیں؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ کی بات بڑی valid ہے لیکن اس پر آپ سٹیٹمنٹ نہیں دے سکتے اور صرف ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جو بات بھٹی صاحب نے کی ہے اس کو note کریں اور متعلقہ افسران کو پہنچائیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! بھٹی صاحب نے بڑی important بات کی ہے کہ سٹور کی گئی گندم میں سے 30 فیصد گندم خراب ہو گئی ہے اس لئے اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری کو دینا چاہئے ورنہ یہ confusion رہ جائے گی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے 30 فیصد گندم خراب ہونے کا جو خدشہ ظاہر کیا ہے ابھی تک اُس کے بارے میں کوئی رپورٹ یا اطلاع نہیں ہے کہ ایسا واقعتاً ہے۔ ان کا ارشاد کہ پرانی ترپالیں گندم کے اوپر ڈال دی جاتی ہیں اور نئی ترپالیں بازاروں میں چلی جاتی ہیں اس کی بھی کوئی شکایت ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ اصل پوزیشن سامنے آجائے تو اس پر action بھی لیا جا سکتا ہے۔

**سردار خالد سلیم بھٹی:** جناب سپیکر! اس کی پھر انکوائری ٹیم بنالیں کیونکہ میں نے دو سنٹر میاں پکھی اور پُل 48 کی نشاندہی کی ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** بھٹی صاحب! مجھے یہ بتائیں کہ آپ جو بات بتا رہے ہیں کیا اس پر کسی آدمی نے محکمے کو کوئی شکایت کی تھی یا لوگوں نے اس پر احتجاج کیا تھا کیونکہ 30 فیصد گندم کی خاصی بڑی amount بنتی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! بہت بڑی amount کے ساتھ ساتھ quantity بھی کافی بنتی ہے اگر تو ان کے پاس figures ہیں تو بتائیں ورنہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔

**سردار خالد سلیم بھٹی:** جناب سپیکر! وہاں جہانگیر فلور مل ہے اس لئے وہاں سے گندم اٹھانی پڑتی ہے اور احتجاج بھی ہوتا ہے کہ یہ گندم ہمیں نہ دیں بلکہ گودام سے دیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** ماشاء اللہ آپ خود پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا یہ چیز کہیں پر رجسٹرڈ ہوئی ہے کیونکہ آپ یہاں پر پہلی دفعہ یہ نشاندہی کر رہے ہیں؟ آپ کے بقول جہاں پر 30 فیصد گندم خراب ہوئی ہے وہاں پر کسی نے رجسٹرڈ کرایا ہو، محکمے کے لوگوں کو بلا کر کہا ہو، تحریری دیا ہو یا کوئی احتجاج ہوا ہو یعنی کوئی چیز تو ریکارڈ پر ہونی چاہئے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں open store میں پڑی 2009 والی گندم -/975 روپے میں دے رہے ہیں اور گودام والی یا 2010 والی گندم کا ریٹ -/25 روپے زیادہ ہے جس کے ایک ہزار روپے بنتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: معذرت کے ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے آپ کی بات valid ہے لیکن وہ اس سوال کے ambit میں نہیں آتی البتہ آپ اس پر پوری تحقیق کر کے اسمبلی میں کوئی تحریک التوائے کار وغیرہ لائیں اُس کو ہم بالکل take up کریں گے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: سوال نمبر 4200۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## جدید طرز کے گودام برائے سٹوریج گندم بنانے کی تفصیلات

*4200: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے پانچ بڑے شہروں میں جدید طرز کے گودام برائے سٹوریج گندم بنا رہی ہے؟

(ب) ان شہروں کے نام کیا ہیں؟

(ج) یہ منصوبہ کن مراحل میں ہے اور اس کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) ان میں گندم سٹور کرنے کی capacity کتنی ہو گی؟

(ہ) کیا حکومت یہ گودام ان شہروں میں بنا رہی ہے جہاں گندم کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حکومت پنجاب 5 بڑے شہروں میں جدید طرز کے گودام برائے ذخیرہ کاری گندم بنا رہی ہے۔ حقیقت یوں ہے کہ حکومت پنجاب جدید قسم کی ذخیرہ کاری گندم کے لئے مطالعہ بذریعہ P&D ڈیپارٹمنٹ کروا رہی ہے۔ ان کی پیشگی سفارشات کی روشنی میں 20 فیصد گودام جن علاقوں میں گندم کی کمی ہے اور 80 فیصد ان علاقوں میں جہاں پر گندم زیادہ ہوتی ہے بنائے جائیں گے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی ہے اس کمیٹی نے فی الوقت 19اضلاع میں770000 میٹرک ٹن گنجائش کے گودام تعمیر کرنے کی سفارش کی ہے جس کی تفصیل گوشوارہ(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گندم ذخیرہ کرنے کے منصوبے ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں اس کی لاگت کا تخمینہ ابھی ہونا باقی ہے تاہم P&Dڈیپارٹمنٹ کے مطالعہ کی روشنی میں کون سے جدید گودام حاضر ضرورت کے لئے موزوں ہیں، تعمیر کئے جائیں گے۔

(د) ان میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش 770000 میٹرک ٹن ہوگی تفصیل کا گوشوارہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ حکومت گندم کے پیداواری علاقوں میں زیادہ گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز(الف) میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ کچھ علاقوں میں 20فیصد نئے گودام بنائے جائیں گے جہاں پر گندم کم کاشت ہوتی ہے جسے حکومت ایک studyکے ذریعے محکمہ P&D سے کروا رہی ہے اور 80فیصد اُن علاقوں میں بنائے جائیں گے جہاں گندم زیادہ کاشت ہوتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 20فیصد جہاں گندم کم کاشت اور 80فیصد جہاں زیادہ کاشت ہوتی ہے وہ کون سے علاقے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! تمام اضلاع کی ہمارے پاس statistical reports موجود ہیں۔ جن علاقوں کا یہاں بتایا گیا ہے کہ 20فیصد گودام کم کاشت علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے اُن کے حساب سے ہی تعمیر کے لئے جگہ کا تعین کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان علاقوں کے نام آپ کے پاس ہیں کہ نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): 80فیصد گندم کی پیداوار سدرن پنجاب کے علاقوں میں پیدا ہوتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جہاں گندم 20 فیصد ہوتی ہے وہ بارانی علاقے ہیں جن کے کوٹا کا کہا ہے اور 80 فیصد ایسے علاقے ہیں جہاں پر شاید حکومت زرعی ادویات یا کوئی سبسڈی دے رہی ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! علاقوں کی بات آپ نے کی ہے تو اگر ان علاقوں کے نام کا پتا ہے تو ابھی بتا دیں نہیں تو House کو اس کے بارے میں apprise ضرور کریں کیونکہ یہ سب کے علم میں ہونا چاہئے کہ کون کون سے علاقے ہیں اور آپ انہیں کس طرح define کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! راولپنڈی میں گوجر خان سے اوپر کا جتنا بھی علاقہ ہے وہ بارانی علاقہ ہے جہاں پر گندم کی پیداوار کم ہوتی ہے جبکہ 80 فیصد گندم کے علاقے سدرن کے ہیں جہاں گندم زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اگر بارانی علاقہ ہے تو مصنوعی بارش کے نئے drip system جس کے ذریعے مصنوعی بارش وغیرہ کی جاتی ہے تو اس پر کیوں تجربے کئے جاتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو بعد کا مسئلہ ہے اور فی الحال انہوں نے اپنے پاس موجود سسٹم کے مطابق کی جانے والی study کی ہوگی اور وہ اس کے مطابق بنا کر دے رہے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جو نیا سسٹم پاکستان میں آیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسے چلانا چاہئے تاکہ وہاں پر بھی زیادہ گندم کاشت ہو کیونکہ 80 فیصد علاقوں میں ہمارا ضلع وہاڑی بھی شامل ہے، موجودہ طریق کار کے مطابق حکومت ہمیں کوئی ایسی سہولت نہیں دیتی مگر یہاں سے گندم ان 20 فیصد علاقوں میں بھی جاتی ہے جہاں گندم کم پیدا ہوتی ہے، افغانستان بھی جاتی ہے اور بیرون ملک بھی جاتی ہے اگر حکومت ہمیں سہولتیں زیادہ سے زیادہ دے تو زیادہ گندم پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر بارانی علاقوں میں بھی مصنوعی بارشوں کا سسٹم بنالیں تو وہاں پر بھی انشاءاللہ تعالیٰ 80 فیصد گندم پیدا ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ irrigation میں sprinkler irrigation کو encourage کرنا ضروری ہے کیونکہ ہمارے ہاں پانی کی زیر زمین مقدار اب کم ہوتی جا رہی ہے اور بارشوں کا سلسلہ بھی کم ہے جبکہ بارشیں بے وقت ہوتی ہیں کیونکہ جب بارش کی ضرورت ہوتی ہے تب نہیں ہوتی اور جب ضرورت نہیں ہوتی تب ہو جاتی ہے

تو sprinkler irrigation کو رواج دینا ہماری ضرورت بن گیا ہے اور پانی کی بچت کے ساتھ تیل اور بجلی کی بھی اس میں بچت ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! میں اس سوال میں ایک نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** لغاری صاحب! آپ کا یہ دوسرا سوال ہے، اس چیز کو دیکھ لیں۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** میں پھر سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت کی طرف سے بڑے بڑے منصوبے بنانے کے اعلانات کئے جاتے ہیں اور یہ 2009 میں جواب دیا گیا ہے کہ حکومت نئے گودام تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کی مد میں 100 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ ڈیرہ غازی خان، تونسہ اور کروڑ ضلع لیہ میں 35 ہزار میٹرک ٹن capacity بڑھائی جائے گی اور آج 2011 ہے۔ 100 ملین بھی اس کے لئے رکھا گیا تو کیا پچھلے دو سالوں میں یہ capacity بڑھادی گئی ہے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** لغاری صاحب! پہلا سوال تو میں نے dispose of کر دیا تھا اور آپ نے اسی پر کھڑے ہو کر بات کی ہے؟

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جی، میں سوال نمبر 4213 پر بات کر رہا ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** وہ تو میں نے dispose of کر دیا تھا اور اگلا سوال چودھری اسد اللہ صاحب کا ہے۔ جی، چودھری صاحب!

**چودھری محمد اسد اللہ:** جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4214 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔

## گوجرانوالہ ڈویژن میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4214: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں کتنی فلور ملز ہیں، ان کے نام اور کہاں واقع ہیں نیز ان میں آٹے کی grinding کی کتنی capacity ہے؟

(ب) یکم جنوری2007تا31۔دسمبر2008کے دوران ہر ایک ملز کو کتنی مقدار میں گندم کا کوٹا دیا گیااور کوٹافراہم کرنے کاطریق کار کیا ہے ؟

(ج) کیامذکورہ عرصہ میں کسی ملز کو سپیشل کوٹادیاگیا،اگر ہاں تواس ملز کانام اور مہیاکیاگیاکوٹاکیا تھا، تفصیل بیان کی جائے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں فلور ملز کے نام، جہاں واقع ہیں اور ان کی پسائی کی گنجائش گوشوارہ(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری2007تا31۔دسمبر2008جن فلور ملوں کو گندم فراہم کی گئی اس کی تفصیل منسلکہ گوشوارہ(بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ضلع وار گندم کا اجراء شہری آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کیا جاتا ہے اور یہ کوٹا ضلع میں واقع فلور ملوں میں پسائی کی گنجائش کے تناسب کو مدنظر رکھ کر تقسیم کیا جاتا ہے۔

(ج) اس عرصہ میں کسی فلور ملز کو سپیشل کوٹاجاری نہ ہوا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!اس سوال میں ملوں کا ذکر ہوا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک مل کو کتنا کوٹادیا جاتا ہے اور یہ ماہانہ ہوتا ہے یا سالانہ اور یہ کیسے ensure کیا جاتا ہے کہ ان کو جو گندم دی جاتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے اس کا جز(ب) پڑھا ہے ؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جی، پڑھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اگر آپ اسے study کر لیتیں تو پھر آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!اس کو کیسے ensure کیا جاتا ہے کہ جو گندم انہیں دی جاتی ہے اس کی پسائی ہوتی ہے یا وہ اسے اسی طرح سے آگے بیچ بھی سکتے ہیں تو کیا اس کے لئے کوئی surety ہوتی ہے ؟

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

**محترمہ سیمل کامران:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گی کہ محترمہ کو اس لئے گوشوارہ نظر نہیں آیا کہ ایوان کی میز پر حاضری رجسٹر ہے اور سب کو وہی نظر آرہا ہے۔ (قہقہہ)

**جناب قائم مقام سپیکر:** ڈاکٹر صاحبہ! آپ پہلے پڑھ لیں پھر بات کریں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! On his behalf question No 5027 پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں (معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

**جناب سپیکر:** جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

## جدید معیار کے مطابق ذخیرہ گاہوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*5027: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب زرعی اجناس کے لئے حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق جدید معیار کی ذخیرہ گاہیں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ انہیں زیادہ عرصہ تک محفوظ رکھا جاسکے اگر ہاں تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ سہولت کاشتکاروں کو فراہم کی جائے گی اگر ہاں تو اس کی شرائط کیا ہوں گی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ منصوبہ پر تخمینہ لاگت کیا ہوگا اور ان ذخیرہ گاہوں کا منصوبہ ابھی کس مرحلہ پر ہے کیا اس میں پرائیویٹ سیکٹر کو بھی شامل کیا جائے گا، منصوبہ کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** جناب سپیکر! میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) محکمہ خوراک کے پاس زیادہ تعداد میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گھر نما گودام ہیں جن میں گندم بوریوں کی شکل میں ذخیرہ کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ پنجاب حکومت کے پاس بنز بھی

موجود ہیں جن میں کھلی گندم سٹور کی جاتی ہے۔یہ ذخیرہ گاہیں زیادہ تر اپنی مدت پوری کر چکی ہیں اوراس وقت ذخیرہ کاری کے لئے مکمل طور پر موزوں نہیں ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک میں زرعی اجناس کو ذخیرہ کرنے کے لئے سائیلوز تعمیر کئے جاتے ہیں۔لمبا عرصہ ذخیرہ کرنے کے لئے کنکریٹ کے سائیلوز جبکہ مختصر عرصہ کے لئے سٹیل سائیلوز فارموں کی سطح پر تعمیر کئے جاتے ہیں۔ہمارے ملک میں سائیلوز تعمیر کرنے کا رجحان اب ہو رہا ہے لیکن سائیلوز تعمیر کرنے کی تکنیکی صلاحیت موجود نہ ہے۔محکمہ خوراک نے اس نئی سٹوریج کو تعمیر کروانے سے پہلے مناسب سمجھا کہ ماہرین سے سٹڈی کروایا جائے کہ کس قسم کے گودام ہمارے موسم میں زیادہ موزوں ہو سکتے ہیں۔محکمہ منصوبہ بندی پنجاب نے TAMA سے اس پر سٹڈی کروائی،انہوں نے کنکریٹ کے سائیلوز کو ہمارے موسمی لحاظ سے موزوں قرار دیا نیز یہ بھی کہا کہ سٹوریج کا سائز ایک جگہ پر 20000 میٹرک ٹن سے کم نہیں ہونا چاہئے۔اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پنجاب کی سٹوریج کی مزید ضروریات 2025 تک 30 لاکھ ٹن تک ہو جائیں گی۔

(ب) اس قسم کی ذخیرہ گاہیں سرکاری سطح پر تعمیر کی جائیں گی محکمہ خوراک کاشتکاروں سے گندم خرید کر ان میں سٹور کرے گا۔

(ج) اوپر درج سٹڈی پر عملدرآمد کرتے ہوئے محکمہ خوراک نے کنکریٹ سائیلوز کی تعمیر کا کام ڈی جی خان، تونسہ اور کڑر میں شروع کرنے کے لئے محکمہ C&W سے درخواست کی کہ کنکریٹ سائیلوز کی ڈرائینگ اینڈ ڈیزائننگ مکمل کر کے لاگت کا تخمینہ مکمل کیا جائے۔مزید برآں حکومت پنجاب نے محکمہ C&W کو اس کام کے لئے 100 ملین روپے جاری کئے ہیں۔ بد قسمتی سے محکمہ C&W نے واپس لکھا کہ محکمہ C&W مطلوبہ اہلیت نہ ہونے کی بناء پر کام نہیں کر سکتا۔اس بناء پر ابھی تک کام شروع نہ ہو سکا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے جواب پڑھانے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے سارے دوست سن لیں کہ محکمہ کی طرف سے کیا جواب آیا ہے۔ ہم admit کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس گودام موزوں نہیں ہیں جس میں گندم کو رکھا جا رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھی ایک بہادری ہے کہ admit کر رہے ہیں کہ ہم نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے بعد کہا ہے کہ جو ہم نے study کروائی ہے تو 2025 تک 30 لاکھ میٹرک ٹن گندم storage کرنے کی ضرورت ہو گی۔ 2025 کی ہم بات کر رہے ہیں جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری ضرورت 21 لاکھ ٹن ہے مگر ہم نے 60 لاکھ ٹن procurement کی تھی تو کیا ہم یہ توقع کر رہے ہیں کہ 2025 تک ہماری پیداوار 50 لاکھ ٹن تک ہو گی؟ ہماری آبادی بڑھے گی انشاء اللہ اور ہماری پیداوار کی techniques سے yield بڑھے گی اور ہم نئے areas under cultivation لائیں گے اور امید یہ کی جا رہی ہے کہ ہماری پیداوار بڑھے گی تو ہمیں capacity بھی 30 لاکھ ٹن سے زیادہ ہی چاہئے ہو گی تو اس جواب سے ہمارے C&W کی تو نا اہلی خود ہی محکمہ خوراک والے کہہ رہے ہیں کہ "وہ کہتے ہیں کہ ہم اہل ہی نہیں ہیں ایک کام کرنے کے "تو محکمہ خوراک کا اپنا سروے اور estimate بھی logical نہیں بنتا کہ 2025 تک صرف ان کو 20 لاکھ ٹن ابھی اور 2025 تک 30 لاکھ ٹن کی ضرورت ہو گی تو یہ بھی logical نہیں ہے۔ میری بار بار ایک ہی گزارش ہوتی ہے کہ ہم اسمبلی کے سوالات محض ایک information اکٹھی کرنے کے لئے نہیں کرتے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں کمی کوتاہیاں ہوں ان کے بارے میں حکومت کو باور کرایا جائے کہ اس پر ہماری پالیسی کیا ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا اس پر ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: میرا سوال یہ ہے کہ ہمیں سال سے پتا ہے اور C&W نے کہا ہے کہ ہمارے پاس اہلیت نہیں ہے۔ ہم جی ٹی روڈ پر جاتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی flour mills نے اپنے سائیلوز بنائے ہوئے ہیں۔ اگر C&W والے اس ایک سال کے اندر نہیں کر سکتے تو کیا حکومت نے کوئی اور اقدامات کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت ہی اچھے انداز سے ایک معاملہ کی طرف جو اس صوبے کی ضرورت ہے توجہ دلائی۔ واقعی موجودہ storage کی capacity کافی پرانی اور بوسیدہ ہو چکی ہے۔ کوئی بھی چیز سال ڈیڑھ سال میں بوسیدہ نہیں ہوتی بلکہ اس کو بوسیدہ ہونے میں کوئی آٹھ، دس سال لگتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لغاری صاحب کی اس نشاندہی کے بعد اُس لاڈلے کو بھی احساس ہونا چاہئے جس نے کوئی

چار پانچ سال قبل صرف اپنے آفس کے لئے 2۔ارب روپے کا 8 کلب میں آفس بنایا تھا۔ کاش وہ 2۔ارب روپیہ اس پر خرچ کر دیا ہوتا تو شاید آج یہ capacity ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ ہوتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ issue at hand پر ہی رہا کریں۔ وہ 2۔ارب روپیہ کیا استعمال نہیں ہو رہا ہے؟ آج صبح جب میں گھر سے نکل رہا تھا تو ہمارے اسی حکومت کے اہم اہلکار کے ساتھ پولیس کی اسکواڈ تھی اور وہ نہایت بدتمیزی سے لوگوں کو اِدھر اُدھر کرا رہے تھے۔ اگر ہم ذاتیات پر attack کرنا شروع کریں گے تو یہ انگلیاں سب پر اُٹھیں گی۔ رانا صاحب اعتراض کر رہے ہیں اور یہ خود بہت بڑی سرکاری گاڑی میں بہت ساری پولیس اسکواڈ کے ساتھ پھرتے ہیں۔ ہم یہ کیا بات کرتے ہیں؟ اس وقت storage، silos، food اور needs کی بات ہو رہی ہے۔ اگر اس پر بھی ہم نے چبھتے ہوئے personal attacks کرنے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ایسی باتیں نہ کیا کریں اور جو issue at hand ہو اُسی تک رہا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اتنا تڑپنے کی بات نہیں ہے۔ (قہقہہ) اگر بات کرنی ہے تو پھر سننے کا بھی تھوڑا حوصلہ ہونا چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ رانا ثناء اللہ صاحب بہت بڑا اسکواڈ لے کر پھرتے ہیں۔ یہ آئیں اور یہاں پر اس بات کی bet لگائیں کہ مونس الٰہی کے ساتھ ایلیٹ فورس کا اسکواڈ زیادہ ہے یا میرے ساتھ زیادہ ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری پرویز الٰہی، چودھری شجاعت۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میری بات سن لیں، اس کے بعد پھر آپ بات کریں، میں نے کہیں چلے نہیں جانا، میں آپ کی بات سن کر جاؤں گا۔ (قطع کلامیاں)

آپ ذرا بیٹھیں اور بیٹھ کر سن لیں۔ یہ آئیں، ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ کس کے ساتھ کتنے لوگوں کی اسکواڈ ہے؟ میرے ساتھ ایلیٹ فورس کا کوئی ایک آدمی بھی نہیں ہے بلکہ regular پولیس ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ یہ بات نہ کریں، وہ بات نہ کریں۔ ہمارا تو یہ مؤقف ہے کہ آج یہ ملک جس مصیبت، جس سازش اور جن بُرے سے بُرے حالات سے گزر رہا ہے اس سے بُرے حالات اور کیا ہو سکتے ہیں کہ یہاں پر گیس نہیں ہے، یہاں پر بجلی نہیں ہے اور بنیادی ضرورتیں حاصل نہیں ہیں؟ ہمارا تو مؤقف ہی یہ ہے کہ اس ملک کا بیڑا غرق کرنے میں، اس ملک کو اس انتہا پر پہنچانے میں کہ ہر طرف تباہی ہی تباہی ہے

ان لوگوں کا ہاتھ ہے جنہوں نے اس ملک پر دس دس سال، گیارہ گیارہ سال اور نو نو سال حکومت کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ان لوگوں پر ہم لعنت کیوں نہ بھیجیں، جو لوگ ایسی ڈکٹیٹر شپ جن کی وجہ سے ملک اس تباہی کا شکار ہوا ہے ان کے لئے یہاں پر قرار دادیں پاس کرواتے تھے کہ ہم ان کو ایک دفعہ نہیں ابھی ہم نے ان کو دس مرتبہ اور منتخب کروانا ہے۔ وہ ڈکٹیٹر شپ جس نے اس ملک کو تباہی کے اس دھانے پر پہنچایا، جس کو ابھی مزید یہ لوگ پچاس سال تک مسلط رکھنا چاہتے تھے اور اُن کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ہم بات نہ کریں۔ یہ تو ہمارا اور پوری قوم کا رونا ہے کہ اس ملک کو ان لوگوں نے تباہ کیا جن لوگوں نے یہاں دس دس سال اور نو نو سال حکومت کی اور اس کے بعد ملک کو اس حالت میں چھوڑا۔ ٹھیک ہے، آپ نے ان لوگوں کا ساتھ دیا، آپ ان کے ساتھ رہے، آج بھی ان کے ساتھ ہیں اور پچھلا سارا کچھ بھول بُھلا کر لوگوں کو نئی کہانیاں سنانا چاہتے ہیں تو وہ آپ سنائیں۔ آپ اپنی بات کریں لیکن ہمیں اور قوم کو اپنا دکھ بھی رونے دیں اور وہ بھی سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پرانے دُکھڑے کو رونے کے لئے مہینہ رکھ لیں، چار مہینے رکھ لیں اور جتنا مرضی ٹائم رکھ لیں جس میں یہ اپنے سارے دُکھڑے رولیں۔ اس وقت wheat storage کی بات ہو رہی ہے، مہربانی کریں اس کا محکمہ خوراک کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ ایک لطیفہ ہے کہ ایک بچے نے کرکٹ میچ پر مضمون لکھا تو اس کو بڑے اچھے نمبر ملے۔ اگلے ہفتے جب استاد نے مضمون Visit to a Park لکھنے کو کہا تو اس نے لکھا کہ میں پارک میں گیا، بچے کرکٹ میچ کھیل رہے تھے اور اس نے پھر وہی کرکٹ میچ کا مضمون لکھ دیا۔ پھر استاد نے کہا کہ Journey by Train پر مضمون لکھو تو بچے نے لکھ دیا کہ I was traveling by train and look out the window and boys were playing cricket match۔ رانا صاحب بھی ہر بات گھما پھرا کر اسی طرف لے آتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ food کی storage کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟ جہاں تک باتیں یاد کرانے کا تعلق ہے تو پرانی باتوں میں نہ جانا مناسب ہے۔ میں آپ کے توسط سے پھر سے یہ گزارش کروں گا کہ پرانی باتیں کرنے کے لئے کوئی ٹائم مقرر کر لیتے ہیں کہ جنوری کے مہینے میں ہم پرانی باتیں کریں گے اور اس کے بعد فروری میں ہم issues at hand کو دیکھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اصل میں رانا ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ:

یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ماضی کی ہماری بھی یادیں ہیں۔ آپ والی کرسی پر ایک ڈکٹیٹر کو لایا گیا تھا اور پچھلے دنوں ٹی وی پر رانا صاحب کی لیڈر شپ کے مرحوم صدر ضیاء الحق کے بارے میں دکھا رہے تھے۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk۔ لغاری صاحب! میرا خیال ہے کہ ہم دوبارہ سوالات کی طرف آتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری بھی یہی گزارش ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا اس پر کیا ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا جواب تو نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب تو انہوں نے دے دیا ہوا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! صرف یہ بتا دیں کہ جب C&W نے کہہ دیا کہ وہ نہیں بنا سکتے تو اس کے بعد محکمے نے کچھ کیا کیونکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ بننے چاہئیں اور اس کا latest status کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس کا status یہ ہے کہ ایک پرائیویٹ Republic Commercial Engineering Company کو یہ contract دیا گیا ہے کہ وہ اس کا survey کرنے کے بعد اس کے سائیلوز کا design final کرے اس کے لئے ہم نے ان کو 10.09 ملین روپے دیا ہے کہ وہ اس پر کام کرے۔ انہوں نے اس کا final design دینے کے لئے آٹھ ہفتوں کی مہلت مانگی ہے جو شاید 15۔دسمبر سے 15۔فروری تک ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ اس سال ایک لاکھ ٹن storage کے لئے نئے store بن جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، بہت اچھی بات ہے۔ سیمل صاحبہ! آپ کا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ جو Question Hour میں اتنا وقت ضائع ہوا ہے kindly ہمیں وہ ٹائم چاہئے۔ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں محکمہ

جواب دے رہا ہے کہ "یہ ذخیرہ گاہیں زیادہ تر اپنی مدت پوری کر چکی ہیں اور ذخیرہ کاری کے لئے موزوں نہیں ہیں۔"09-2008 اور 2010 ان تین seasons میں موجودہ گورنمنٹ گندم خرید چکی ہے اور فروخت بھی کر چکی ہے۔ اگر یہ آٹھ سال کا رونا روتے رہیں گے تو تین سال تو انہیں بھی ہو چکے ہیں اور چوتھا سال آنے والا ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب سوال کی طرف آ جائیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس آٹھ سال کا رونا روتے روتے انہوں نے چار سال تو گنوا دیئے، کیا باقی چار سال بھی رونا روتے روتے اور ڈکٹیٹر کو لعنت بھیجتے بھیجتے گنوائے جائیں گے یا اس storage capacity کو improve کیا جائے گا؟ جہاں تک لعنت بھیجنے کی بات ہے تو آئیں! آج ہم سب مل کر ہر اُس ڈکٹیٹر جس کا نام ڈیڈی تھا، ہر اُس ڈکٹیٹر جس کو آپ کی اس کرسی پر بٹھایا گیا تھا چاہے وہ سول ڈکٹیٹر تھا یا وردی والا تھا ان سب پر لعنت بھیجتے ہیں۔ صرف ایک مشرف ڈکٹیٹر پر لعنت بھیجنے سے ان کے رونے ختم نہیں ہوں گے اور ان کے دل کا غبار ختم نہیں ہوگا۔ اگر یاد ماضی عذاب ہے تو پھر وہ رب یہ بھی بتاتا ہے کہ تھوڑا اور بھی پیچھے جاؤ اور اپنے گریبانوں میں جھانکو۔ ہر روز House کا ٹائم اس طرح کی من گھڑت کہانیوں پر ضائع کیا جاتا ہے آخر کس لئے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** محترمہ! یہ کیا کر رہی ہیں؟ اب آپ تشریف رکھیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ جو ہمارا ٹائم ضائع ہوا ہے وہ ٹائم ہمیں دیں اور دوبارہ پھر اُسی پر بات کرتے ہیں۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ بات on record ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت میاں محمد نواز شریف اور پیپلز پارٹی کی قیادت محترمہ بینظیر بھٹو شہید نے جب Charter of Democracy پر signature کئے تو انہوں نے پوری قوم کے سامنے اس بات پر معذرت کی کہ اس سے پہلے اگر کسی ڈکٹیٹر شپ کا ساتھ دیا گیا ہے، کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ اس ملک کا بیڑا غرق کرنے میں اور اس ملک کو تباہ کرنے میں ان ڈکٹیٹروں کا ہاتھ ہے۔ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ آج تک (ق) لیگ کی قیادت کو یہ نصیب نہیں ہوا کہ یہ اپنی اس بات پر معذرت کرے باوجود اس بات کے کہ وہ ڈکٹیٹر لندن میں بیٹھا ان پر لعنت بھیج رہا ہے پھر بھی یہ آگے سے جواب نہیں دے رہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** میرا خیال ہے کہ اب سیاسی باتیں ختم کریں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: اب یہ جواب بھی سُنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس طرح تو جواب الجواب چلتا رہے گا۔(قطع کلامیاں)
پلیز اب سوالات کے اندر کوئی سیاسی بات نہیں ہوگی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ان کو ٹائم دے دیتے ہیں یا توان کو بھی ٹائم نہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب آپ سوالات کو چلانے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کو تو ٹائم دیا جاتا ہے ہمیں بھی ٹائم دیا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، ہمیں بھی بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپس میں فیصلہ کرلیں ورنہ بیٹھ جائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر کسی کو باپ بنا کر، کسی کو والد کا درجہ دے کر اور جب کوئی دوسرا ڈکٹیٹر آکر آپ کو جھنڈی کرادے اور آپ کو باہر بھگادے تو آپ اپنے باپ سے منحرف ہو جائیں اور آپ آکر معافیاں مانگ لیں تو مجھے نہیں سمجھ آتی کہ یہ کس قسم کی ولدیت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! بات کو اس طرف نہ لے کر جائیں۔

محترمہ سیمل کامران: ایک ڈکٹیٹر کو یہ کہا جائے کہ وہ ڈکٹیٹر ہمارا روحانی باپ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! This is very wrong.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے کس نے شروع کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: بس، اب تشریف رکھیں۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک شعر کی آمد ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! اب تھوڑی دیر سوالات بھی چلانے دیں۔ جی، نوید انجم صاحب کا سوال ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of ہوا۔ اب اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of ہوا۔ اب اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! on her behalf. (معزز ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! سوال نمبر بولئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5619 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## سال 2009، دھان کی فروخت کی تفصیلات

*5619: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 میں دھان کی سرکاری خریداری کے لئے حکومت نے کیا قیمت مقرر کی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 2009 کے دوران کسان مارکیٹ میں -/600 روپے فی من دھان فروخت کرنے پر مجبور تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2009 میں حکومت نے دھان کی خریداری کی قیمت -/1250 روپے مقرر کر رکھی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) سال 2009 میں سپر باسمتی کی خریداری قیمت -/1250 روپے فی چالیس کلو گرام وفاقی حکومت نے مقرر کی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سال 2009 میں حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے اضلاع میں دھان کی خریداری -/1250 روپے فی چالیس کلو گرام پر کی اگرچہ حکومت پنجاب کی ذمہ داری میں دھان کی خریداری شامل نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی اس مداخلت کی وجہ سے دھان کے نرخ مارکیٹ میں انتہائی معقول اور مناسب ہو گئے تھے لہذا یہ کہنا درست نہ ہے کہ کسان -/600 روپے فی من دھان فروخت کرنے پر مجبور تھے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سال 2009 میں وفاقی حکومت نے سپر باسمتی کی خریداری کی قیمت 1250/- روپے مقرر کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کو پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جز (ب) پڑھئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! "یہ درست نہ ہے۔ سال 2009 میں حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے اضلاع میں دھان کی خریداری 1250/- روپے فی چالیس کلوگرام پر کی اگرچہ حکومت پنجاب کی ذمہ داری میں دھان کی خریداری شامل نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی اس مداخلت کی وجہ سے دھان کے نرخ مارکیٹ میں انتہائی معقول اور مناسب ہو گئے تھے۔ لہذا یہ کہنا درست نہ ہے کہ کسان 600/- روپے فی من دھان فروخت کرنے پر مجبور تھے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2009 میں حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے اضلاع میں جو دھان خریدی تھی کیا اب وہ سٹور میں پڑی ہوئی ہے یا ساری dispose of کر دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جو دھان گوجرانوالہ اور شیخوپورہ سے خریدی گئی تھی مارکیٹ کے اندر اس کی قیمت کو stabilize کرنے کے لئے اور کسان کے فائدے کے لئے وہ بات کی گئی تھی اور اب وہ دھان مکمل طور پر sale out ہو چکی ہے۔ وہ no profit no loss پر فروخت ہوئی ہے۔ اب کچھ باقی نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جس طرح گندم کی سٹوریج کی جاتی ہے تو اس طرح دھان کی سٹوریج بھی حکومت کرتی ہے اور کیا دھان کی خریداری حکومت کرتی ہے یا پرائیویٹ سیکٹر کرتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتائیں کہ یہ خریداری پرائیویٹ سیکٹر کر رہا ہے یا حکومت کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! حکومت کر رہی ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، بہت شکریہ

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** بس یہ آخری ضمنی سوال ہے کیونکہ ایک سوال پر دو سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتے۔

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ سوال ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ سال 2009 کے دوران کسان مارکیٹ میں -/600 روپے فی من دھان فروخت کرنے پر مجبور تھے؟" ان کا جواب اس طرح کا آیا ہے کہ "-/600 روپے فی من دھان فروخت کرنے پر مجبور نہ تھے" تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ دھان کی کون سی variety کی بات کر رہے ہیں؟ دھان کی تو کئی varieties ہیں، سُپر بھی ہے، اری بھی ہے اور دونوں کے rates میں فرق ہے تو یہ کون سی variety کے rate کی بات کر رہے ہیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** جناب سپیکر! یہ سُپر باسمتی چاول ہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** بہت شکریہ۔ جی، اب اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

**انجینئر قمر الاسلام راجہ:** جناب سپیکر! سوال نمبر 5744 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## پنجاب میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کو بڑھانے کی تفصیلات

*5744: **انجینئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں گندم ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش حکومت کے پاس موجود ہے، کیا یہ گنجائش کافی ہے اور اگر نہیں تو اس گنجائش کو بڑھانے کے لئے حکومت کہاں کہاں مزید گودام بنا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے پہلے فائبر گلاس کے بھڑولے استعمال کرنے کی تجویز تھی مگر اب کنکریٹ کے پختہ گودام بنانے کا منصوبہ ہے؟

(ج) موجودہ مالی سال 10-2009 کے لئے اس ضمن میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس سے گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش میں کتنا اضافہ متوقع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) گندم ذخیرہ کرنے کے لئے حکومت پنجاب کے پاس 21.71 لاکھ میٹرک ٹن زیر استعمال معیاری گنجائش کے گودام موجود ہیں۔ ان گوداموں میں ذخیرہ کاری دھانکیں بڑھانے سے تقریباً 27 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ ہو سکتی ہے۔ حکومت پنجاب ہر سال فلور ملوں کو تقریباً 30 لاکھ ٹن گندم جاری کرتی ہے۔ گوداموں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 3.000 لاکھ میٹرک ٹن گندم کی ذخیرہ کاری کی گنجائش میں اضافے کا پروگرام بنایا اس سلسلے میں سائیلوز بنانے کے لئے ڈی جی خان، تونسہ، روجھان، جام پور، کوٹ ادو، جلال پور، نارووال، میانوالی، بھکر اور لاہور تحصیلوں کا انتخاب کیا۔

(ب) حکومت سٹیل یا کنکریٹ کے گوداموں میں سے انتخاب علاقے اور دوسرے ضروری عوامل کو مدنظر رکھ کے کرے گی۔ اس سلسلے میں E.O.I اخبار میں شائع کر دیا گیا ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فائبر گلاس کے بھڑولے استعمال کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ تھی۔

(ج) سال 10۔2009 میں ذخیرہ کاری کی گنجائش میں اضافہ کرنے کے لئے 100 ملین روپے مختص کئے گئے جن میں سے 10.900 ملین روپے مستقل تھڑاجات تعمیر کرنے کے لئے استعمال کئے گئے جن پر تقریباً 36,000 میٹرک ٹن گندم سٹور ہو سکے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سال 10-2009 میں صرف 100 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ ہم بارہا دیکھ چکے ہیں کہ پچھلے دو سالوں میں بھی آٹے کا crises آ تا رہا ہے تو کیا یہ رقم کافی سمجھی گئی ہے اور دوسرا یہ کہ 10-2009 میں کتنی رقم استعمال ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس کے لئے ایک 100 ملین روپے کی رقم رکھی گئی تھی جو اس دفعہ بڑھا کر 200 ملین روپے کر دی گئی ہے۔ اس میں سے 10.9 ملین روپے تھڑاجات کی تعمیر کے لئے استعمال کئے گئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ذرا یہ دوبارہ بتائیں، اس میں تو100 ملین روپے لکھا ہے آپ دو سو ملین روپے کہہ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!2009 میں 100 ملین روپے ہے اور 11-2010 کے دوران اس کو بڑھا کر دو سو ملین کر دیا گیا ہے جس میں سے 10.9 ملین روپے تھڑاجات کے لئے خرچ ہوئے ہیں باقی رقم پڑی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یعنی کہ بڑھا دیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے لکھا ہے کہ "گوداموں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 3.000 لاکھ میٹرک ٹن گندم کی ذخیرہ کاری کی گنجائش میں اضافے کا پروگرام بنایا اس سلسلے میں silo بنانے کے لئے ڈی جی خان، تونسہ، روجھان، جام پور، کوٹ ادو، جلال پور، نارووال، میانوالی، بھکر اور لاہور تحصیلوں کا انتخاب کیا۔" ابھی پچھلے سوال میں ہی انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ انہوں نے Republic Engineering کو ڈیڑھ لاکھ ٹن گندم سٹوریج کے لئے گوداموں کی construction کا ٹھیکہ دیا ہے۔ کیا یہ commitment کر رہے ہیں کہ یہ گودام فروری کے آخر تک بن جائیں گے؟ 15۔دسمبر سے گندم کی تاریخ شروع ہو چکی ہے اور انہوں نے پچھلے سوال میں اس چیز کی commitment کی ہے اور اس میں بھی کر رہے ہیں کہ ہم گندم کی سٹوریج کے اضافے کے لئے گودام بنا رہے ہیں تو کیا یہ فروری کے آخر تک بن جائیں گے کیونکہ گندم کا season شروع ہو رہا ہے اور اگر نہیں تو میں Assurance Motion لانے کی اہل ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ نہیں بنیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیونکہ انہوں نے ابھی commit کیا ہے کہ انہوں نے Republic Engineering کو ٹھیکہ دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انہوں نے ٹھیکہ دیا ہے، بنانے کا تو نہیں کہا۔ انہوں نے پچھلے سوال میں کہا ہے کہ سی اینڈ ڈبلیو نے بنانے سے انکار کر دیا ہے اس کے بعد Republic Engineering پتا نہیں

جو بھی ہے اس کو ٹھیکہ دیا ہے۔اب یہ نہیں پتا کہ اس کی کیا deadline ہے ان کو بنانے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے یا designing کے لئے دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انہوں نے ابھی خود کہا ہے کہ ایک لاکھ ٹن سٹوریج کے لئے ہم نے ٹھیکہ دے دیا ہے وہ بنے گا۔کیا یہ assure کراتے ہیں کہ فروری کے آخر تک یہ گودام بن جائیں گے،یہ بتادیں کہ کب تک بن جائیں گے؟اور اگر نہیں بنیں گے تو پھر Assurance Motion آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں کوئی date تو نہیں دی گئی ناں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!گندم کا season چلا جائے گا پھر اس کو بنانے کا کیا فائدہ؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ان کے جواب پر میں نے بھی clap کیا تھا اور آپ نے بھی اس کو بڑا اچھا کہا تھا۔اس میں انہوں نے کہا تھا کہ ایک لاکھ ٹن storage capacity والے گودام Republic Engineering والے بنا کر دیں گے تو ابھی تو دو مہینے رہ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بتائیں کب تک بنادیں گے؟اگر ان کے ساتھ کوئی کنٹریکٹ ہوا ہے تو اس کے مطابق انہوں نے کب تک مکمل کر کے دینے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!اس پر ابتدائی کام designing اور drawing کی تکمیل کا ہے وہ مکمل کر لیں گے اس کے بعد یہ شروع ہو گا اور اس سال میں انشاء اللہ ایک لاکھ ٹن گندم سٹوریج کی capacity بڑھالی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس فصل کے بعد بنائے جائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس فصل کے بعد ہی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: تو پھر آپ نے سٹوریج کا کیا کرنا ہے،season تو چلا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!فصل کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے،فصل تو routine سے آتی رہتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے میں ان کی بات جو سمجھا ہوں وہ یہی ہے کہ وہ اس سال بن جائیں گے، اب فصل تو اپنے ٹائم پر ہی آنی ہے،جب آئے گی تو وہ پچھلی طرح ہی سٹور کریں گے in the meanwhile بن جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جی، اگر اس سال بنیں گے تو اگلے سال گندم اس میں سٹور ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اب اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، disposed of اب اگلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ کے دو سوال پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ میں نے آپ کو اس وقت بھی کہا تھا، تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو بھی ہے، آپ کے دو سوال ہو چکے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ آپ کے اتنے لوگ بیٹھے ہیں کوئی دوسرا آدمی سوال کر لے۔ جی، کوئی نہیں ہے، disposed of اس کے بعد اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔ جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 6204 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## سال 09-2008 میں ضلع سرگودھا کے لئے گندم خرید سے متعلقہ تفصیلات

*6204: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم سٹور کرنے کے کتنے گودام کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) سال 2008 اور 2009 میں ضلع سرگودھا کے لئے سرکاری ہدف گندم خرید کرنے کا کیا تھا کیا اس کے مطابق گندم خرید کی گئی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ گوداموں میں کتنی گندم کو سٹور کیا گیا کتنے سٹور ناکارہ ہیں اور کتنی گندم کھلی جگہ پر سٹور کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم سٹور کرنے کے لئے موجود گوداموں کی تفصیل درج ذیل ہے:

| نمبر شمار | نام سنٹر | تعداد گودام | گنجائش ذخیرہ (میٹرک ٹن) |
|---|---|---|---|
| 1 | سرگودھا-I | 1 | 500 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 2 | سرگودھا-II | 21 | 15000 |
| 3 | آسیانوالہ | 10 | 50000 |
| 4 | بھلوال | 4 | 2000 |
| 5 | پھلروان | 6 | 3000 |
| 6 | سلانوالی | 7 | 4100 |
| 7 | شاہ نکدر | 3 | 3000 |
| 8 | شاہپور | 13 | 8300 |
| | | میزان | 85900 |

(ب) سکیم 2008-09

حکومت پنجاب محکمہ خوراک کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق سال 2008-09 میں ضلع سرگودھا کے لئے گندم کی خریداری کا ہدف 99000 ٹن مقرر کیا گیا تھا اور 62638 ٹن گندم خرید کی گئی، کاشتکاروں کی طرف سے مراکز خریداری گندم پر فروخت کے لئے لائی جانے والی تمام گندم بمطابق محکمانہ پالیسی خرید کی گئی، اس سال گندم کی سرکاری قیمت مارکیٹ کی قیمت سے کم تھی لہذا کسان اپنی فصل منڈی میں فروخت کرنے کو ترجیح دیتے رہے۔

سکیم 2009-10

حکومت پنجاب محکمہ خوراک کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق سال 2009-10 میں ضلع سرگودھا کے لئے گندم کی خریداری کا ہدف 198000 ٹن مقرر کیا گیا تھا اور 194683 ٹن گندم خرید کی گئی کاشتکاروں کی طرف سے مراکز خریداری گندم پر فروخت کے لئے لائی جانے والی تمام گندم بمطابق محکمانہ پالیسی خرید کی گئی۔

(ج) مندرجہ بالا گوداموں اور کھلی جگہ پر ذخیرہ کی گئی گندم سکیم 2008-09 اور 2009-10 کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| سکیم 2008-09 | | | سکیم 2009-10 | | |
|---|---|---|---|---|---|
| نمبر شمار | گودام | مقدار گندم (میٹرک ٹن) | نمبر شمار | گودام | مقدار گندم (میٹرک ٹن) |
| 1 | گورنمنٹ گوداموں میں ذخیرہ | 45478 | 1 | گورنمنٹ گوداموں اور بنوں میں ذخیرہ | 82140 |
| 2 | پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ | - | 2 | پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ | 1111 |
| 3 | اوپن | 17160 | 3 | اوپن | 111432 |

ضلع ہذا میں گندم صرف اور صرف ذخیرہ کاری کے قابل گوداموں میں ہی ذخیرہ کی گئی تاہم ضلع ہذا میں کل 335 بنز ناکارہ ہیں جن کی گنجائش ذخیرہ 11725 ٹن تھی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، کوئی ضمنی سوال؟

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ 09-2008 میں ضلع سرگودھا میں گندم کی خریداری کے لئے اتنا ہدف تھا جس میں سے اتنی گندم انہوں نے خرید لی ہے اور باقی گندم کا انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس سال گندم کی سرکاری قیمت مارکیٹ کی قیمت سے کم تھی لہذا کسان اپنی فصل منڈی میں فروخت کرنے کو ترجیح دیتا رہا۔ اس حوالے سے میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ یہ جیسے ابھی میں نے ذکر کیا تھا کہ تیسری دفعہ گندم لے لی گئی ہے اور چوتھی دفعہ یہ گندم خریدیں گے۔ ایک طرف تو ہم ایک عرصے سے دُہائیاں سُنتے آرہے ہیں کہ حکومت کی اتنی اچھی پالیسیاں ہیں کہ انہوں نے آڑھتیوں کا کردار سرے سے ختم کر دیا ہے۔

**چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):** جناب والا! یہ تقریر کب تک سنیں گے؟

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! منڈا صاحب ایک تو interrupt کرتے ہیں، دوسرا ان سے کہیں کہ کھڑے ہو کر بات کیا کریں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! منڈا صاحب بار بار interrupt کر رہے ہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** منڈا صاحب اس لئے interrupt کر رہے ہیں کہ آپ تقریر کر رہی ہیں، آپ اس پر ضمنی سوال کریں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! میں تقریر نہیں کر رہی، ضمنی سوال کر رہی ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** منڈا صاحب کو interrupt کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، آپ ضمنی سوال کریں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! ان کو حق ہے یا نہیں وہ آپ جانتے ہیں لیکن میری ان سے گزارش ہے کہ وہ کھڑے ہو کر بات کیا کریں۔

**محترمہ ساجدہ میر:** ویسے وہ کھڑے بھی ہو جائیں بیٹھے ہی لگتے ہیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! ساجدہ بہن اتنی پیاری ہیں کہ ہمیشہ سچی بات کرتی ہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، آپ سوال کریں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں، وہ مجھے اس بات کا جواب دینا پسند کریں گے، میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم تین سال سے حکومت کی یہ دُہائیاں سنتے آرہے ہیں کہ حکومت نے آڑھتیوں کا کردار ختم کر دیا ہے اور گندم کا دانہ، دانہ خریدنے کی بات ہوتی رہی ہے۔ اب آپ کے محکمے نے خود ہی جواب میں یہ کہا ہے کہ گندم کی قیمت اتنی کم تھی کہ لوگ مارکیٹ میں جا کر گندم خریدنے پر مجبور رہے۔ ایک تو مجھے اس failure کی وجوہات بتائیں؟ میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بعد میں کرتی ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** جناب سپیکر! محترمہ نے اپنے سوال کا جواب خود ہی دے دیا ہے کہ قیمت کم ہونے کی وجہ سے زمیندار کو اپنی گندم مارکیٹ میں لے جانے کی خواہش تھی جس کے نتیجے میں 99 ہزار ٹن کا ہدف مقرر کیا گیا جو صرف 62 ہزار 6 سو رہ گیا۔ حکومت پنجاب نے جب اس کی price increase کی تو کسانوں کو اس میں کشش ہوئی اور پھر زیادہ رقبہ کاشت ہوا جس سے پیداوار بھی بڑھ گئی اور حکومت کے اس وعدے پر کہ ہم دانہ، دانہ خریدیں گے، حکومت نے جب 60 لاکھ ٹن کا target دیا تو عوام تک وہ ساری خوشحالی پہنچی۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! اس وقت بھی انہی کی حکومت تھی اور انہی کی policies تھیں اگر اتنی پیاری policies بعد میں دینی تھیں تو وہ پہلے بھی دی جا سکتی تھیں۔ دوسرا ان کا یہ جواب، انہوں نے جو figures quote کئے ہیں یہ غلط ہیں۔ اگلا سوال بھی میرا ہی ہے اور یہ ضمنی سوال میں اس لئے کر رہی ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ Question Hour ختم ہو گیا ہے۔ ان کے محکمے نے مجھے اگلے سوال کا جواب دیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ---

**جناب قائم مقام سپیکر:** اگلے سوال کے لئے ابھی وقت ہے۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! انہوں نے جواب میں جو figures quote کئے ہیں کہ 2008-09 میں 62638 ٹن گندم خریدی گئی۔ اسی طرح 2009-10 کے متعلق یہ بتا رہے ہیں کہ 194683 ٹن گندم خریدی گئی۔ ان کے محکمے کا جواب میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں 2008-09 کی جو figures

quote کر رہے ہیں وہ 70476.935 ہیں اور 10-2009 کی figures یہ ہیں 221334.288 تو جو 09-2008 کا difference بنتا ہے وہ 7838 یعنی 7 ہزار 8 سو 38 اعشاریہ 93 ہے اور 10-2009 کا جو difference ہے وہ 26651.28 بنتا ہے، یہ اتنا difference کہاں سے آ گیا، ان کے محکمے نے یہ جواب کیوں غلط دیا؟ یہ کوئی tradition بن گئی ہوئی ہے۔ دوسرا یہ مجھے بتاتے چلیں کہ جز (الف) میں انہوں نے سرگودھا I اور سرگودھا II کا لکھا ہے۔ اسی طرح سلانوالی اور شاہ نکدر کا جو آپ نے ذکر کیا ہے یہ وہ علاقہ ہے جہاں پر بہت زیادہ گندم پیدا ہوتی ہے اور آپ نے godowns کا بھی ذکر کیا ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر**: آپ specific ہوں تو بات بنے گی، اس طرح تو آپ انہیں confuse کر دیں گی۔

**محترمہ سیمل کامران**: جناب والا! میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ بتایا ہے کہ ان کا جواب غلط ہے، اس کا میں نے proof دیا ہے۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر**: آپ پہلے اس کی بات کر لیں۔

**محترمہ سیمل کامران**: ٹھیک ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر**: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ جو بات کر رہی ہیں، جو difference بتا رہی ہیں وہ کیا ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل)**: آپ price difference کی بات کر رہے ہیں؟

**جناب قائم مقام سپیکر**: آپ نے میرے خیال میں بات سنی نہیں ہے۔ آپ specifically اس کو repeat کریں۔

**محترمہ سیمل کامران**: جناب والا! یہ میرا ضمنی سوال نہیں ہے۔ This is just for your information. ضمنی سوال میں بعد میں کروں گی۔ آپ کے محکمے نے جز (ب) میں۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر**: دیکھیں! آپ میری بات سنیں۔

**محترمہ سیمل کامران**: جناب والا! جز (ب) کا جواب غلط ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جز (ب) کا جواب یہ دیا ہے کہ سکیم سال 09-2008 میں ضلع سرگودھا کے لئے گندم کی خریداری کا ہدف 99000 ٹن مقرر

کیا گیا تھا اور 62638 ٹن گندم خرید کی گئی۔آپ کا محکمہ جواب دے رہا ہے کہ 09-2008 میں 70476.65 ٹن گندم خریدی گئی ایک جگہ پر یہ ہے اور دوسری جگہ پر۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب یہ جو difference ہے۔۔۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** جناب والا! اگر کوئی clerical mistake ہوئی ہے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! 7840 ٹن گندم۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** ایک منٹ، آپ تشریف رکھیں۔ ابھی محکمہ یہاں پر بیٹھا ہوا ہے، House میں جو detail رکھی گئی ہے وہ اور ہے ان سے actual بات پوچھ کر House کو apprise کریں کہ What is the difference اور یہ کیوں ہے؟ ابھی دو منٹ میں معلوم کر کے آپ کو بتاتے ہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):** ٹھیک ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** اتنی دیر میں اگلا سوال take up کر لیتے ہیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** ٹھیک ہے۔ جناب والا! میرا جو next supplementary question ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے جز (الف) میں جو تحریر کیا ہے کہ سرگودھا 1 اور سرگودھا 11 سلانوالی اور شاہ نکدر، یہ وہ areas ہیں جہاں پر بہت زیادہ گندم پیدا ہوتی ہے اور یہاں پر جو godowns ہیں۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** دیکھیں، آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ نے ایک سوال کو اٹھا کر دوسرے سوال کے annexure میں ڈال دیا ہے اور اس پر آپ ان سے ضمنی سوال کر رہی ہیں حالانکہ وہ سوال ہی different ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ یکم جنوری سے کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی تفصیل بھی بتا دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ تحصیل سرگودھا کے بارے میں یہ وہ تفصیل ہے جو محکمے نے مجھے provide کی ہے کہ 09-2008 میں ٹوٹل quantity purchased 70476.935 کی گئی اور یہ اس کی سالانہ تفصیل ہے۔ میں بھی اسی تفصیل کی بات کر رہی ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** چلیں، اس کو چیک کر لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! اس کا ہدف 99 ہزار ٹن تھا اور جب اس کی خریداری کی گئی تو 62 ہزار 6 سو 38 ٹن گندم خرید کی گئی۔ یہ ہمارے محکمے کی طرف سے جواب دیا گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ گزارش کر رہی ہوں کہ محکمے کا جواب غلط ہے اور یہ غلط جواب پر time waste کرنے کی بجائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ، میری بات سنیں۔ یہ 09-2008 ہے پھر 10-2009 ہے۔ آپ نے سوال کیا ہوا ہے کہ یکم جنوری 2008 سے یکم جنوری 2010 کے متعلق۔ ویسے یہ کافی material difference ہے اور یہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! میں اس کو check کر لیتا ہوں انشاءاللہ ان کی confusion دور ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: House میں جواب جو دیا گیا ہے اس میں بہت زیادہ difference ہے۔ آپ کل House کو اس کے بارے میں apprise کریں گے۔ اس کے بعد بھی اگر سوال کی محرک سمجھتی ہیں کہ اس کا جواب غلط ہے تو آپ کے پاس اس کا right ہے آپ کمیٹی میں بھی جا سکتی ہیں۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! اگر آپ مہربانی فرمائیں تو میرا بھی ایک ضروری ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب نہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! Question Hour کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ kindly Secretariat کو dictate نہ کریں۔ جب ٹائم ختم ہو گا تو وہ مجھے بتا دیں گے۔ تلاوت کو وقفہ سوالات میں consider نہ کریں، تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: میرا سوال نمبر 6436 ہے۔ اس کے جواب کو اس لئے پڑھنا اور consider کرنا نہیں چاہتی کہ یہ اسی کے بارے میں ہے جو سوال میں already کر چکی ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان دونوں سوالوں کو اکٹھا کر کے کل House کو بتائیں گے۔اس میں رانا منور غوث صاحب بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔

## محکمہ خوراک کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*6436: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2008 سے یکم جنوری2010 تک محکمہ خوراک ضلع سرگودھا کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خریدی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم افسران کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور اس خُورد بُرد کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):**

(الف) یکم جنوری2008 سے یکم جنوری2010 تک محکمہ خوراک ضلع سرگودھا کو گندم خرید کرنے کی مد میں مبلغ۔/6398622181روپے فراہم کئے گئے۔(Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں مذکورہ عرصہ کے دوران مبلغ۔/6398622181روپے کی گندم خریدی گئی اور افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر مبلغ۔/55146475 روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں اسی عرصہ کے دوران افسران کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر مبلغ۔/973477روپے خرچ ہوئے۔(Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع سرگودھا میں کسی قسم کی خورد برد کا نہ کوئی انکشاف ہوا اور نہ ہی کوئی کارروائی اس ضمن میں عمل میں لائی گئی۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بھی اسی میں شامل ہو جائیں کیونکہ اس پر اب بات ہو نہیں سکتی۔

جناب شیر علی خان: مختصر اًعرض ہے کہ یہ جو figures لکھی ہوئی ہیں ان کو پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کون سی figures، کون سے جز میں ہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! جز(الف) میں جو انہوں نے لکھا ہے کہ مبلغ -/6398622181 روپے کی گندم خریدی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کوئی -/6398622181 روپے لکھی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جناب والا! -/6398622181 روپے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ کل آپ دیکھ کر بتائیں گے اور House کو apprise کریں گے۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے وہ دو سوال کر چکے ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ چودھری صاحب! آپ کا یہ دوسرا سوال ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 7046 ہے، میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## سرگودھا۔ شوگر سیس فنڈ سے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*7046: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت شوگر ملوں سے ہر شوگر مل کے حلقہ میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے شوگر سیس فنڈ وصول کرتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ضلع سرگودھا کی نیشنل شوگر مل کے زون میں گذشتہ دو سال میں کتنی سڑکیں تعمیر و مرمت کے لئے منظور کی گئی ہیں؟

(ج) ان سڑکوں میں سے کون کون سی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی ابھی تک نامکمل ہیں اور کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) جی ہاں! صوبائی حکومت Punjab Finance Act, 1964 کی دفعہ 12 کے تحت شوگر ملوں سے ہر سال شوگر سیس وصول کرتی ہے۔متعلقہ دفعہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کے مطابق سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر اخراجات کا پچاس فیصد گنے کے کاشتکار برداشت کرتے ہیں اور بقیہ پچاس فیصد شوگر ملیں ادا کرتی ہیں۔

(ب) سال 09-2008 اور 10-2009 میں نیشنل شوگر مل کے زون میں تعمیر و مرمت کے لئے کوئی سکیم فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے مجاز اتھارٹی سے منظور نہ ہوئی ہے۔

(ج) چونکہ سال 09-2008 اور 10-2009 میں کوئی سکیم شروع ہی نہ ہوئی، اس لئے تکمیل بھی نہیں ہوئی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے جواب کے جز (الف) میں بتایا ہے کہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر اخراجات کا پچاس فیصد گنے کے کاشتکار برداشت کرتے ہیں اور بقایا پچاس فیصد شوگر ملیں ادا کرتی ہیں۔ یہ collections on behalf of growers کی جاتی ہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب واضح کر دیں کہ شوگر ملوں نے خاص طور پر 09-2008 اور 10-2009 میں کسانوں سے جو collection کی تھی کیا وہ محکمے کی disposal پر آ گئی ہے یا نہیں اور کن کن شوگر ملوں نے کسانوں سے لی گئی رقم اور شوگر مل کی مد سے جو پچاس فیصد رقم دینی تھی وہ حکومت کے خزانے میں جمع نہیں کرائی ان کی تفصیل بتا دیں اور دوسرا سوال یہ ہے کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے کا جواب آ لینے دیں اس کے بعد اگلا سوال کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کاشتکاروں سے جو پچاس فیصد لیا جاتا ہے وہ اور جو ملوں نے پچاس فیصد دینا ہوتا ہے کیا وہ سارے پیسے گورنمنٹ کے خزانے میں آ چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! پہلے اس کی شرح ڈیڑھ روپیہ فی چالیس کلو گرام تھی جو پچاس فیصد کسان دیتا تھا اور پچاس فیصد شوگر مل ادا کرتی تھی لیکن اب اس کی شرح بڑھا کر -/2 روپے کر دی گئی ہے اور اس میں ایک روپیہ کسان اور ایک روپیہ شوگر مل ادا کرتی ہے۔ یہ سارے کا سارا cess fund ہے اور یہ ترقیاتی سکیموں میں خرچ ہوتا ہے، خاص طور پر جو سڑکیں ملوں کو جاتی ہیں یہ پیسا ان پر خرچ کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا یہ cess fund حکومت کے خزانے میں جمع ہو چکا ہوا ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! چونکہ جز (ب) میں ایک مخصوص مل کے بارے میں پوچھا گیا ہے لیکن میں جز (الف) کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ اگر کسی مل کے بقایا جات رہ جائیں تو وہ لینے کے لئے حکومت کے پاس کیا طریق کار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جو کاشتکاروں سے لینا ہوتا ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کاشتکار سے بھی مل پیسے لیتی ہے اور پھر اس مل نے وہ پیسے حکومتی خزانے میں جمع کرانے ہوتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو پچاس فیصد کاشتکار کے اور پچاس فیصد مل کے پیسے ہیں کیا وہ حکومت کے خزانے میں جمع ہو چکے ہیں یا ابھی کسی مل کے بقایا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! چھیالیس کی چھیالیس ملوں میں سے تقریباً 99 اعشاریہ something collection ہو چکی ہے صرف عبداللہ شوگر مل کے کچھ dues باقی ہیں اس کی amount ایک کروڑ ایک ہزار ہے اس کا کیس شوگر کین کمشنر کے پاس ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: صرف ایک شوگر مل ہے جو پیسے نہیں دیتی کیا وہ ہمیشہ پیسے نہیں دیتی یا انہوں نے صرف ایک ہی سیزن کے نہیں دیئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): ان کے پاس کچھ arrears ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ سارے نہیں بلکہ کچھ arrears ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): ابھی وہ کیس چل رہا ہے جونہی فائنل ہوگا اس کے مطابق ان سے پیسے وصول کئے جائیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں بتایا ہے کہ 09-2008 اور 10-2009 میں نیشنل شوگر مل کے زون میں تعمیر و مرمت کے لئے کوئی سکیم فنڈز کی عدم دستیابی کی

وجہ سے مجاز اتھارٹی نے منظور نہ کی ہے جبکہ ابھی انہوں نے جواب دیا ہے کہ تمام ملوں نے cess funds دے دیئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فنڈز اکٹھے ہو چکے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو اس میں میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا وجہ ہے کہ نیشنل شوگر مل کے زون میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! چیمہ صاحب کی یہ بات ہے کہ اگر پیسے نہیں دیئے تو وہ عبداللہ شوگر مل نے نہیں دیئے اور آپ کے بیان کے مطابق نیشنل شوگر مل نے پیسے دیئے ہوئے ہیں تو پھر یہاں پر فنڈز کیوں نہیں لگائے گئے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے کہا ہے کہ فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کوئی سکیم منظور نہیں کی ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کی ہی بات کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ اگر ایک علاقے میں تین شوگر ملیں ہیں اور ان سب کی collection ہو گئی ہے، ان میں سے دو ملوں نے کوئی سکیم دے دی ہے اور سارے کا سارا فنڈ اس میں لگ گیا ہے اور اب تیسری مل کی سکیم کے لئے فنڈ نہیں بچا اس لئے اگر کوئی سکیم بعد میں آئی ہے تو وہ رہ گئی ہے۔ جونہی فنڈز دستیاب ہوں گے تو اس کی سکیم پوری ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جن کا سوال ہے پہلے ان کو تو بات کر لینے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے جو act دیا ہے اس میں کہا ہے کہ concerned شوگر مل کا جو ایریا ہوتا ہے اس میں اس کی تجویز سے فنڈز لگائے جاتے ہیں یعنی اس میں واضح ہے کہ یہ جس شوگر مل سے sugarcane development cess fund لیتے ہیں اس کی recommendations پر ڈسٹرکٹ کمیٹی یا ڈی سی او مرمت اور نئی تعمیرات کے لئے وہاں فنڈز

مہیا کرتا ہے لیکن انہوں نے واضح جواب نہیں دیا- فنڈز تو لے لئے گئے ہیں لیکن اس مل کی recommendation پر کوئی سکیم منظور نہیں کی ، اس کی کیا وجوہات ہیں، کیا یہ اس مل کی recommendation پر سکیم منظور کریں گے اور کیا متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر ،ڈی سی او کو کوئی ایسی ہدایت جاری کرنے کاارادہ رکھتے ہیں کہ وہ قواعد کے مطابق اس مل سے سکیمیں لے کر اس کی جلداز جلد utilization کر سکیں؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** میرے خیال میں انہوں نے بتایا ہے کہ باقی تو کوئی مسئلہ نہیں ہے اور انہوں نے جو فنڈز کی عدم دستیابی کی بات کی ہے اس کی ایک logic بھی بتائی ہے جیسے ہی فنڈز available ہوں گے وہ اسے بھی complete کروادیں گے-

**چودھری عامر سلطان چیمہ:** جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ سارے فنڈز اکٹھے کر کے ایک جگہ لگا دیئے جاتے ہیں ایسا نہیں ہوتا بلکہ جس مل کے فنڈز ہوتے ہیں وہ اسی کے زون میں لگائے جاتے ہیں-

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، بالکل ٹھیک ہے-

**چودھری عامر سلطان چیمہ:** جناب سپیکر! یہ فنڈز حکومت کے خزانے میں پڑے ہوئے ہیں---

**جناب قائم مقام سپیکر:** یہ فنڈز release نہیں کر رہے؟

**چودھری عامر سلطان چیمہ:** جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں کہ ابھی فنانس ڈیپارٹمنٹ نے صرف ایک قسط جاری کی ہے اور اس کی دوسری قسط جاری نہیں کی گئی-ان سے یہی گزارش ہے کہ دوسری قسط کب تک جاری کرواکر ڈی سی او کے متعلقہ اکاؤنٹ میں مہیا کر دیئے جائیں گے ؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** پارلیمانی سیکرٹری صاحب! منڈا صاحب کا سوال بھی سن لیں پھر اکٹھا جواب دے دیں-

**چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج تک نیشنل شوگر مل کے ذمے sugarcane cess fund کی کتنی رقم بقایا ہے، یہ کیوں نہیں دے رہے اور اس کے مالک کا نام کیا ہے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** وہ کہہ رہے ہیں کہ صرف ایک ہی شوگر مل کے بقایاجات ہیں لیکن اس مل کا تو انہوں نے نام ہی نہیں لیا-

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نیشنل شوگر مل کے ذمے sugarcane cess کا کتنا فنڈ بقایا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے ذمے کوئی بقایا ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): اس کے مالکان کے ذمے کتنا فنڈ ہے، وہ کیوں نہیں دے رہے، محکمہ یا ڈی سی او نے آج تک ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور اس کے مالک کا کیا نام ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ پہلے چیمہ صاحب کی بات کا respond کر دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔چار سے زیادہ ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! چیمہ صاحب جن سکیموں کی بات کر رہے ہیں یہ ضلع کی بنیاد پر کی جاتی ہیں اور اگر ایک علاقے میں ایک سال کا ترقیاتی کام نہ ہو تو اسے اگلے سال میں مکمل کر لیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، آپ اسے priority پر رکھیں اور جو کام رہ گئے ہیں وہ آگے ہونے چاہئیں۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال بڑا relevant ہے لیکن اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کا بھی بتائیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔پہلے اس کو تو ختم کر لینے دیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اگلا سوال میرا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس میں آپ کی قسمت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! منڈا صاحب کا سوال تھا کہ نیشنل شوگر مل کے مالک کا کیا نام ہے؟ میری اطلاع کے مطابق اس کے مالک کا نام عامر سلطان چیمہ ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی کر رہے ہیں- میں ان کے خلاف عدالت میں دعویٰ کروں گا- یہ ثابت کر دیں اور مجھے اس مل کا مالک بنا دیں اور اس کا قبضہ دلوادیں- اب میں ان کے خلاف تحریک استحقاق لاؤں گا- اب یہ ثابت کریں گے کہ میں اس مل کا مالک ہوں اور یہ مجھے اس کا قبضہ دلوائیں گے-

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے On the floor of the House یہ سٹیٹمنٹ کیسے دی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں اس کی مکمل تفصیل جان کر پھر بات کروں گا-

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ نے پہلے نام کیوں لیا ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں عدالت میں ان کے خلاف دعویٰ کروں گا اور یہاں ان کے خلاف تحریک استحقاق بھی لاؤں گا-

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پاس right ہے، آپ جو کرنا چاہتے ہیں وہ move کریں-

چودھری عامر سلطان چیمہ: جی، میں کروں گا- شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل- جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا آج خوراک پر ہی سوالات ہو رہے تھے- ہماری گندم کی نئی فصل آنے والی ہے- پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا-

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں-

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### صوبہ میں پختہ گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4213: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ کے 2009 میں صوبہ میں اپنے پختہ گوداموں کی تعداد کیا تھی اور کرایہ پر کتنے تھے اور ان میں گندم ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گندم کو پختہ گوداموں کے علاوہ اوپن گوداموں میں بھی رکھا جاتا ہے اگر ہاں تو 2009 میں ضلع وار ان کی تعداد کیا تھی؟

(ج) کیا حکومت اوپن گوداموں کی بجائے نئے پختہ گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ خوراک پنجاب کے پاس قابل استعمال گوداموں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| نمبر شمار | قسم گودام | تعداد | معیاری ذخیرہ کاری گنجائش (میٹرک ٹن) |
|---|---|---|---|
| 1 | گھر نما گودام | 1768 | 1585600 |
| 2 | سائیلوز | 21 | 82000 |
| 3 | بنز | 4297 | 153515 |
| 4 | بنی شیل | 216 | 350400 |
| 5 | پرائیویٹ گودام | | 600592 |
| | میزان | | 2772107 |

ضلع وار گوداموں کی تفصیل گوشوارہ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) یہ درست ہے کہ دوران سال 2009 گندم گوداموں کے علاوہ کھلے آسمان تلے تھڑاجات پر رکھی گئی ہے جس کی تفصیل گوشوارہ "B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) حکومت نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس سال تعمیر کی مد میں 100 ملین روپے مختص کئے ہیں- سکیموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

| نمبر شمار | نام جگہ جہاں گودام تعمیر ہونے ہیں- | معیاری ذخیرہ کاری گنجائش (میٹرک ٹن) |
|---|---|---|
| 1 | ڈیرہ غازی خان | 15000 |
| 2 | تونسہ | 15000 |
| 3 | کروڑ ضلع لیہ | 5000 |
| | میزان | 35000 |

## لاہور-محکمہ خوراک میں بھرتی کی تفصیلات

*5569: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لاہور کے تحت کتنے ملازمین کو کس کس گریڈ اور اسامی پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) کیا ان ملازمین کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ کا طریق کار و میرٹ لسٹ فراہم کریں؟

(ج) کتنے ملازمین کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لاہور کے تحت یکم جنوری 2009 سے آج تک کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے-

(ب) چونکہ کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے اس لئے میرٹ کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے-

(ج) چونکہ کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے اس لئے رولز میں نرمی کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے-

## لاہور-گندم کی خرید کے لئے رقم کی فراہمی کی تفصیلات

*5570: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لاہور کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران کتنا باردانہ فراہم کیا گیا؟

(ج) کتنا باردانہ تقسیم کیا گیا اور کتنا خورد بُرد کر لیا گیا؟

(د) ان دو سالوں کے دوران ڈپٹی ڈائریکٹر لاہور نے کتنی گندم خرید کی، تفصیل سنٹر وار بتائیں؟

(ہ) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم کی خورد بُرد کا انکشاف ہوا اور کتنے ملازمین کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) لاہور ڈویژن کو سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران گندم کے لئے مبلغ -/45397308096 اور -/2252667079 روپے فراہم کئے گئے-

(ب) لاہور ڈویژن کو سال 2007-08 میں 724294 لاکھ جیوٹ بیگ (100 کلو گرام فی بیگ) اور 974446 لاکھ پی پی بیگ (50 کلو گرام فی بیگ) فراہم کئے گئے اور 2008-09 کے

دوران 190790 لاکھ جیوٹ بیگ (100 کلو گرام فی بیگ) اور 3241310 لاکھ پی پی بیگ (50 کلو گرام فی بیگ) فراہم کئے گئے۔

(ج) لاہور ڈویژن میں 499599 لاکھ جیوٹ بیگ (100 کلو گرام فی بیگ) اور 3388248 لاکھ پی پی بیگ (50 کلو گرام فی بیگ) تقسیم کئے گئے جس میں کسی قسم کی کوئی خورد برد نہ ہوئی۔

(د) لاہور ڈویژن نے سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران مندرجہ ذیل گندم خرید کی:-

| نام سنٹر | خرید کردہ گندم | خرید کردہ گندم سال |
|---|---|---|
| | 2007-08 | 2008-09 |
| رائیونڈ | 1085.600 M.T | 1260.150 M.T |
| رکھ چھبیل | 1859.600 M.T | 1055.300 M.T |
| برکی | 2057.250 M.T | 2410.860 M.T |
| کاہنہ | 14.860 M.T | 676.8 |
| شیخوپورہ | 3220 M.T | 21512 M.T |
| فاروق آباد | 7199 M.T | 1119.9 M.T |
| مریدکے | 1265 M.T | 7167 M.T |
| مانانوالہ | 2440 M.T | 5291 M.T |
| نارنگ | 3817 M.T | 5716 M.T |
| خانقاہ ڈوگراں | 5131 M.T | 14050 M.T |
| صفدرآباد | 3012 M.T | 4897 M.T |
| سانگلہ ہل | 3000 M.T | 2548 M.T |
| شاہ کوٹ | 3443 M.T | 1323 M.T |
| ننکانہ | 3722 M.T | 19505 M.T |
| واربرٹن | 2484 M.T | 7000 M.T |
| پتواں | 2001 M.T | 3470 M.T |
| فیض آباد | 0 | 1310 M.T |
| مقبول پور میانی | 1309 M.T | 0 |
| قصور | 238.500 M.T | 3306.900 M.T |
| کھڈیاں | 2156.600 M.T | 2519.400 M.T |
| عثمان والا | 4741.600 M.T | 3438 M.T |
| چونیاں | 2724.100 M.T | 4813.500 M.T |
| تلونڈی | 1787.900 M.T | 4459.400 M.T |
| پتوکی | 2900 M.T | 5652.500 M.T |
| حبیب آباد | 3830.800 M.T | 4063 M.T |

| | | |
|---|---|---|
| کوٹ رادھا کشن | 155.400 M.T | 1817.200 M.T |
| شام کوٹ | 0 | 4009.600 M.T |

(ہ) لاہور ڈویژن میں ان دو سالوں کے دوران کسی قسم کی خورد برد کا کوئی انکشاف نہیں ہوا لہذا محکمانہ کارروائی کی نوبت نہ آئی۔

## فیصل آباد شہر میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5942: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) فیصل آباد شہر کی فلور ملز اور ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی گندم فراہم کی گئی؟

(ج) اس وقت کون کون سی فلور ملز کب سے بند پڑی ہیں؟

(د) کس کس فلور مل سے گندم چوری فروخت کرنے کی شکایت وصول ہوئی، ان کے نام کیا ہیں اور حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی، آگاہ کریں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع فیصل آباد میں فلور ملز اور ان کے مالکان کے نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران جو گندم صوبائی ذخائر گودام سے فلور ملز کو جاری کی گئی اس کی ملز وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں بمطابق ریکارڈ صرف تین فلور ملز بند ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

| نمبر شمار | نام فلور ملز | تاریخ |
|---|---|---|
| 1 | رحمان فلور ملز | 07۔04۔2010 |
| 2 | فیصل فلور ملز | 07۔04۔2010 ان دونوں ملز نے ماہ |
| 3 | خان فلور ملز | 16۔04۔2010 رمضان 2010 میں کوٹا گندم اٹھایا ہے۔ |

(د) مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران ضلع فیصل آباد میں کسی فلور ملز کے خلاف گندم چوری فروخت کرنے کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

## گزشتہ دو سالوں کے دوران خرید کردہ گندم و اخراجات کی تفصیل

*6203: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے گزشتہ دو سالوں میں کل کتنی مقدار میں کسانوں سے براہ راست گندم خریدی ہے ہر سال کی ٹوٹل مقدار الگ الگ بیان فرمائیں؟

(ب) اس گندم کی خریداری کے لئے حکومت کی کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ رقم کن ذرائع سے حاصل کی گئی اگر بنک سے حاصل کی گئی تو کس بنک سے حاصل کی اور کیا شرح سود ادا کیا گیا؟

(ج) پنجاب حکومت نے بیرون ملک گندم برآمد کرنے کے لئے براہ راست خود بھی سودے کئے یا صرف ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے ذریعے گندم فراہم کی گئی اور کس ریٹ پر؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) گزشتہ دو سالوں میں خرید کی گئی گندم کی مقدار درج ذیل ہے:۔

| | | |
|---|---|---|
| 1) | سال 2009۔10 | 57.83 ملین ٹن |
| 2) | سال 2010۔11 | 37.21 ملین ٹن |

(ب) امسال 2010۔11 میں گندم خریداری کے لئے مبلغ ‎88645600000/-‎ روپے تمام شیڈولڈ بنکوں سے حاصل کئے گئے۔ اپریل تا جون 2010 شرح سود 15.09 فیصد تھا۔

(ج) گندم برآمد کرنے کا اختیار وفاقی حکومت کو ہے۔ پنجاب حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہے۔ بہر حال ابھی تک کوئی گندم بیرون ملک برآمد نہ کی گئی ہے۔

## فیصل آباد۔گندم کے گودام و دیگر تفصیلات

*6818: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں کتنے گندم کے گودام کہاں کہاں واقع ہیں، ان میں گندم سٹور کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) اس وقت کتنی گندم ان میں سٹور ہے کتنی گندم ان میں سٹور کرنے کی گنجائش باقی ہے؟

(ج) سال 2009 کے دوران کتنی گندم ان گوداموں سے فروخت کی گئی؟

(د) یہ گندم کس مجاز اتھارٹی کے حکم تحت فروخت کی گئی؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل 133 گودام ہائے ذخیرہ گندم ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

| نمبر شمار | نام سنٹر | محل وقوع | تعداد گودام | معیاری ذخیرہ کاری گنجائش (میٹرک ٹن) |
|---|---|---|---|---|
| 1 | سیٹ-I فیصل آباد | فیکٹری ایریا فیصل آباد | 6 | 3000.000 |
| 2 | سیٹ II فیصل آباد | فیکٹری ایریا فیصل آباد | 8 | 4000.000 |
| 3 | سیٹ III فیصل آباد | نزد ارشد مارکیٹ فیصل آباد | 14 | 12000.000 |
| 4 | سیٹ IV- فیصل آباد | بالمقابل امریکن ہسپتال فیصل آباد | 1 | 1000.000 |
| 5 | سیٹ V فیصل آباد | نزد ناولٹی پل فیصل آباد | 5 | 5500.000 |
| 6 | سیٹ VI فیصل آباد | نزد ارشد مارکیٹ فیصل آباد | 1+15 = 16 | 52500.000 |
| 7 | دارالاحسان | نزد ریلوے سٹیشن دارالاحسان | 4 | 2000.000 |
| 8 | سر شمیر روڈ | نزد ریلوے سٹیشن سر شمیر روڈ | 2 | 2000.000 |
| 9 | جڑانوالہ | نزد ریلوے سٹیشن جڑانوالہ | 17 | 1200.000 |
| 10 | بچیانہ | نزد ریلوے سٹیشن بچیانہ | 8 | 4000.000 |
| 11 | روڈالہ روڈ | نزد ریلوے سٹیشن روڈالہ روڈ | 2 | 2000.000 |
| 12 | جھوک دتہ | نزد ریلوے سٹیشن جھوک دتہ | 8 | 4000.000 |
| 13 | سمندری | نزد غلہ منڈی سمندری | 5 | 5000.000 |
| 14 | کنجوانی | نزد ریلوے سٹیشن کنجوانی | 10 | 5000.000 |
| 15 | تاندلیانوالہ | نزد ریلوے سٹیشن | 10 | 5500.000 |
| 16 | ماموں کانجن | نزد ریلوے سٹیشن ماموں کانجن | 17 | 65000.000 |
| | میزان | | 133 | 184500.00 |

(ب) ضلع فیصل آباد کے گودام گندم ہائے ذخیرہ میں جو گندم ذخیرہ ہے وہ سکیم 10-2009 اور 11-2010 کی گندم ہے جس کی سنٹر وار ذخیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

| نمبر شمار | نام سنٹر | ذخیرہ کردہ گندم (میٹرک ٹن) | بقایا گنجائش ذخیرہ |
|---|---|---|---|
| 1 | سیٹ-I فیصل آباد | 5873.950 | -- |
| 2 | سیٹ II فیصل آباد | 6124.841 | -- |
| 3 | سیٹ III فیصل آباد | 17564.000 | -- |
| 4 | سیٹ IV- فیصل آباد | 1457.000 | -- |
| 5 | سیٹ V فیصل آباد | 7453.700 | -- |
| 6 | سیٹ VI فیصل آباد | 47862.325 | -- |
| 7 | دارالاحسان | 2918.400 | -- |
| 8 | سر شمیر روڈ | 2805.300 | -- |
| 9 | جڑانوالہ | 20187.900 | -- |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 10 | بچیانہ | 5661.800 | -- |
| 11 | روڈالہ روڈ | 3301.700 | -- |
| 12 | جھوک دتہ | 5268.950 | -- |
| 13 | سمندری | 12677.900 | -- |
| 14 | کنجوانی | 6813.900 | -- |
| 15 | تاندلیانوالہ | 9060.500 | -- |
| 16 | ماموں کانجن | 73287.300 | -- |
| | میزان | 228319.266 | |

(ج) ضلع فیصل آباد سے مالی سال2009-10کے دوران مورخہ15-4-2010تک 151606.647 میٹرک ٹن گندم سرکاری گوداموں سے فروخت کی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب ہر سال گندم کا اجراء پالیسی مجاز اتھارٹی یعنی چیف منسٹر پنجاب کی منظوری سے جاری کرتی ہے۔

## ضلع راولپنڈی، گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6954:جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں گندم سٹور کرنے کے کتنے گودام ہیں اور یہ کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے محکمہ کی ملکیت ہیں اور کتنے کرایہ پر ہیں؟

(ج) سال2008،2009اور2010میں گندم سٹور کرنے کا ضلع راولپنڈی میں کتنا ہدف مقرر تھا؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) تفصیل درج ذیل ہے:۔

| نمبر شمار | نام پی آر سنٹر | تعداد گودام | جہاں واقع ہیں۔ |
|---|---|---|---|
| 1 | اسلام آباد- I | 26 | سیکٹر آئی الیون فور نزد ریلوے کیرج فیکٹری |
| 2 | اسلام آباد-II | 10 | ۔ایضاً۔ |
| 3 | اسلام آباد-III | 11 | ۔ایضاً۔ |
| 4 | بنزراولپنڈی | 32 | ٹیپو روڈ نزد وقار النسا کالج راولپنڈی |
| 5 | گوجر خان | 15 | نزد ریلوے سٹیشن گوجر خان |
| 6 | سہالہ | 09 | نزد ریلوے سٹیشن سہالہ |
| 7 | کہوٹہ | 04 | کہوٹہ شہر |
| 8 | واہ | 03 | نزد پیر پر نمبر2واہ کینٹ |
| 9 | ٹیکسلا | 03 | نزد ریلوے سٹیشن ٹیکسلا |

(ب) تمام گودام محکمہ کی ملکیت ہیں۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں مذکورہ سالوں میں گندم سٹور کرنے کا کوئی ہدف مقرر نہ کیا گیا تھا تاہم ضلع راولپنڈی میں جو گندم خرید کی گئی اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

| سکیم | خریداری |
|---|---|
| 2008-09 | 1255میٹرک ٹن |
| 2009-10 | 1850میٹرک ٹن |

ضلع کی آبادی کی آٹے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے گندم کی کمی کو باقی اضلاع سے پورا کیا جاتا ہے۔

## لاہور۔ محکمہ خوراک کے خرید کردہ باردانہ سے متعلقہ تفصیلات

*6958: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2008سے آج تک محکمہ خوراک ضلع لاہور نے کتنا باردانہ کتنی رقم کا خرید کیا؟

(ب) کتنا باردانہ کسانوں کو ان سالوں میں برائے خرید گندم فراہم کیا گیا؟

(ج) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران خراب یاdamageہوا؟

(د) کتنا باردانہ مذکورہ سالوں کے دوران محکمہ کے ملازمین نے خُورد بُرد کیا؟

(ہ) خُورد بُرد کرنے والے ملازمین کے خلاف جو کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) کیا جیوٹ اور پولی تھین کے بیگ میںstorageسے گندم کیglutenمیں فرق پڑتا ہے، اگر ہاں تو پولی تھین بیگ کوpreferکرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ خوراک ضلع لاہور باردانہ خرید نہ کرتا ہے لہذا ضلع لاہور نے باردانہ کی خرید میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

(ب) ان سالوں میں برائے خرید گندم فراہم کردہ باردانہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

| سال | بوریاں |
|---|---|
| 2008-09 | 54033 |
| 2009-10 | 642554 |
| 2010-11 | 418278 |

(ج) کوئی نہیں۔

(د) کوئی نہیں۔

(ہ) کوئی نہیں۔

(و) پنجاب میں جب گندم کی کٹائی و گہائی ہوتی ہے موسم شدید گرم اور خشک ہوتا ہے۔جس بناء پر گندم میں نمی کا تناسب ذخیرہ کاری کے لئے نہایت موزوں ہوتا ہے۔لہذا ذخیرہ کاری کے دوران گندم جیوٹ کی بوریوں میں ہو یا پولی پراپلین تھیلوں میں ہو، گلوٹن کی کوالٹی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔مزید براں جیوٹ کی بوریاں پولی پراپلین کے تھیلے سے چار گنا مہنگی ہیں۔ مہنگی بوریاں خریدنے کی صورت میں اس کے اثرات آٹے کی قیمت بڑھنے پر بھی ہو سکتے ہیں لیکن پولی پراپلین کے تھیلے صرف covered میں استعمال ہو سکتے ہیں لہذا اوپن لگانے کے لئے جیوٹ کی بوریوں کا ہونا ضروری ہے۔

## صوبہ میں شوگر سیس فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

*6960: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کے کون کون سے اضلاع شوگر سیس فنڈز کے حقدار تھے لیکن 2008-09 میں ان کے شوگر سیس میں فنڈز جاری نہیں کئے گئے؟

(ب) ضلع فیصل آباد، گجرات، وہاڑی، منڈی بہاؤالدین، شیخوپورہ، قصور، جھنگ، خوشاب، بھکر، لیہ اور ڈیرہ غازی خان کے لئے 2007-08 اور 2008-09 میں کتنی رقم شوگر سیس فنڈز میں مختص / وصول ہوئی، اور کتنی سکیموں کے لئے ان دو سالوں میں کتنے فنڈز release کئے گئے؟

(ج) کیا حکومت نے یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ شوگر سیس فنڈ کے ذریعے جو سکیمیں بنائی جائیں ان کی مشاورت میں صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبران کو بھی شامل کیا جائے اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کون سے شوگر مل مالکان ہیں جن کے ذمہ شوگر سیس کی ایک کروڑ روپے سے زائد رقم واجب الادا ہے، یہ رقم کتنے عرصہ سے واجب الادا ہے مالکان کے نام اور شوگر ملز کے نام سے مطلع فرمائیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب سال 09-2008 میں جو اضلاع شوگر سیس فنڈ کے حق دار تھے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اور وہ تمام اضلاع جن کو محکمہ خزانہ نے سال 09-2008 میں سیس فنڈ کی رقم بمطابق حصہ جاری کرنا تھی مگر کی نہ ہے ان کی فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 08-2007 اور 09-2008 میں ان اضلاع کے لئے -/550608855 روپے کی رقم شوگر سیس فنڈ میں وصول ہوئی جس کی ضلع وار تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اضلاع مذکورہ کے لئے برائے سال 08-2007 اور 09-2008 میں ٹوٹل 96 سکیموں کے لئے -/419129612 روپے کی رقم release ہوئی جس کی ضلع وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

| ضلع | ترقیاتی منصوبوں کی تعداد | جاری شدہ فنڈ سال 2007-08 | جاری شدہ فنڈ سال 2008-09 | ٹوٹل جاری شدہ فنڈ |
|---|---|---|---|---|
| فیصل آباد | 26 | 79752222 | 1818232 | 97934554 |
| منڈی بہاؤالدین | 28 | 35201145 | 31213538 | 66414683 |
| وہاڑی | 2 | 11458888 | 2037435 | 13496323 |
| قصور | 8 | 39890686 | 33459324 | 73350010 |
| جھنگ | 4 | 89119884 | 26715633 | 11583551 |
| لیہ | 3 | 20459887 | 0 | 20459887 |
| بھکر | 7 | 17275417 | 0 | 17275417 |
| گجرات | 0 | 1043581 | 591274 | 1634855 |
| شیخوپورہ | 0 | 245998 | 344302 | 590300 |
| ڈیرہ غازی خان | 0 | 423976 | 252495 | 676471 |
| خوشاب | 18 | 11312806 | 148789 | 11461595 |
| ٹوٹل | 96 | 306184490 | 112945122 | 419129612 |

مذکورہ اضلاع میں سے صرف گجرات، شیخوپورہ، ڈیرہ غازی خان میں ان سالوں میں کوئی ڈویلپمنٹ سکیم نہ شروع کی گئی۔

(ج) شوگر سیس کے ذریعے جو سکیمیں بنائی جاتی ہیں ان کی منظوری 31-12-2008 تک صوبائی سیس کمیٹی دیا کرتی تھی جبکہ یکم جنوری 2009 کے بعد تمام شوگر سیس کے منصوبہ جات کی منظوری ڈویژنل سیس کمیٹی دیتی ہے۔شوگر سیس رولز 1964 کے رول 9 میں یہ دیا گیا ہے

کہ متعلقہ ممبر صوبائی اسمبلی جس کے حلقہ میں شوگر ملز واقع ہو وہ ڈسٹرکٹ سیس کمیٹی کا ممبر ہو گا۔متعلقہ قانون کی کاپی (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) شوگر سیس کی رقم تمام شوگر ملز سے سال 09-2008 تک پوری وصول کی جا چکی ہے۔موجودہ سیزن 10-2009 میں صرف عبداللہ شوگر مل اوکاڑہ کے ذمہ سیس کی مد میں ایک کروڑ سے زیادہ رقم کی ادائیگی باقی ہے۔مذکورہ مل کے مالک کا نام میاں وقاص ریاض ہے تاہم سیس کی مد میں چار شوگر ملز کی طرف کل -/17027073 روپے کی رقم واجب الادا ہے۔جن شوگر ملز سے سیس کی رقم وصول ہونا باقی ہے۔ان کی فہرست (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان تمام شوگر ملز کے خلاف قانون کے مطابق کین کمشنر نے فیصلہ کر دیا ہے۔اصل رقم کی ریکوری مع جرمانہ کی رقم کے لئے ملز مذکورہ کو احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔چونکہ مذکورہ ملز قانون کے مطابق کین کمشنر کے فیصلہ کے خلاف اپیل کا حق رکھتی ہیں جس کی میعاد 30 دن ہے۔ مروجہ معیار کے ختم ہونے پر ملز مذکورہ سے سیس کی رقم کو مع جرمانہ Arrears of Land Revenue کے تحت وصول کر لی جائے گی۔

## پنجاب میں گندم خریدنے کی تفصیلات

*7122: جناب شیر علی خان: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے اپریل 2008 سے اپریل 2010 تک کل کتنی مقدار میں کسانوں سے براہ راست گندم خریدی ہے، ہر سال کی کل مقدار الگ الگ بیان فرمائیں؟

(ب) اس گندم کی خریداری کے لئے حکومت کی کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ رقم کن ذرائع سے حاصل کی گئی، اگر بنک سے حاصل کی گئی تو کس بنک سے حاصل کی اور کیا شرح سود ادا کیا گیا؟

(ج) پنجاب حکومت نے بیرون ملک گندم برآمد کے لئے براہ راست خود بھی سودے کئے یا صرف ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے ذریعے گندم فراہم کی گئی اور کس ریٹ پر؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) اپریل 2008 تا اپریل 2010 خرید کی گئی گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:

| نمبر شمار | سال | خرید گندم (ملین ٹن) |
|---|---|---|
| 1 | 2008-09 | 2.55 |
| 2 | 2009-10 | 5.78 |
| 3 | 2010-11 | 3.72 |

(ب) مذکورہ سالوں میں گندم خریداری کے لئے خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| سال | شرح سود | رقم (روپے) |
|---|---|---|
| 2008-09 | 11.09 فیصد | 40451897255/- |
| 2009-10 | 14.77 اور 15.73 فیصد | 138232200251/- |
| 2010-11 | 15.09 فیصد | 88645600000/- |

یہ رقوم تمام شیڈولڈ بنکوں سے حاصل کی گئیں جن کے نام درج ذیل ہیں:-

نیشنل بنک، یونائٹڈ بنک، مسلم کمرشل بنک، حبیب بنک، الائیڈ بنک، بنک آف پنجاب، نب بنک، عسکری بنک، فسٹ وومن بنک، الحبیب بنک، حبیب میٹرو بنک، سنہری بنک، فیصل بنک، الفلاح بنک، الحبیب اسلامی بنک، HMP اسلامی، سنہری اسلامی بنک، فیصل اسلامی بنک، الفلاح اسلامی بنک، البراکا اسلامی بنک، خیبر اسلامی بنک، ایمرٹس گلوبل بنک، داؤد اسلامی بنک، بنک اسلامی۔

(ج) گندم برآمد کرنے کا اختیار وفاقی حکومت کو ہے۔ پنجاب حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہے۔ بہر حال ابھی تک کوئی گندم بیرون ملک برآمد نہ کی گئی ہے۔

## سیالکوٹ، فلور ملز اور کوٹا گندم سے متعلقہ تفصیلات

*7260: رانا آصف محمود: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ میں کل کتنی فلور ملز ہیں، ان کے اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو سال 2009-10 کے دوران کتنی گندم فراہم کی گئی ہے، تفصیل ملز وار بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنی کب سے بند پڑی ہیں، کیا حکومت ان تمام ملوں کے سال 2009-10 کے بل بجلی چیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کتنی فلور ملز کو گندم کا کوٹا ان کے مقررہ ہدف سے زیادہ دیا گیا؟

(ہ) کس کس فلور ملز کے خلاف گندم چوری کے تحت تحقیقات ہو رہی ہیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) سیالکوٹ میں کل اٹھارہ فلور ملز ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

| نمبر شمار | نام فلور ملز | نام مالک |
|---|---|---|
| 1 | ملک فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | ملک عبدالغفار |
| 2 | حیدر فلور ملز، ڈیفنس روڈ سیالکوٹ | شیخ ظہور احمد |
| 3 | المنیر فلور ملز، پسرور روڈ سیالکوٹ | چودھری محمد یونس |
| 4 | ستارہ فلور ملز، پسرور روڈ سیالکوٹ | چودھری محمد یونس |
| 5 | شاہ آباد فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | سید نور احمد گیلانی |
| 6 | چیمہ فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | غلام غوث چیمہ |
| 7 | حاجی اللہ رکھا، ایضاً- | غلام میراں چیمہ |
| 8 | سلیم فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | محمد سلیم بٹ |
| 9 | پاک رائس فلور ملز، سرکلر روڈ، سیالکوٹ | میاں عابد جاوید |
| 10 | شاہین فلور ملز، سرکلر روڈ، سیالکوٹ | محمد انور |
| 11 | سلطان فلور ملز، چپراڑ روڈ سیالکوٹ | چودھری صابر سلطان |
| 12 | الفلاح فلور ملز، نئی غلہ منڈی، سیالکوٹ | جاوید اینڈ برادرز |
| 13 | سیالکوٹ فلور ملز، ڈسکہ روڈ سیالکوٹ | احسن بشیر |
| 14 | ملکھانوالہ فلور ملز سیالکوٹ | سلیمان چیمہ |
| 15 | عنایت چیمہ فلور ملز، سمبڑیال | محمد اشفاق چیمہ |
| 16 | پاک فلور ملز، سمبڑیال | محمد اشفاق چیمہ |
| 17 | چونڈہ فلور ملز، ڈسکہ | محمد ارشد چیمہ |
| 18 | النور فلور ملز، پسرور | میاں محمد انور |

(ب) سیالکوٹ کی فلور ملز کو سال 10-2009 میں دی گئی گندم کی تفصیل یہ ہے:-

| نمبر شمار | نام فلور ملز | تعداد میٹرک ٹن |
|---|---|---|
| 1 | ملک فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | 4570.300 |
| 2 | حیدر فلور ملز، ڈیفنس روڈ سیالکوٹ | 4510.700 |
| 3 | المنیر فلور ملز، پسرور روڈ سیالکوٹ | 956.650 |
| 4 | ستارہ فلور ملز، پسرور روڈ سیالکوٹ | 2932.900 |
| 5 | شاہ آباد فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | 2346.100 |
| 6 | چیمہ فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | 1384.200 |
| 7 | حاجی اللہ رکھا، ایضاً- | 825.500 |
| 8 | سلیم فلور ملز، حاجی پورہ سیالکوٹ | 2074.500 |
| 9 | پاک رائس فلور ملز، سرکلر روڈ، سیالکوٹ | 1697.400 |
| 10 | شاہین فلور ملز، سرکلر روڈ، سیالکوٹ | 474.150 |
| 11 | سلطان فلور ملز، چپراڑ روڈ، سیالکوٹ | 3484.750 |

| | | |
|---|---|---|
| 12 | الفلاح فلور ملز، نئی غلہ منڈی، سیالکوٹ | 4793.300 |
| 13 | سیالکوٹ فلور ملز، ڈسکہ روڈ سیالکوٹ | _ |
| 14 | ملکھانوالہ فلور ملز سیالکوٹ | 1702.700 |
| 15 | عنایت چیمہ فلور ملز، سمبڑیال | 3864.550 |
| 16 | پاک فلور ملز، سمبڑیال | - |
| 17 | چونڈہ فلور ملز، ڈسکہ | 5149.250 |
| 18 | النور فلور ملز، پسرور | 1776.140 |
| | کل میزان | 41543.090 |

(ج)

1) سیالکوٹ فلور ملز مورخہ 28-10-2005 سے تاحال بند ہے۔

2) پاک فلور ملز، سمبڑیال مورخہ 16-04-2009 تا 06-09-2010 بند رہی ہے۔

3) تمام فلور ملز کے بجلی کے بل کی چیکنگ حکومت کی پالیسی وہدایات پر عمل کرتے ہوئے ماہانہ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

(د) کسی فلور ملز کو بھی گندم کا کوٹا مقررہ ہدف سے زائد نہیں دیا گیا۔

(ہ) مندرجہ بالا فلور ملز میں سے کسی کے خلاف بھی گندم چوری کی تحقیقات نہیں ہو رہی ہیں۔

## گوجرانوالہ، گوداموں میں پڑی لاکھوں روپے مالیت کی گندم خراب ہونے کی تفصیلات

*7346: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں محکمہ فوڈ کے گوداموں میں پڑی لاکھوں روپے مالیت کی سینکڑوں ٹن گندم کیڑا لگنے سے خراب ہونا شروع ہو گئی ہے۔بی آر سنٹر 2 میں اس وقت تین لاکھ 79 ہزار ٹن نئی اور 2 لاکھ میٹرک ٹن پرانی اور 360 ٹن imported گندم کا سٹاک موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ imported گندم کے خراب ہونے کی وجہ سے فلور ملوں نے بھی اسے خریدنے سے انکار کر دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیڑا لگنے کی وجہ سے لاکھوں میٹرک ٹن دیسی گندم کے خراب ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ گندم کو محفوظ کرنے کے انتظامات کئے گئے ہیں نیز غفلت کے ذمہ دار افسروں اور اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست نہ ہے۔پی آر سنٹر 2 گوجرانوالہ میں اس وقت نئی سکیم 11-2010 کی 11428.900 میٹرک ٹن جبکہ پرانی سکیم 10-2009 کی 8812.600 میٹرک ٹن اور غیر ملکی گندم 1329.558 میٹرک ٹن ذخیرہ ہے۔تمام ذخیرہ گندم درست حالت میں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔کسی بھی فلور ملز نے گندم خریدنے سے انکار نہ کیا ہے، کیونکہ گندم درست حالت میں ذخیرہ شدہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ذخیرہ گندم کو سسری کھپرا سے محفوظ رکھنے کے لئے زہریلی دھونی دی گئی ہے جس کی وجہ سے گندم کے خراب ہونے کا خدشہ نہ ہے۔

(د) جزہائے بالا درست نہ ہیں۔تمام ذخیرہ شدہ گندم محفوظ ہے اور مستقبل میں بھی محفوظ رکھنے کے انتظامات مکمل ہیں چونکہ کوئی گندم خراب نہ ہوئی ہے اس لئے عملہ کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔

## ضلع گجرات، محکمہ کے گودام و دیگر تفصیلات

*7349: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ فوڈ کے کتنے گودام ہیں ہر گودام میں اس وقت کتنی کتنی گندم سٹور ہے؟

(ب) ہر گودام پر کتنا عملہ کام کر رہا ہے، گندم کو محفوظ رکھنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت ضلع گجرات میں محکمہ خوراک کے دو عدد سرکاری سنٹر ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

| نمبر شمار | سنٹر کا نام | تعداد گودام | سٹور کردہ گندم (میٹرک ٹن) |
|---|---|---|---|
| 1 | پی آر سنٹر گجرات | 11 | 10757.300 |
| 2 | پی آر سنٹر لالہ موسیٰ | 05 | 5027.700 |

اس کے علاوہ پرائیویٹ سنٹر ہیں جہاں گندم اوپن (گنجیوں میں) سٹور کی گئی ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | پرچیز سنٹر، منگوال | 10 | 2629.300 |
| 2 | پرچیز سنٹر ڈنگہ | 1 | 283.500 |

(ب) ضلع گجرات میں گودام وار سٹاف کی تعیناتی درج ذیل ہے:-

| نمبر شمار | سنٹر | اے ایف سی | ایف جی آئی | ایف جی ایس | چوکیدار |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | گجرات | 1 | 2 | 1 | 7 |
| 2 | لالہ موسیٰ | 1 | 1 | 1 | 3 |
| 3 | منگوال | – | 2 | – | 4 |
| 4 | ڈنگہ | – | 2 | – | 2 |

1۔ پی آر سنٹر گجرات اور لالہ موسیٰ میں گندم سرکاری گوداموں میں ذخیرہ کی گئی ہے۔ گندم محفوظ رکھنے کے لئے کیمیائی دھونی دی گئی ہے۔ مزید گندم کی حفاظت کے لئے دن اور رات کو چوکیدار ڈیوٹی کرتے ہیں۔

2۔ پرچیز سنٹر منگوال اور ڈنگہ میں گندم اوپن (گنجیوں میں) ذخیرہ کی گئی ہے۔ ذخیرہ گندم کی حفاظت کے لئے ترپالیں اور پولی تھین کیپ استعمال کئے گئے ہیں اور کیمیائی دھونی بھی دی گئی ہے۔ اس وقت ضلع گجرات میں ذخیرہ کردہ گندم کی حالت تسلی بخش ہے۔

## ضلع چنیوٹ، بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*7354: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 سے اب تک محکمہ خوراک ضلع چنیوٹ کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) چنیوٹ میں محکمہ خوراک کا ضلعی دفتر مورخہ یکم اپریل 2010 کو قائم ہوا اب تک اس ضلع کو مبلغ -/3218277587 روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

(ب) گندم کی خریداری پر مبلغ-/3212812678 روپے خرچ ہوئے۔جہاں تک دفتر کے عملہ کی تنخواہوں کا تعلق ہے اس پر اورٹی اے /ڈی اے کی مد میں مبلغ-/286299 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) چونکہ اس ضلع میں خوراک کے دفتر میں کوئی گاڑی نہیں ہے لہذا اس مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

## ضلع چنیوٹ، فلور ملز کی تفصیلات

*7360: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع چنیوٹ میں کتنی فلور ملز کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ملوں کا سالانہ کتنا گندم کا کوٹا مختص شدہ ہے؟

(ج) کیا ان فلور ملوں کو ان کی ضرورت کے مطابق گندم حکومت فراہم کرتی ہے، اگر کم فراہم کرتی ہے تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع چنیوٹ میں دو فلور ملز لغاری اور حسن فلور ملز کام کر رہی ہیں۔

(ب) امسال محکمہ خوراک پنجاب نے تاحال کوئی گندم کوٹا مختص نہ کیا ہے۔

(ج) محکمہ خوراک حکومت پنجاب فلور ملز کو ان کی استعداد پسائی کے مطابق اوپن پالیسی کے تحت ان کی ضرورت کے مطابق گندم فراہم کر رہا ہے۔

## ضلع سرگودھا-مراکز گندم کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7472: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم خرید کے مراکز کتنے ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) اس ضلع میں سال 10-2009 کے دوران کتنی گندم خرید کی گئی؟

(ج) اس ضلع میں کتنے مستقل مراکز خرید گندم اور کتنے عارضی ہیں؟

(د) اس ضلع میں سال 2009 کے دوران کتنی گندم کس کس جگہ کس کس بناء پر خراب ہوئی اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سرگودھا میں کل پندرہ خریداری مراکز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| نمبر شمار | نام سنٹر |
|---|---|
| 1 | پی آر سنٹر سرگودھا-I |
| 2 | پی آر سنٹر سرگودھا-II |
| 3 | پی آر سنٹر آسیانوالہ |
| 4 | پی آر سنٹر بھلوال |
| 5 | پی آر سنٹر پھلروان |
| 6 | پی آر سنٹر سلانوالی |
| 7 | پی آر سنٹر شاہ نکدر |
| 8 | پی آر سنٹر شاہ پور |
| 9 | عارضی سنٹر فروکہ |
| 10 | عارضی سنٹر سالموڈ |
| 11 | عارضی سنٹر کوٹھ من |
| 12 | عارضی سنٹر بلال پور |
| 13 | عارضی سنٹر سوبھاگہ |
| 14 | عارضی سنٹر جھاوریاں |
| 15 | عارضی سنٹر میانی |

(ب)

| خریداری سکیم 2009-10 | خریداری سکیم 2010-11 |
|---|---|
| 193578.438 میٹرک ٹن | 124594.550 میٹرک ٹن |

(ج)

| مستقل مراکز خرید | عارضی مراکز خرید |
|---|---|
| آٹھ (8) | سات (7) |

(د) اس ضلع میں سال 2009-10 کے دوران کسی بھی مرکز خریداری پر گندم خراب نہ ہوئی ہے۔

## ضلع سرگودھا-شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7473: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنی شوگر ملز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان فلور ملز سے سال 2008-09 اور 2009-10 کے دوران کتنی رقم شوگر سیس کی مد میں وصول ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) یہ منصوبے کس کس کی سفارش پر شروع ہوئے؟

(ہ) شوگر سیس فنڈ خرچ کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(و) شوگر سیس فنڈ کہاں کہاں خرچ ہو سکتا ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سرگودھا میں چار شوگر ملز ہیں جن کا محل وقوع مندرجہ ذیل ہے:-

1- چشتیہ شوگر ملز سلانوالی، تحصیل ساہیوال ضلع سرگودھا
2- نیشنل شوگر ملز سیال موڑ، تحصیل کوٹ مومن ضلع سرگودھا
3- عبداللہ II شوگر ملز، تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا
4- نون شوگر ملز، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

(ب) ان شوگر ملز سے جو رقم شوگر سیس کی مد میں موصول ہوئی اس کی تفصیل یوں ہے۔

| مل کا نام | وصول شدہ سیس 2008-09 | وصول شدہ سیس 2009-10 |
|---|---|---|
| عبداللہ II شوگر ملز | 69,40,445 | 74,13,484 |
| چشتیہ شوگر ملز | 1,05,11,901 | 59,33,252 |
| نون شوگر ملز | 1,34,30,171 | 1,10,45,068 |
| نیشنل شوگر ملز | 78,70,314 | 40,21,106 |
| میزان | 3,87,52,831 | 2,84,12,910 |

(ج) سال 2008-09 اور سال 2009-10 میں جو ترقیاتی منصوبہ جات شروع ہوئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت منسلکہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) یہ منصوبے ملز انتظامیہ اور علاقہ کے کاشتکاروں کی سفارش پر شروع ہوئے۔

(ہ) شوگر سیس فنڈ کو خرچ کرنے کی مجاز اتھارٹی متعلقہ ضلع کا ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ہوتا ہے۔

(و) پنجاب فنانس ایکٹ 1964 کے سیکشن 12(4) اور شوگر سیس رولز 1964 کے رول 8(4) میں ان تمام مدات جن پر سیس کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔متعلقہ قوانین کی کاپی منسلکہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، محسن لغاری صاحب!

## پوائنٹ آف آرڈر

## سٹاک شدہ گندم کی بار برداری پر کثیر رقم خرچ آنے سے صوبہ کو مالی مشکلات کا سامنا

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! کچھ دن پہلے میں نے اخبار میں ایک رپورٹ پڑھی جس میں ہمارے پنجاب کی گندم کے stock کی carrying cost کے حوالے سے بڑے alarming numbers تھے اس پر ہمیں 24 million rupees a day interest دینا پڑ رہا ہے جو کہ 729 million rupees a month اور 8.7 billion rupees a year بنتے ہیں یعنی ہم اپنی گندم کے stock کو carry over کرنے کے لئے بنکوں کو سود کی مد میں 8.7 بلین روپے دے رہے ہیں۔اس وقت حکومت پنجاب کی مالی مشکلات میں جو ایک بہت بڑی addition ہے وہ ہماری wheat کی inventory carrying cost ہے۔ نئی فصل آنے والی ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے ابھی سے اس کے لئے کوئی finances arrange کرنے کی کوشش کریں کیونکہ آپ کا اس وقت جو debt ہے وہ بہت بڑا ہے۔اس رپورٹ کے مطابق ہمارا 104 بلین روپے کا debt ہے اس حوالے سے زیادہ بہتر figures آپ مجھے محکمہ سے لے کر دے دیں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ گندم کی نئی فصل کی خریداری کے لئے ابھی سے انتظامات کرنا شروع کریں۔حکومت پنجاب کے پاس store بھی نہیں ہے اور اس خبر کے مطابق آپ کے پاس پیسے بھی نہیں ہیں تو مہربانی کر کے اس کے لئے ابھی سے انتظامات کئے جائیں کیونکہ store آناً فاناً نہیں بن سکتے۔گندم کی خریداری کے لئے پیسوں کا arrangement ابھی سے شروع کریں تاکہ آپ کو بروقت پیسے مل سکیں اور آپ wheat procure کر سکیں۔میں آپ سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ دس، پندرہ دن یا ایک مہینے کے بعد آپ

ہمیں یہ خوشخبری خود دیں کہ ہم نے پیسوں کاانتظام کر لیاہےاور محکمہ خوراک کے پاس اب اتنے پیسے ہیں کہ جن سے ہم اپنی آنے والی فصل خریدیں گے۔

رانامنور حسین المعروف رانامنور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیاآپ بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟

رانامنور حسین المعروف رانامنور غوث خان: جی،ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

رانامنور حسین المعروف رانامنور غوث خان: جناب سپیکر! جس طرح سے محسن لغاری صاحب نے فرمایا ہے کہ گندم کی خریداری کے لئے حکومت مناسب رقم کا انتظام کرے تاکہ کسانوں کو پریشانی نہ ہو۔ میرے خیال میں جب سے پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) کی پنجاب میں coalition governmentقائم ہوئی ہے اُس وقت سے لے کر آج تک کبھی حکومت کو پیسے دینے میں ناکامی ہوئی ہے اور نہ ہی زمینداروں کواس حوالے سے کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ گندم کی procurement میں جو problemآتی ہے وہ باردانہ کی فراہمی کے حوالے سے آتی ہے۔ زمینداروں کو باردانہ لینے میں پریشانی ہوتی ہے۔ محکمہ خوراک اور ریونیو کاfield staffلوگوں کو پریشان کرتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سسٹم کو تھوڑاسابہتر کردیں اور باردانہ کی ترسیل آسان بنائی جائے تاکہ زمیندار پریشان نہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محسن لغاری صاحب اور رانامنور حسین صاحب نے جوpoints raiseکئے ہیں ان پر عملدرآمد یقینی بنائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جی،بہتر ہے۔

## توجہ دلاؤنوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤنوٹس کوtake upکرتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤنوٹس خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے اس کوdispose ofکیا جاتا ہے۔ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس راناتنویراحمد ناصر صاحب کی طرف سے ہے۔ جی،راناصاحب!

## ضلع شیخوپورہ، اڈا فیروز وٹواں میں استقبالی کیمپ پر ہوائی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت

**رانا تنویر احمد ناصر**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 31- دسمبر 2010 کے مطابق فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ میں چودھری پرویز الٰہی کے استقبالی کیمپ میں فائرنگ سے نوجوان ہلاک ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسلم لیگ (ق) پنجاب کے صدر چودھری پرویز الٰہی کی ننکانہ صاحب آمد کے موقع پر اڈا فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ پر قائم استقبالی کیمپ میں ہوائی فائرنگ سے عمران نامی شخص ہلاک ہو گیا جبکہ مظہر اور عرفان وغیرہ پانچ نوجوان زخمی ہو گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بوقت وقوعہ ضلع شیخوپورہ میں دفعہ 144 ضابطہ فوجداری نافذ تھی، اس مقدمہ اور پولیس کارروائی کی مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان)**: جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جو جواب آیا ہے اس میں کچھ further details required ہیں اس لئے آپ اس کو Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر**: چلیں، ٹھیک ہے اس کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

## رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

**جناب قائم مقام سپیکر**: اب جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب پبک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

## حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

**جناب شاہجہان احمد بھٹی:** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18۔فروری 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

**جناب قائم مقام سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18۔فروری 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18۔فروری 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب جناب محمد محسن خان لغاری پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

## حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (ریونیو وصولیاں) اور (سول ورکس) برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

**جناب محمد محسن خان لغاری:** میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (ریونیو وصولیاں) اور (سول ورکس) برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18۔فروری 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

**جناب قائم مقام سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (ریونیو وصولیاں) اور (سول ورکس) برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18۔فروری 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (ریونیو وصولیاں) اور (سول ورکس) برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18۔فروری 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

## تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کل پلازوں اور پارکنگ سٹینڈ وغیرہ کے حوالے سے آپ نے ایک کمیٹی بنانے کا حکم دیا تھا اور اس کمیٹی نے information اکٹھی کر کے آج اپنی رپورٹ پیش کرنی تھی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** میں نے آج وہ کمیٹی بنادی ہے۔ اب وہ شاید آج میٹنگ کریں گے۔ چودھری شاہد انجم صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ انہوں نے لکھ کر دیا ہے کہ اس کو مورخہ 17-01-2011 بروز سوموار تک pending کیا جائے تو اس تحریک کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

## تحاریک التوائے کار

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 776/2010 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ یہ pending کی گئی تھی۔ جی، وزیر قانون صاحب!

### منڈی مویشیاں شہر کے نزدیک قائم کرنے سے ٹریفک بلاک اور شہریوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میاں طارق محمود صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں ہاؤس میں موجود معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ذرا توجہ سے سنیں۔ میں پورے ہاؤس کی توجہ چاہوں گا۔

گزارش ہے کہ Camping ground جی ٹی روڈ کھاریاں شہر میں جو منڈی مویشیاں لگائی جارہی ہے وہ ٹی ایم اے کھاریاں کی زیر نگرانی نہ ہے بلکہ کور ہیڈ کوارٹر منگلا کینٹ کی زیر نگرانی بروز منگل اور جمعرات کو لگائی جارہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ معاملہ کتنا serious ہے، Defence Housing

Societies کے بعد اب منڈیاں لگانے کا کام بھی شروع ہے۔یہ کب سے شروع ہے؟ میں آگے بیان کرتا ہوں۔اس سلسلے میں ٹی ایم اے کھاریاں کو کوئی فیس ادا نہیں کی جا رہی ہے جبکہ اس منڈی کی جو اس وقت capacity ہے اگر اس کو نیلام کیا جائے تو یہ کم از کم 20 کروڑ روپے میں نیلام ہو گی۔اس کا سالانہ 20 کروڑ روپے ٹھیکہ ادا کرنے کے لئے وہاں پر لوگ موجود ہیں اگر ان کا competition کرایا جائے تو یہ 25/30 کروڑ روپے میں بھی نیلام ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر!اس منڈی کے لگائے جانے کے بارے میں وضاحت کچھ یوں ہے کہ یہ منڈی مویشیاں آرمی اتھارٹی کی زیر نگرانی 2006 سے لگنا شروع ہوئی تھی جس پر ٹی ایم اے کھاریاں نے ادارے کے مفاد کی خاطر آرمی اتھارٹی کو خطوط لکھنا شروع کئے کہ آپ غیر قانونی منڈی مویشیاں لگانا بند کر دیں۔میرا خیال ہے کہ اُس وقت ٹی ایم اے کھاریاں کے تحصیل ناظم اپوزیشن سے تعلق رکھتے تھے۔ایک طرف ان سے خطوط لکھوائے جا رہے تھے اور دوسری طرف ایک منڈی مویشیاں سرائے عالمگیر جو کہ before partition دریائے جہلم اور گجرات کے درمیان کے علاقے میں لگتی تھی اس کو بند کرانے کے لئے جو اُس وقت کا ڈی پی او راجہ منور تھا وہ باقاعدہ نفری لے کر جاتا تھا اور اُس منڈی سے ٹرک زبردستی اس منڈی کو بھیجے جاتے تھے۔مفاد کی خاطر آرمی اتھارٹی کو فون کرنے شروع کئے کہ آپ غیر قانونی منڈی مویشیاں لگانا بند کر دیں کیونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت یہ ٹی ایم اے کا کام ہے جس پر خط و کتابت کے بعد ٹی ایم اے نے مورخہ 2008-01-01 سے کمانڈنگ آفیسر۔1 کور ہیڈ کوارٹر منگلا کینٹ اور ٹھیکیدار سے تحریری معاہدہ طے کیا کہ وہ ٹی ایم اے کو مبلغ 12 لاکھ روپے سالانہ 10 فیصد اضافہ کے ساتھ ادا کریں گے۔یعنی اُس وقت گجرات کے Don نے جب یہ دیکھا کہ یہ تو غیر قانونی کام ہے تو انہوں نے کور ہیڈ کوارٹر کے لوگوں سے مل کر ٹی ایم اے کا معاہدہ کرا دیا اور اُس میں یہ طے پایا کہ 12 لاکھ روپیہ سالانہ فیس ادا کی جائے گی اور باقی رقم بمطابق "حصّہ" تقسیم کی جانے لگی۔ طے ہوا کہ ٹی ایم اے سالانہ 12 لاکھ روپیہ ادا کرے گی جس کی ذمہ داری ٹھیکیدار پر ہو گی یعنی وہاں پر کوئی پرائیویٹ آدمی ٹھیکیدار بنا کر dummy کھڑا کر دیا۔ بذریعہ چٹھی نمبری SO/TAX(LG) 2252/97-P11 محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کی طرف سے حکم موصول ہوا کہ ٹی ایم اے کے علاقہ میں آرمی کی جگہ پر جو منڈی مویشیاں لگائی جا رہی ہے اسے بند کرائیں اور اگر ٹی ایم اے نے کوئی NOC جاری کیا ہے یا کوئی معاہدہ کیا ہے تو اسے منسوخ کر دیں کیونکہ یہ camping ground آرمی کو دفاعی مقاصد کے لئے دی گئی ہے، نہ کہ منڈی مویشیاں لگانے کے لئے دی گئی ہے اور

وہ گراؤنڈ اردگرد کے علاقے کے حساب سے کافی بارونق پلاٹ ہے۔ تو کوئی NOC جاری کیا ہے یا کوئی معاہدہ کیا ہے تو اس کو منسوخ کر دیں۔ گورنمنٹ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے چٹھی نمبر 854 مورخہ 30-09-2010 کور ہیڈ کوارٹر۔1 منگلا کینٹ اور ٹھیکیدار سے معاہدہ ختم کر دیا گیا اور اس منڈی مویشیاں کو ختم کرنے کے لئے نوٹس جاری کر دیئے گئے لیکن یہ منڈی اس وقت تک بھی لگ رہی ہے اور اس معاملے میں وزارتِ دفاع کی بھی involvement ہے اور اس میں کور ہیڈ کوارٹر منگلا کا بھی ذکر ہے کیونکہ یہ جگہ آرمی کی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ڈی سی او گجرات نے جو جواب بھیجا ہے یہ درست ہی ہوگا اور یہ درست ہی ہونا چاہئے لیکن میں نے ڈی سی او گجرات سے کہا ہے کہ اس کو re-verify کریں تاکہ اُس کے بعد اس تحریک التواء کو اس ہاؤس میں discussion کے لئے accept ہونا چاہئے اور اس پر discussion کے بعد اس معزز ایوان کی جو بھی رائے ہوگی اُس کے مطابق اس کو متعلقہ اتھارٹی تک بھی بھیجا جائے گا اور اس کے اوپر حکومت پنجاب کی طرف سے بھی جو رہنمائی حاصل ہوگی اُس کے اوپر بھی عمل کیا جائے گا اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس کو اگلے ہفتے منگل تک کے لئے pending فرمالیں۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! اس میں میری request یہ ہے کہ اس سے گورنمنٹ کا جتنا نقصان ہوا ہے اور جن لوگوں نے یہ نقصان پہنچایا ہے آج مسئلہ یہ ہے کہ source of income ختم کئے جا رہے ہیں اور لوگ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر یہ source of income ختم کرتے رہے ہیں اس سے جن لوگوں نے جتنا جتنا مفاد اٹھایا ہے اُن سب سے recover کر کے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع ہو اور اگر اس کیس کی صحیح انکوائری کی جائے تو یہ بہت بڑا کیس ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** میرا خیال ہے کہ آپ نے اس پر بڑی اچھی چیز point out کی ہے اور لاء منسٹر نے جس طرح کہہ دیا ہے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کرتے ہیں تاکہ اس پر مزید جواب آ جائے پھر اس کے بعد اس کو دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار ملک عباس راں صاحب کی ہے۔ جی، راں صاحب!

## وزیر آباد میں تعمیر ہونے والے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو چالو کرنے کا مطالبہ

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

حکومت پنجاب نے کروڑوں روپے کی لاگت سے وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جی ٹی روڈ وزیر آباد قائم کیا ہے۔اس کی عمارت مکمل ہو چکی ہے مگر اس ادارے کو ابھی تک چالو نہ کیا گیا ہے جبکہ اس کے ساتھ شروع ہونے والے دیگر دو ادارے مکمل ہو کر ورکنگ کنڈیشن میں ہیں جبکہ اس پر کروڑوں روپے کی لاگت کے باوجود اس کو شروع نہ کیا جا رہا ہے۔اس ادارے کے چالو ہونے سے گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، نارووال، جہلم، منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد اور آزاد کشمیر کے علاقہ جات جن میں کروڑوں افراد رہائش پذیر ہیں جنہوں نے اس سے مستفید ہونا تھا اب ان علاقہ جات کے لوگوں کو مجبوراً لاہور یا راولپنڈی اسلام آباد جانا پڑتا ہے جس سے ان شہروں میں مزید دباؤ بڑھ رہا ہے اگر اس ادارے کو چالو کر دیا جائے تو اس سے لاہور اور اسلام آباد / راولپنڈی سے کافی مریضوں کا دباؤ کم ہو سکتا ہے مگر ایسا نہ ہونے کی وجہ سے متذکرہ اضلاع کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، لاء منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس اجلاس کے دوران تحاریک التوائے کار کے کوئی 33 کے قریب notices موصول ہوئے ہیں تو ان کو متعلقہ محکموں کو بھیجا ہے لیکن ان میں سے ابھی تک کسی notice کا جواب موصول نہیں ہوا تو آپ اس کو next week تک کے لئے pending فرمالیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17/2011 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔

**ملک محمد عباس راں:** جناب سپیکر! آپ نے میری تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا ہے تو next week کی کوئی date بتادیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** 17۔جنوری ہے۔

**ملک محمد عباس راں:** بہت شکریہ

## لینڈ مافیا کا محکمہ کے عملے کی ملی بھگت سے موضع بھائی کوٹ نواز شریف فارم سے ملحقہ سرکاری اراضی پر قبضہ اور فروخت

چوہدری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 4۔جنوری کی خبر کے مطابق نواز شریف فارم کے پڑوس میں قبضہ گروپ نے آٹھ کنال سرکاری اراضی قبضہ کے بعد فروخت کر ڈالی۔ محکمہ مال کے راشی افسران کی ملی بھگت سے قبضہ گروپ کی سرگرمیاں جاری، لمبردار نے وزیر اعلیٰ کو درخواست دی۔ تفصیلات کے مطابق واقع موضع بھائی کوٹ میں صوبائی حکومت کی سرکاری اراضی کھیوٹ نمبر 301، کھتونی نمبر 483، خسرہ نمبران 3638,3650,3651,3654,3658,3660,3661,3662,3666,3667,3668 کو مقامی بااثر افراد کی آشیر باد سے قبضہ کر کے فروخت کیا جا رہا ہے۔ موضع بھائی کوٹ کے لمبردار چوہدری ریاست علی سندھو نے بتایا کہ وزیر اعلیٰ کے پڑوس میں قبضہ گروپ کی کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے حکومت پنجاب بدنامی کا سبب بن رہی ہے۔ مذکورہ قبضہ گروپ کو مقامی اہم سیاسی شخصیت کی پشت پناہی حاصل ہے۔ سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو دور میں علاقہ کے غریب و مسکین لوگوں کے لئے 81 کنال 2 مرلہ اراضی مختص کی گئی تھی۔ حکومت پنجاب کی عدم توجہ اور محکمہ مال کی بے حسی کی وجہ سے قبضہ گروپ اس قیمتی اراضی پر قبضہ کر کے اس کو فروخت کر رہا ہے اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام بالخصوص لاہور شہر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ نیز محکمہ مال کے جو کرپٹ افسران ان کے ساتھ شامل ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو بھی next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 18/2011 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا

dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19/2011 محترمہ ساجدہ میر کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ!

## لاہور کی ڈسٹرکٹ جیل اور کوٹ لکھپت جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے سے قیدیوں کے مسائل میں اضافہ

محترمہ ساجدہ میر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر میں قیدیوں / حوالاتیوں کے لئے حکومت نے دو جیلیں بنا رکھی ہیں۔ڈسٹرکٹ جیل المعروف کیمپ جیل اچھرہ اور سنٹرل جیل المعروف کوٹ لکھپت لاہور ان دونوں کے نام ہیں ان میں قیدیوں / حوالاتیوں کو رکھا ہوا ہے۔ان میں قیدیوں / حوالاتیوں کو گنجائش سے دس گناہ زیادہ رکھا ہوا ہے جس کی وجہ سے ان قیدیوں / حوالاتیوں کو ان جیلوں میں انسانی حقوق کے جو حقوق ملنے چاہیئں وہ نہ مل رہے ہیں۔یہ قیدی / حوالاتی صحیح طور سے ان میں اٹھ اور بیٹھ بھی نہ سکتے ہیں۔ان قیدیوں / حوالاتیوں نے آرام کے لئے شفٹیں بنا رکھی ہیں۔ان شفٹوں میں یہ قیدی اپنی اپنی باری پر آرام کرتے ہیں اور دوسرے قیدی اپنی باری کا انتظار کرتے ہیں۔ان قیدیوں کے لئے بستر، کمبل، رضائیوں اور اسی طرح کی دوسری اشیاء کی شدید قلت ہے۔اگر کوئی مخیر حضرات یہ چیزیں ان قیدیوں / حوالاتیوں کے لئے جیل حکام کے حوالہ کرتے ہیں تو یہ اشیاء ان قیدیوں / حوالاتیوں میں تقسیم کرنے کی بجائے جیل میں تعینات افسران آپس میں بانٹ لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان تک یہ سہولیات میسر نہ ہو سکتی ہیں۔اگر ان جیلوں کا پچھلے دو سالوں کا ریکارڈ چیک کیا جائے تو ان میں مخیر حضرات کی جانب سے ملنے والی اربوں روپوں کی ایسی اشیاء کا ریکارڈ تو مل جائے گا مگر عملی طور پر یہ اشیاء جیلوں میں بند قیدیوں / حوالاتیوں کی بجائے ان جیلوں میں تعینات افسران / اہلکاران کے گھروں سے ملیں گی جس کی وجہ سے عوام سخت نالاں ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس پر میں مزید یہ کہوں گی کہ واقعی یہ بات سچ ہے کہ کوٹ لکھپت جیل میں قیدی بہت زیادہ ہیں، اسی طرح کیمپ جیل میں ایک ہزار یا پندرہ سو قیدی رکھنے کی گنجائش ہے لیکن تین ہزار پانچ سو قیدی رکھے جا رہے ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ اس پر آپ بحث کے لئے اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے اس کا جواب آجائے۔یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 20/2011 بھی محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ!

## صوبہ میں خواتین کے لئے مزید الگ جیلیں تعمیر کرنے کا مطالبہ

محترمہ ساجدہ میر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ میں خواتین قیدیوں کے لئے صرف ایک جیل یعنی ویمن جیل ملتان ہے جہاں پر خواتین قیدیوں کو رکھا جاتا ہے جبکہ صوبہ کے دیگر شہروں میں قیدیوں / حوالاتی خواتین کے لئے علیحدہ جیلیں نہ ہونے کی وجہ سے ان کو مردوں کی جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔ان کے لئے صرف چند بیرکوں کو مخصوص کر دیا گیا ہے جبکہ ان قیدی / حوالاتی خواتین کے لئے نگرانی پر مامور سرکاری ملازمین بھی اکثر مرد ہوتے ہیں اگر کہیں چند خواتین ملازمین ہیں تو وہ بھی ادنیٰ ملازمین ہیں۔ان کے انچارج مرد حضرات ہیں جن کی وجہ سے ان قیدی / حوالاتی خواتین کو یہ مرد ملازمین مختلف طریقوں سے ہراساں کرتے ہیں اور ان کو مجبور کر کے ان سے مختلف قسم کے ناجائز کام کرواتے ہیں اور ان کو جسم فروشی پر بھی مجبور کیا جاتا ہے۔اس قسم کے کاموں میں ان مرد ملازمین کو محکمہ جیل خانہ جات کے اعلیٰ ملازمین کی سرپرستی بھی حاصل ہوتی ہے اگر ان کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو ان ملازمین کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوتی ہے بلکہ اُلٹا ان قیدی / حوالاتی خواتین کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔جیلوں میں ایسی صورتحال کی وجہ سے عوام سخت نالاں ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! خواتین کی ایک ہی جیل ملتان میں ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ کوٹ لکھپت جیل یا اڈیالہ جیل میں بھی خواتین کو مردوں کی جیل میں رکھا جاتا ہے۔قیدی خواتین کوئی جرم کرتی ہیں یا نہیں کرتیں لیکن ایسی جیلیں ہونی چاہئیں جہاں انھیں عزت سے رکھا جائے تاکہ ان کی تربیت بھی اچھی ہو لہذا میں درخواست کروں گی کہ خواتین کی جیلوں سے متعلق آج بحث کے لئے وقت رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی اس تحریک پر جواب آجائے تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کتنے دن لگیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر:17۔جنوری تک جواب آ جائے گا۔اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2011/21 محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

## لاہور، ضلعی حکومت کے عملہ کی ملی بھگت سے مضر صحت پتی کی سر عام فروخت

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 6۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے شہر میں مضر صحت پتی کی فروخت کھلے عام جاری ہے۔تفصیل کے مطابق دکاندار جعلی پتی کی ایک بوری جو رنگے ہوئے چھلکوں پر مشتمل ہوتی ہے دو ہزار میں خریدتے ہیں اور -/200 روپے فی کلو فروخت کرتے ہیں۔یہ پتی لاہور کے مختلف علاقوں میں کھلے عام ملتی ہے جن میں راوی ٹاؤن، شاہدرہ، شالامار ٹاؤن، کینٹ، داتا گنج بخش شامل ہیں۔نہ صرف لاہور بلکہ دوسرے شہروں میں بھی سپلائی کی جا رہی ہے۔یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سال 2009 میں پکڑی گئی جعلی پتی کو سٹور سے غائب کر کے لاکھوں روپے میں فروخت کیا جا رہا ہے۔اس مذموم کاروبار میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے فوڈ انسپکٹر بھی ملوث ہیں، اس سے عوام میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2011/23 سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، سیدہ ماجدہ زیدی اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

## ملتان، جھگیوں میں خسرہ کی وباء سے سات بچے ہلاک اور متعدد شدید متاثر

سیدہ ماجدہ زیدی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 6۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق ملتان میں جھگیوں میں رہائش پذیر بچوں میں خسرہ کی وباء سے دو مہینے میں تقریباً 30 بچے متاثر ہوئے ہیں جن میں سے 7 بچوں کی ہلاکت ہو چکی ہے

لیکن محکمہ صحت کی طرف سے اس مرض سے متاثرہ بچوں کو مناسب علاج مہیا کرنے کے لئے کوئی خصوصی یا عمومی اقدامات نہیں اٹھائے گئے اس لئے یہ خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ یہ وباء دوسرے علاقوں تک پھیل جائے گی۔اس خبر سے عوام میں خوف اور سراسیمگی پائی جاتی ہے۔یہ خبر انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور اسمبلی کی دخل اندازی کی متقاضی ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 2011/25 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ سیمل کامران ، محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

## دریائے راوی میں زہریلا پانی آنے سے ہزاروں ٹن مچھلی ہلاک نیز مردہ مچھلی کی شہروں میں سرعام فروخت جاری

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 5۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق دریائے راوی میں زہریلا پانی آنے سے ہزاروں ٹن مچھلی مر گئی جبکہ مردہ اور زہریلی مچھلی کو شہروں میں فروخت کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔فیکٹریوں کے زہریلے پانی کی آمد کے ساتھ مچھلیاں مردہ حالت میں تیرتی نظر آنے لگی ہیں۔گزشتہ تین دنوں کے دوران ہیڈ بلوکی سے لے کر سید والا تک ہزاروں ٹن مچھلی مر چکی ہے۔سینکڑوں مقامی افراد اور شہروں سے تعلق رکھنے والے مچھلی کے بیوپاری مردہ اور زہر آلودہ مچھلی شہروں میں لے جا کر فروخت کرنے میں مصروف ہیں جس کی وجہ سے وبائی امراض پھوٹنے کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا لیکن تاحال کسی بھی حکومتی ادارے کی جانب سے اس واقعہ کا کوئی نوٹس لیا گیا اور نہ ہی مردہ مچھلی کی فروخت کو روکنے کے لئے کوئی اقدام کیا گیا۔اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 2011/33 اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ تحریک التوائے کار

بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 48/2011 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔جی، سردار صاحب!

## لاہور بورے والا روڈ سیوریج پائپ لائن ناقص مٹیریل کی وجہ سے تعمیر کے فوراً بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے بورے والا کی عوام کے مطالبہ پر لاہور روڈ بورے والا ضلع وہاڑی میں ایک سیوریج پائپ لائن بچھانے کی منظوری دی اور اس سیوریج کے لئے مبلغ 47 لاکھ روپے فنڈز منظور کرکے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو تمام رقم ریلیز کر دی جس پر محکمہ نے ناقص مٹیریل استعمال کرکے اور غیر معیاری کام کرکے سیوریج مکمل کر دیا اور پائپ لائن کا معائنہ کروائے بغیر اسے کھول دیا گیا، جب گندے پانی کا نکاس شروع کیا گیا تو اسی وقت ہی پانی overflow ہو گیا اور گٹر ابلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں سڑک بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی، اس بارے میں اہل علاقہ نے اعلیٰ حکام کو شکایات درج کرائیں لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی اور یہ سیوریج لائن دن بدن مزید خراب ہوتی رہی حتیٰ کہ جو سڑک تھی وہ اس قدر ٹوٹ چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی بنی ہی نہیں تھی۔ جب متعلقہ محکمہ نے کوئی کارروائی نہ کی تو اہل علاقہ نے اینٹی کرپشن کو درخواست دی جس پر محکمہ کے ملازمین نے معائنہ کیا تو انہوں نے موقع پر گٹروں کا گندہ پانی سڑک پر کھڑا پایا اور اس گندے پانی کی وجہ سے موقع پر سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار پائی گئی اور تمام گٹر overflow پائے گئے، اس کی رپورٹ متعلقہ محکمہ کو کر دی گئی اور ان کو انکوائری کرنے کی ہدایت کی گئی لیکن اس کے باوجود محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے کوئی ایکشن نہ لیا اور معاملہ جوں کا توں ہے۔ اس پر اہل علاقہ سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں اور انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت اس کی مکمل انکوائری کرکے ذمہ داران کے خلاف کارروائی عمل میں لائے جنہوں نے قومی خزانہ کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ کاہلوں صاحب! جس وقت آپ کا نام پکارا گیا تھا اُس وقت آپ موجود نہیں تھے لیکن آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 33/2011 پیش کر دیں۔

## سرگودھا جنرل بس سٹینڈ پر سکیورٹی کے ناکافی انتظامات کی وجہ سے دہشتگردی کے خدشات میں اضافہ

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کے مطابق "جنرل بس سٹینڈ سرگودھا پر سکیورٹی کے ناکافی انتظامات کے باعث دہشت گردی کے خدشات میں اضافہ، ذمہ داران کی صورتحال کی سنگینی سے صرف نظر کرتے ہوئے خاموشی اور بڑے حادثہ کا امکان" تفصیلات کے مطابق ابر وناگہانی ملکی حالات کے باوجود نیو جنرل بس سٹینڈ سرگودھا کی سکیورٹی کے حوالہ سے حقیقی اقدامات کا فقدان دہشتگردوں اور تخریب کاروں کو دعوت دینے لگا۔ بس سٹینڈ پر ملک بھر سے ہزاروں افراد کی آمد ورفت کے باوجود سکیورٹی انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے صوبہ بھر کی عوام اور بالخصوص سرگودھا شہر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

## پوائنٹ آف آرڈر

## رحیم یار خان میں دانش سکول کے افتتاح پر وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آج پورے ہاؤس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ خواب جو غریبوں کے بچوں نے دانش سکول کی شکل میں دیکھا تھا آج رحیم یار خان میں

اُس سکول کا افتتاح ہو رہا ہے اور چھ ہزار سے کم آمدن والے غریبوں کے بچوں کے لئے وہ ادارہ بن گیا ہے۔ وہاں پر اُن کی رہائش، کتابیں اور وردیاں مفت ہوں گی۔ میں آج خادم اعلیٰ پنجاب اور پنجاب کے تمام ایم پی اے صاحبان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ غریب عوام کے خواب کو عملی شکل دی گئی ہے۔ اس دانش سکول کی آج کی افتتاحی تقریب میں سینکڑوں کی تعداد میں غیر ممالک سے آئے وفود اور ماہرین تعلیم بھی شرکت کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد ہم بہاولنگر کی تحصیل چشتیاں کے مقام پر بھی دوسرے سکول کا افتتاح کریں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

**چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، منڈا صاحب!

**چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):** شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میرے معزز ممبر نے دانش سکول کے حوالے سے بات کی ہے تو میں اس موقع پر قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو پورے پنجاب کی عوام کی جانب سے آج اس افتتاحی پروگرام پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جیسا کہ یہ پہلا دانش سکول صرف اور صرف غریب لوگوں کے بچوں کے لئے ہے تو آج اللہ کے فضل و کرم سے اس کا آغاز جنوبی پنجاب کے اُس ضلع سے کیا جا رہا ہے جہاں پر اس کی ضرورت تھی۔ آج تک جتنے بھی دانش سکول منظور ہوئے ہیں جن کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے یا process میں ہے وہ تمام پسماندہ اضلاع میں ہیں۔ کوئی بھی سکول اُس علاقہ میں نہیں ہے جس پر ہمارے ناقدین اعتراض کیا کرتے تھے۔ اس موقع پر میں ایک اہم نکتے کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ کل اجلاس میں لوکل گورنمنٹ کے وقفہ سوالات کے موقع پر جناب نے فرمایا تھا کہ غیر قانونی پلازوں میں جو افسران ملوث تھے اُن کے خلاف محکمہ نے آج تک کیا کارروائی کی ہے اور اُس کی رپورٹ آج ایوان میں پیش ہونی تھی۔ میں اس اہم نکتہ کی طرف جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ

**جناب قائم مقام سپیکر:** پلیز! آپ تشریف رکھیں، ہم نے کمیٹی بنا دی ہے۔

**ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا!

**ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:** شکریہ۔ جناب سپیکر! 21ویں اجلاس کے آخری روز مورخہ 8۔دسمبر 2010 کو اسمبلی کے باہر طلباء کا ایک احتجاجی جلوس آیا تھا اور بعد میں کچھ نامعلوم وجوہات کی بناء پر وہ مشتعل ہو

گیا تھا۔اُس جلوس نے باہر بہت زیادہ نقصان کیا تھا جس نقصان کی زد میں میری گاڑی بھی آئی تھی۔آپ کی طرف سے مجھے assurance دی گئی تھی کہ اس کے لئے اسمبلی کی طرف سے کچھ کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ذرا تشریف رکھیں، جب لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تب میں آپ کی بات کراتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سب سے پہلے آپ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ممبران کی genuine حاضری کو یقینی بنانے کے لئے جو کام کیا ہے اُس پر ہم بجا طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ایک sense of responsibility آئے گی اور میڈیا میں ہماری جو بدنامی ہو رہی تھی اُس پر کنٹرول ہو سکے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ ایک اور بھی اچھا کام کریں کہ میڈیکل سٹوروں سے جو ادویات لی جاتی ہیں اُس کا بھی کچھ خیال کیا جائے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جب ہماری اسمبلی کا ہی کوئی بندہ لسٹ دے گا تو اُس میں لکھا جائے گا کہ ممبران اسمبلی کروڑوں روپے کی ادویات ڈکار گئے اور اس چیز میں شیخ صاحب، میں اور ڈاکٹر صاحب بھی شامل ہوں گے جنہوں نے شاید کبھی دوائی لی ہی نہ ہو یا زیادہ سے زیادہ ایک ہزار کی بنے لیکن اُن کروڑوں روپوں والوں میں ہمیں شامل نہ کیا جائے۔اس کے لئے میں آپ سے request کرتا ہوں کہ scrutiny کریں اور صرف genuine patients ہی ادویات لیں۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House اگر ممبران نے آپس میں بات کرنی ہے تو لابی میں جا کر کریں۔ میجر صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں کوئی illogical بات نہیں کروں گا۔ میرا اصل پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس طرح رانا ارشد صاحب نے دانش سکولوں کا ذکر کیا وہ بہت اچھا project ہے جس پر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے حلقے کی بیٹیوں اور بیٹوں کا کیا قصور ہے کہ وہاں پر پانچ گرلز ہائی سکول اور پانچ بوائز سکول building کے لحاظ سے مکمل پڑے ہیں لیکن پچھلے دو سال سے اُن کے لئے SNE کے پیسے grant نہیں ہو رہے۔ کیا ہم

اس ملک میں ایک اور elite class پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دانش سکولوں سے پیدا ہو گی، وہ غریب بچے جو ان سکولوں میں بھی شاید نہیں آ سکتے اُن کا کیا قصور ہے؟ ہم اُن کے لئے دفتروں میں SNE grant کے لئے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سیلاب آ گیا ہے۔ ایک گاؤں جس کا نام "کالا شادیاں خورد" ہے وہاں پر 1996 سے بلڈنگ بنی ہوئی ہے۔ میں دس مرتبہ سیکرٹری (سکولز) کے پاس جا چکا ہوں اور 7 کلب کے چکر لگا چکا ہوں لیکن کہتے ہیں کہ فنڈز نہیں ہیں۔ میرا آپ کے ذریعے یہ مطالبہ ہے کہ ہمارے حلقوں کے rural areas میں جتنے ہائی، ایلیمنٹری اور پرائمری سکولز ہیں ان کے لئے SNE priority basis پر in special case اس ایوان کی کمیٹی بنائی جائے اور انہیں upgrade کیا جائے۔ ان دانش سکولوں سے اشرافیہ کی ایک اور class پیدا ہونے جا رہی ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر سکول دانش سکول ہونا چاہئے تو کم از کم ایک سال سے pending تمام SNEs کو ایوان کی کمیٹی کے ذریعے consider کریں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو کمیٹی recommendation دے کہ ان تمام سکولوں کو upgrade کیا جائے۔ شکریہ

**جناب طاہر اقبال چوہدری:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

**جناب طاہر اقبال چوہدری:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے مجھ سے پہلے کچھ دوستوں نے یہاں پر دانش سکولوں کی بات کی ہے کہ آج ہم جنوبی پنجاب کے اندر ایک دانش سکول کا افتتاح کرنے جا رہے ہیں تو مجھے اس سے پہلے یہ بتایا جائے کہ پورے پنجاب میں حکومت پنجاب نے تقریباً ساڑھے پانچ سو پرائمری سکولوں کو بند کر دیا ہے۔ اگر آپ ایک دانش سکول کا افتتاح کرنے جا رہے ہیں تو یہ ضرور ہونا چاہئے لیکن موجودہ حکومت کا یہ بھی کارنامہ ہے کہ ساڑھے پانچ سو سے زیادہ پرائمری سکولوں کو بند کر دیا گیا ہے اور بہت سارے ایسے سکول ہیں جنہیں این جی اوز کو دیا گیا ہے اور ہمارے کالجوں میں جہاں پر طالب علم تعلیم سے آراستہ ہو رہے تھے انہیں یہ حکومت privatize کر رہی ہے جو کہ حکومت پنجاب پر ایک بدنما داغ ہے۔ موجودہ دور حکومت میں تعلیمی اداروں کا یہ حشر ہو رہا ہے کہ جب ایک طرف سکول کھولنے جا رہے ہیں تو حکومت یہ بتائے کہ کتنے سکولوں کو اس نے بند کیا ہے اور ان کے فنڈز بند کئے ہیں؟

**ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کے حکم کے مطابق لاء منسٹر صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ یقین دہانی تو Chair کی جانب سے کرائی گئی تھی اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آج Chair ہی آپ کو ان کے پاس بھیج رہی ہے تو آپ چلی جائیں تو پھر ہو جائے گا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!میں آپ ہی کے کہنے پر ان کے پاس گئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اب جائیں تو سہی اور اجلاس ابھی چل رہا ہے اس لئے آپ لاء منسٹر صاحب کے پاس جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ میرے پاس تشریف لائی تھیں اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ کمشنر لاہور نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ انہیں compensate کیا جائے گا تو یقینی طور پر کمشنر لاہور کے پاس فنڈز موجود ہیں تو میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ دوبارہ ان سے بات کر لیں اور اگر اس سلسلے میں کوئی رکاوٹ ہے تو مجھے بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب!اس سلسلے میں آپ ان کی پوری help کریں۔ڈاکٹر صاحبہ! آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اور یہ آپ کے ساتھ مل کر کمشنر لاہور سے بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے باہر ہونے والے احتجاج کے دوران ایم پی ایز کی گاڑیاں توڑی گئی تھیں یا جو بھی نقصانات ایک دفعہ، دو دفعہ ہوئے اور 2006 میں بھی اسمبلی کو نقصان پہنچا تھا تو میری ایک تجویز ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں تو میں دو انشورنس کمپنیوں کو آج یا کل بلا لیتا ہوں اور ڈاکٹر صاحبہ کی گاڑی کا بھی مسئلہ حل کروا دوں گا حالانکہ وہ retrospective ہے یعنی وہ مہینہ بیس دن پہلے کا واقعہ ہے لیکن انشورنس کمپنی سے بہت معمولی premium پر یہ کام ہو جائے گا اس لئے آپ اپنی بھی اور تمام معزز ممبران کی گاڑیاں insured کروالیں اور یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے گا اور اگر یہ نہ کیا گیا تو یہ واقعہ پھر بھی ہو سکتا ہے۔اس کا ایک بڑا آسان حل ہے اور اس کے لئے آپ کے پاس precedent ہے اور نہ ہی head ہے۔لاء منسٹر صاحب اور آپ پیسے دے سکتے

ہیں اور نہ ہی کمشنر دے سکتا ہے تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ تمام لوگوں کی گاڑیاں اسی طرح ہی باہر کھڑی ہوتی ہیں تو یہ بڑے معمولی premium پر جو ایم پی اے کے اپنے فنڈ سے لے لیں یا اس کا بھی کوئی حل میں نکال دوں گا تو آپ اس کے لئے دو تین رکنی کمیٹی بنا دیں اور میں کل ہی انشورنس کمپنیوں کو بلا تا ہوں اور اس مسئلے کا حل کرا دیتا ہوں۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! میں چونکہ نام کے حساب سے چل رہا ہوں تو پھر اس طرح ان کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ میں سب کے نام note کر رہا ہوں۔ میں نے ہمیشہ آپ کو پہلے وقت دیا ہے اور اس وقت میں نے آپ کا نام لیا تو آپ نے بات نہیں کی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب دوسرا issue ہو تو اس پر بات نہیں ہو سکتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پھر کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ٹھیک ہے۔ میں بعد میں بات کر لوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی میرے ایک معزز بھائی نے یہ کہا ہے کہ پنجاب میں ساڑھے پانچ سو کے قریب پرائمری سکولوں کو ختم کیا جا رہا ہے تو میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ میں اپنے علاقے سرگودھا میں محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوں اور جن سکولوں میں بیس ٹیچرز اور دس طلباء ہیں تو خاص طور پر ایسے سکولوں کو چیک کرنے اور دیکھنے کے بعد ان اداروں میں ضم کیا جا رہا ہے جن اداروں میں طلباء باقاعدہ تعلیم حاصل کر سکیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ الزام موجودہ حکومت پنجاب پر بالکل غلط ہے کہ وہ تعلیم کو بہتر کرنے کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کر رہی۔ آج میں اس ایوان میں بڑے یقین سے یہ کہتا ہوں کہ دانش سکول جنوبی پنجاب میں ان لوگوں کے لئے کھولا گیا ہے جن کی تنخواہ اور آمدن -/6000 روپے ماہانہ سے کم ہے۔ ان غریب لوگوں کے بچوں کے لئے وہاں پر ہر قسم کی سہولیات میسر کرنے کے لئے دانش سکول کا اجراء کیا گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں جنوبی پنجاب

میں جاگیرداروں نے بچوں کو پڑھنے نہیں دیا لیکن آج اس موقع پر میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو سلام پیش کرتا ہوں کہ وہ جنوبی پنجاب میں ایک نئی روایت کو لے کر چلے اور وہ بچے جنہوں نے کئی کئی سال تعلیم حاصل نہیں کی آج ان بچوں کی بہتری کے لئے جنوبی پنجاب میں دانش سکول قائم کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل واضح ہے اور یہ بات وضاحت سے میں کرتا ہوں کہ جن ساڑھے پانچ سو سکولوں کو ضم کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے وہاں پر تعلیم ناکافی تھی اور طلباء کی تعلیم کو بہتر کرنے کے لئے سب کچھ کیا گیا ہے۔ شکریہ

**محترمہ سیمل کامران:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! اتنی جذباتی تقریر کے بعد میں تو بھول ہی گئی کہ مجھے کیا بات کرنا ہے۔ سب سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی وہ بالکل genuine ہے اور kindly اسے ضرور consider کیا جائے۔ ایک بہت افسوسناک بات یہ ہے کہ 49 ہزار 700 لیڈی ہیلتھ ورکروں کو پچھلے تین ماہ سے تنخواہ نہیں ملی اور آپ کے سامنے جب کسی کو ایک ماہ تنخواہ نہیں ملتی تو اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے یہ ہم سب assume کر سکتے ہیں۔ اتنی زیادہ مہنگائی ہے تو وہ لوگ فاقہ کشی پر مجبور ہو چکے ہیں جو کہ اپنے گھروں کو چلا رہے ہیں اور اپنے بچوں کو پال رہے ہیں اور ان کا محکمہ صرف یہ کہہ کر فارغ ہو گیا ہے کہ انہیں Federal Government سے grant نہیں ملی تو آج چونکہ معزز سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب ایوان میں تشریف فرما ہیں تو میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے یہ request کروں گی کہ وہ بتائیں کہ کیا واقعی یہ سچ ہے کہ مرکزی حکومت سے پچھلے تین ماہ سے گرانٹ نہیں ملی اور اگر نہیں ملی تو یہ ان 49 ہزار 700 خاندانوں کے ساتھ سراسر زیادتی اور بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کے لئے ضرور کچھ کریں اور میری راجہ ریاض صاحب سے بھی اور لاء منسٹر صاحب سے بھی گزارش ہے اور kindly پچاس ہزار خاندانوں کا اس بات سے تعلق ہے تو please میری اس بات کو serious لیا جائے۔

**رانا عبدالرؤف:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر! ابھی ہمارے ایک فاضل ممبر فرما رہے تھے، انہوں نے دانش سکول پر اعتراض فرمایا اور سکولوں کی بندش کے بارے میں بات کی۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب ضلع بہاولنگر سے ہے۔ مجھے احساس ہے، اندازہ ہے اور پتا ہے کہ دانش سکول سے کیسا انقلاب آئے گا۔ آپ یقین کیجئے کہ آج کا دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تعلیم کے میدان میں سبز انقلاب کا پہلا دن ہے۔ ہمارے غریب بچے ایچی سن، صادق پبلک سکول، مری میں گھوڑا گلی جیسے سکولوں میں جانے کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن دانش سکول میں یتیموں کو داخلہ ملا ہے، مسکینوں کو داخلہ ملا ہے اور انتہائی کم آمدنی والے لوگوں کے بچوں کو داخلہ ملا ہے۔ وہ اتنا اچھا سکول بنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے بچے بھی آئندہ دو، چار، پانچ سالوں میں پنجاب کے برابر آ جائیں گے۔ انہوں نے دوسری بات فرمائی ہے کہ سکول بند کر دیئے ہیں۔ وہ سکول بند نہیں کئے بلکہ وہ rationalization کئے ہیں۔ جن علاقوں میں ٹیچیروں کی ضرورت زیادہ ہے ان علاقوں میں زیادہ ٹیچیر بھیجنے کے پابند کئے گئے ہیں۔ جب ان سکولوں میں بچوں کی تعداد پوری ہو جائے گی تو وہ سکول کھل جائیں گے، وہ بند نہیں کئے گئے بلکہ وہاں پر عارضی طور پر ایجوکیشن روکی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، رائے اسلم صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! پچھلے سال جب گنے کا season شروع ہوا تھا تو اس وقت میں نے ہاؤس میں request کی تھی کہ فیصل آباد لاہور روڈ براستہ جڑانوالہ شرقپور میں میرے حلقہ انتخاب میں بُچیکی کے مقام پر دورویہ سڑک فیصل آباد سے مانگٹانوالا تک مکمل ہو چکی ہے لیکن بُچیکی کے مقام پر نالا ڈیک پر پل تعمیر کیا گیا ہے اور نہ ہی وہاں approach road دی گئی ہے۔ اس وجہ سے گنے کا season شروع ہوتے ہی اکثر ٹرالیاں و ٹرک الٹ جاتے ہیں۔ پچھلے سال جب میں نے بات کی کہ یہ سڑک تعمیر ہوئے دو سال ہو گئے ہیں لیکن وہ پل کیوں نہیں مکمل ہو رہا تو جناب لاء منسٹر نے فرمایا تھا کہ متعلقہ منسٹر ہاؤس میں نہیں ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ آج بھی متعلقہ منسٹر ہاؤس میں نہیں ہیں۔ جو ممبران ہاؤس میں حاضر ہوں ان کی بھی دو دو دن تک ٹی وی پر خبریں چلتی رہتی ہیں کہ وہ ہاؤس میں نہیں ہیں حالانکہ میں کل ہاؤس میں حاضر تھا، میں نے ہاؤس میں بات بھی کی تھی لیکن رات ٹی وی پر یہ چل رہا تھا کہ اُن کی حاضری لگی ہوئی تھی لیکن وہ ہاؤس میں موجود نہیں تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی rationalization اور سکولوں کے merger کے سلسلے میں فرما رہے تھے تو اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ جو سکول بند کئے گئے ہیں وہ اکثر دور دراز علاقوں اور اکثر پسماندہ علاقوں میں ہیں۔ آپ

نےrationalization میں ایک طریق کار طے کیا ہے کہ چالیس بچوں پر ایک ٹیچر ہوگا۔ کم از کم جن سکولوں میں بچوں کی تعداد چالیس ہے وہ سکول تو بند نہیں ہونے چاہیئں بلکہ انہیں تو رہنا چاہئے۔ وہاں واقعی تعداد کم ہوتی ہے، تعلیم کم ہے تو ایسے علاقوں میں بھی تعلیم کی روشنی ہونی چاہئے۔ جب میرے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف گاؤں گاؤں علم کی روشنی پہنچا رہے ہیں تو وہ علاقے جو پسماندہ ہیں اور جہاں جہالت ہے وہاں پر بھی تعلیم ہونی چاہئے۔ ہمارے بچوں سے کلاشنکوف چھڑوا دینی چاہئے، ان کے ہاتھوں میں بھی قلم دینا چاہئے اور وہ سکول بند نہیں کرنے چاہیئں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ انجم صفدر!

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی ڈاکٹر زمرد نے اپنے مسئلے کو پیش کیا اور شیخ علاؤالدین صاحب نے اس مسئلے کو حل کرنے کا طریقہ بھی بتایا۔ یقیناً مال روڈ ایسی جگہ ہے جہاں پر آئے دن احتجاجی ریلیاں اور جلوس نکلتے ہیں۔ جن دنوں ہمارا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے ان دنوں میں خاص طور پر لوگ احتجاج کے لئے آتے ہیں اور یقیناً عوام کا حق بھی ہے کہ وہ اپنے جائز مطالبات کے لئے احتجاج کرے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ بیماری کے مختلف علاج ڈھونڈنے کی بجائے کیوں نہ بیماری کو آنے سے پہلے ہی روکا جائے۔ لاہور کی سب سے مصروف سڑک مال روڈ ہے اور جب یہاں کوئی احتجاجی ریلی آتی ہے تو اس قدر بے ہنگم انداز ہوتا ہے کہ عوام کو گھنٹوں تک ٹریفک کے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مال روڈ پر احتجاج ہونے کی وجہ سے پورے لاہور کی ٹریفک درہم برہم ہو جاتی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ احتجاج کرنے کے لئے کوئی جگہ مخصوص کر دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میری بات سن لیں، آپ جو بات کر رہی ہیں یہی بات آپ سے پہلے شیخ علاؤالدین نےon floor of the House کر دی ہے چونکہ اس پر بات ہو چکی ہے اور جب Business Advisory Committee کی میٹنگ ہو گی تو تب ہم اس کو discuss کریں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! اس کو seriously لیں کیونکہ یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ناظم شاہ صاحب ہیں لیکن میں شاہ صاحب کی بات شروع ہونے سے پہلے یہ کہہ دوں کہ جو ممبران بات کرنے کے لئے کہتے ہیں میں ان کا نام لکھ لیتا ہوں اس لئے جلد بازی نہ کریں، جس جس نے نام لکھوائے ہوئے ہیں میں ان سب کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ جی، شاہ صاحب!

## معزز ممبران کی حاضری قومی اسمبلی کے ممبران کی طرح لگوانے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ ہر چیز کو in order کر رہے ہیں مگر اس چیز کو بھی in order کر دیں کہ جو یہاں پر commitment ہوتی ہے اس کو بھی پورا کیا جائے۔ جو ممبران point out کرتے ہیں اُن پر نشستن، گفتن، برخاستن والی بات نہ ہو بلکہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔ میں نے کل بھی آپ سے عرض کی تھی کہ یہ ہمارے لئے بہت تضحیک ہے کہ ہم یہاں آکر حاضری لگائیں۔ آج میں پھر repeat کرتا ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ اسمبلی کے rules میں ہے کہ جب کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو اس کی بات کے درمیان کوئی disturbance نہ ہو لیکن اس طرح حاضری لگانے سے automatically disturbance ہوتی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ نیشنل اسمبلی میں کیا ہے؟ وہاں پر بھی یہی ہے کہ کوئی ممبر حاضری نہیں لگاتا۔ آپ اپنے سٹاف میں سے کوئی آدمی مقرر کر دیں کہ جب ہم یہاں enter ہوں تو وہ حاضری لگا دے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم ممبران کے یہاں آنے کی بجائے یہ خود حاضری لگا لیں۔ باقی میں آپ سے یہ عرض کر دوں کہ:

As a protest I will not sign it whether you make me absent or present. That is your discretion

میں اجلاس میں بھی آؤں گا۔

But I feel to be insulted.

کیونکہ یہ بچوں والی حرکات ہیں۔ میں یہاں 1970 سے آ رہا ہوں، یہاں کچھ لوگ یہ بات تو کرتے ہیں کہ چھوٹی سی بات پر ان کا ضمیر پھڑ پھڑانے لگتا ہے مگر جب وہ ایک پارٹی سے دوسری پارٹی میں جاتے ہیں تو وہاں ضمیر سو جاتا ہے۔ ان کو چھوٹی سی چیز تو agitate کرتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی بددیانتی ہوتی ہے کہ جب آدمی commitment کرے اور اسے پورا نہ کرے۔ حضرت علی سے ایک دفعہ کسی آدمی نے پوچھا کہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے؟ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس کی مونچھیں ہوں وہ مرد ہے بلکہ آپ نے فرمایا کہ مرد وہ ہے جو تحفظ فراہم کرے، مرد وہ ہے جس میں عاجزی و انکساری ہو، مرد وہ ہے جو حقیقت کا قائل ہو، حقیقت کی کڑواہٹ برداشت کرنا ہی مردانگی ہے اور چوتھا آپ نے فرمایا کہ مرد وہ ہے جس کو اپنی زبان کا پاس ہو اور پانچواں فرمایا کہ مرد وہ ہے جس کے ساتھ کوئی حادثہ رونما ہو تو He does not lose his heart کیونکہ وہ اس کو incentive کا کام دیتا ہے۔

جناب والا! جس کو اپنی commitment کا پاس نہ ہو، ایک دن commitment توڑے اور دوسرے دن وہ سچائی کی بات کرے تو اس کی کون سی بات کو ماننا چاہئے؟ آپ خود یہ اندازہ کر سکتے ہیں اس لئے میں نے عرض کی ہے کہ نیشنل اسمبلی میں بھی یہی ہے۔ مستی خیل صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، یہ بھی پچھلی بار وہاں پر ایم این اے تھے، چٹھہ صاحب بھی بیٹھے ہیں ان سے بھی پوچھ لیں اور میں بھی 1970 سے آ رہا ہوں ہم نے کبھی بھی یہ حاضری نہیں لگائی۔ آپ یہاں پر یا تو کسی کو nominate کر دیں کہ جب ممبر enter ہو تو وہ اس کی حاضری لگائے، اگر نہیں لگائیں گے تو I will not sign for present. That is up to you. Thank you. (نعرہ ہائے تحسین)

**جناب قائم مقام سپیکر:** لاء منسٹر!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! جو بات محترم سید ناظم حسین شاہ صاحب نے کی ہے میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ arrangement ہونا چاہئے کہ جو ممبر ہاؤس میں داخل ہو تو سیکرٹری صاحب اس کی attendance mark کر لیں کیونکہ آپ نے کل جو rule پڑھا تھا اس میں attendance register کے ساتھ ساتھ attendance sheet کا بھی ذکر ہے جو کہ سیکرٹری صاحب نے prepare کرنی ہوتی ہے لیکن routine میں ایسا ہوتا نہیں ہے۔ لہذا سیکرٹری صاحب جب کوئی ممبر ہاؤس میں داخل ہو تو اس کی attendance mark کریں اور اگر کوئی ممبر یہاں آ کر signature کرنا مناسب سمجھے تو وہ کر لے اور میں شاہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ چند دِن تک تو اسے نہ روکیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب! آپ یقین کریں کہ آج میں نے یہاں پر وہ وہ چہرے دیکھے ہیں جن کو میں اڑھائی سال سے دیکھنے کو ترستا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اڑھائی سال سے میں نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا تھا جن کو میں نے آج یہاں دیکھا ہے اور میری یہ بھی خواہش تھی کہ کسی دِن چٹھہ صاحب بھی یہاں پر تشریف لائیں، وہ بھی بیٹھے ہوں، ان کو اس ہاؤس میں دیکھیں لیکن وہ اُمید کبھی پوری نہیں ہوئی تھی مگر آج جب چٹھہ صاحب یہاں پر تشریف لائے تو ہم نے thumping بھی کی تھی کہ چلو! آج چٹھہ صاحب ہاؤس میں موجود ہیں اس لئے محترم شاہ صاحب! ابھی اس کو mix ہی رہنے دیں کہ اگر کوئی یہاں پر آنا چاہے تو اس میں بھی قدغن نہ ہو لیکن آپ کی یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ جو ممبر ہاؤس میں آکر بیٹھے اس کی attendance سیکرٹری صاحب کو mark کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دوستوں کی بات سے پہلے میں بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ آپ خود دیکھیں جب ہم بات کرتے ہیں اور آج جو ملک کے حالات ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہم عوام کی نمائندگی کرتے ہیں تو ہمارا کردار وہ ہونا چاہئے کہ ہم صحیح معنوں میں عوام کی نمائندگی کر سکیں۔ آج یہ رجسٹر اِدھر رکھنے کا مقصد کسی کی تضحیک کرنا نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کا ان اسمبلیوں پر اعتماد بحال ہو۔ دیکھنے میں یہ بات بہت چھوٹی سی لگتی ہے لیکن یہ بہت بڑی بات ہے کہ آپ عوام کو یہ message دے رہے ہیں کہ آپ یہاں پر آتے ہیں اور ان کے حقوق کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کیونکہ پھر میڈیا اس کو اور طرف بھی لے جاتا ہے۔ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ حکومت ہر چیز کا زور لگاتی رہی کہ اس ہاؤس کے اندر کورم پورا ہو۔ ایک چھوٹی سی بات یہ کہ بُرا نہ مانئے گا کہ آج ہاؤس کا کورم نہ point out ہوتا ہے، دوست بھی موجود ہوتے ہیں اور وہ وہ دوست نظر آئے ہیں، واقعی میں نے خود سیکرٹری صاحب سے تین چار دفعہ پوچھا ہے کہ فلاں ساتھی جو حاضری لگانے آئے تھے ان کا نام کیا ہے اور custodian of the House ہو کر مجھے نہیں پتا کہ فلاں ساتھی جو آیا ہے وہ کون ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! 371 ممبران کے نام یاد رکھنا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم سسٹم کی بہتری کی بات کریں اور آہستہ آہستہ ہم ایک سسٹم evolve کر لیں گے لیکن اتنے دِنوں تک اس کو یہاں پر ہی چلنے دیں۔ اس کو ہم اچھائی کی طرف لے کر آئیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات بھی لے آؤں کہ آج صبح بھی بات ہوئی ہے، کل بھی یہاں پر غالباً شاہ صاحب نے یا کسی دوست نے بات کی تھی کہ کوئی ایسا مکینیکل سسٹم ہے جس پر اگر کوئی ممبر enter ہو تو اس کا thumb impression لے لیا جائے۔ غالباً شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی تھی تو وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے میں اس معزز ایوان کو یہ آگاہ کرنا چاہوں گا کہ وہ اس کے لئے تیار ہیں۔ آپ وہ سسٹم جب بھی یہاں پر install کرنا چاہیں اس کے لئے جو رقم درکار ہو گی حکومت پنجاب اس کو pay کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت اچھی بات ہے۔ اب چودھری عبدالوحید صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں بھی اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! میں نے آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ میں سب کو بُلا رہا ہوں، بس آپ کا نمبر آنے والا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب کی بات اہم ہے، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہماری insult ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! ابھی نہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہماری insult ہے، ہماری توہین ہے۔ ہم اس کو قبول نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! پہلے آپ Chair کی بات تو سُن لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ ہماری توہین ہے، ہم نیشنل اسمبلی میں بھی رہے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ہم اس کو نہیں مانتے یہ تذلیل ہے اور یہ زیادتی ہے اسے ختم کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! This is wrong آپ Chair کو اس طرح dictate نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

آپ کا بہت شکریہ۔ جو دوست نام شامل کرنے کا کہہ رہے ہیں میں ان کا نام لکھتا جا رہا ہوں، میں ان کو floor دوں گا۔ جی، میاں وحید صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

## رحیم یار خان میں دانش سکول کے افتتاح پر وزیر اعلیٰ کو خراجِ تحسین کا پیش کیا جانا

(---جاری)

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں آج پنجاب کی عوام اور خصوصاً وزیر اعلیٰ پنجاب کو دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج وہ ایک ایسے علاقے میں دانش سکول کا افتتاح کر رہے ہیں جو علاقہ حقیقت میں بہت محرومیوں کا شکار تھا۔ آج جب دانش سکول کی بات آتی ہے تو وہ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں جن کے بیٹے صادق پبلک سکول یا ایچی سن میں پڑھتے تھے۔ آج غریب کے بیٹے کو اُس معیار کی تعلیم میسر ہونے جا رہی ہے، آج مزدور کے بیٹے کو غریب اور بے کس و بے سہارا کے بیٹے کو دانش سکول میں ایچی سن اور صادق پبلک سکول کے برابر تعلیم مہیا ہونے جا رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دانش سکول کی debate ہو رہی ہے تو اس میں میرا نام بھی شامل کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں رانا ارشد صاحب، ڈھلوں صاحب اور علی نور نیازی صاحب سے گزارش کروں گا کہ لگتا ہے مستی خیل صاحب کا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا تھا آپ ان کو منا کر واپس لے آئیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! آج حکومت جانے کے بعد جن کو دس سال بعد جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا احساس ہوا ہے ان کو تو یہ توفیق نہیں ہوئی تھی۔ آج ہم وزیر اعلیٰ کو سلام پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے بہاولنگر میں لائیوسٹاک یونیورسٹی قائم کی، بہاولپور میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی، ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج کا افتتاح کیا۔ ملتان میں اربوں روپے سے روڈ کی توسیع کی گئی۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ دانش سکول پر debate ہے یا جنوبی پنجاب پر؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، کچھ نہیں ہے۔ وہ اپنا point of view دے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر کیا بولا جا سکتا ہے، ذرا مجھے اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں، ابھی آپ نے بھی بولنا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں پی ایم صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے وہ کچھ کیا جو آج تک کسی اور نے نہیں کیا۔ بے شک ہم ان کے مخالف ہیں لیکن ہم ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں کہ پی ایم صاحب نے ملتان اور جنوبی پنجاب کے لئے وہ کچھ کیا جو آج تک کسی اور نے نہیں کیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: ہم مستی خیل صاحب کو ہاؤس میں welcome کرتے ہیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: آج جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا احساس ختم ہو رہا ہے۔ آج ان لوگوں کو اس بات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ اب جنوبی پنجاب میں بھی لوگوں کو تعلیم کا ایک معیار مل رہا ہے۔ میں اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ:

اساں شوق دے پنجرے بھن چھوڑے ہن
ہُن فصلی بٹیرے نہیں رکھنے
جتھاں پیار دے کل گستاخ ہوون
اُتھاں پیار دے ایرے نہیں رکھنے
زمین بھاویں شاکر سُنجھ رکھسوں
پر بے ایمان مزارع نہیں رکھنے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ، ذرا ان کی بات سُن لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ نے ابھی ہمیں مستی خیل صاحب کو منا کر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے اس شرط پر واک آؤٹ ختم کیا ہے کہ آپ ان کی بات سُنیں گے تو ہم آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کی بات سُنیں۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے کل سے جو ایک روایت شروع کی ہے۔ یہ اچھی بات ہے ہم اس چیز کو appreciate کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو غلط حاضری لگاتا تھا تو وہ حاضری نہیں لگانی چاہئے اس trend کو ختم ہونا چاہئے اور اس کے لئے جس طرح

لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ biometrics یا جو thumb impression لگانے کا سسٹم ہے آپ اس کو فوری طور پر شروع کریں لیکن یہ جو طریقہ ہے جس طرح ناظم حسین شاہ صاحب نے کہا، آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں نے حاضری لگا دی ہے تو اب میرے اوپر کون سی پابندی ہے کہ میں ہاؤس کے اندر بیٹھوں؟ اس طریقے سے آپ لوگوں کو پابند نہیں کر سکتے کہ وہ ہاؤس میں آکر بیٹھیں اور اجلاس attend کریں۔ واقعی ہمیں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس طرح سے میڈیا کے اندر معزز ممبران کو بے عزت کرایا جا رہا ہے اور ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے رجسٹر کو یہاں سے اٹھوائیں۔ آپ اپنے سیکرٹری صاحب کی ڈیوٹی لگائیں کہ جو ممبر اس ہاؤس کے اندر داخل ہوتا ہے وہ اس کی حاضری لگائیں اور جو biometric والا نظام ہے اسے فوری طور پر بے شک کل سے یہاں پر رائج کریں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں بھی سید ناظم حسین شاہ صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں اور اس protest میں، میں بھی یہاں پر حاضری نہیں لگاؤں گا۔ میں روز آتا ہوں لیکن میں بھی ادھر حاضری لگانے سے بالکل انکار کرتا ہوں اور میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اسے kindly یہاں سے اٹھوایا جائے۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** مستی خیل صاحب تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔ میں نے ان کا نام بول دیا ہے اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** محترمہ! تشریف رکھیں۔ مستی خیل صاحب House میں آئے ہیں۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین اما بعد o

جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ ہم جمہوری لوگ ہیں، عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور ہم منتخب نمائندے عوام کو جواب دہ ہیں، ہم اپنے اللہ کو جوابدہ ہیں، اپنی عوام کو جواب دہ ہیں اور ہماری monitoring کے لئے یہاں Judiciary بھی موجود ہے، میڈیا بھی موجود ہے، ہم ان کو بھی welcome کہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں کل House میں آیا تھا، میں نے رات کو ٹی وی نہیں دیکھا، مجھے دوستوں نے بتایا ہے کہ کیا ہوتا رہا

ہے۔ہماری جنگ حق کی جنگ ہے، اصولوں کی جنگ ہے،civilization کی جنگ ہے اور Supremacy of Parliament, Rule of Law کی جنگ ہے،ہم اس پر قطعاً کوئی compromise نہیں کریں گے۔ایسے عناصر جو پارلیمنٹ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں،جو پارلیمنٹ کو defame کرنا چاہتے ہیں،جو politician کو گندا show کرنا چاہتے ہیں۔ان میں capability نہیں ہے،ان میں صلاحیتیں نہیں ہیں کہ یہ عوام کی خدمت کر سکیں۔میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سیاست دانوں میں صلاحیتیں بھی ہیں competency اور capability بھی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! وہ لوگ ملک اور قوم کی منجھدار میں پھنسی ہوئی کشتی کو steer کر کے لے بھی جا سکتے ہیں۔ میرے بڑے بھائی محترم سید ناظم حسین شاہ صاحب نے فرمایا، ہم بھی قومی اسمبلی کا حصہ رہے ہیں الحمد للہ اس موجودہ صوبائی اسمبلی میں دس سابق ایم این ایز بھی موجود ہیں۔میری گزارش یہ ہے کہ جو طریق کار یہاں پر adopt کیا گیا، میں قطعاً ان لوگوں کے حق میں نہیں ہوں،آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا، میڈیا بھی گواہ رہے، میرا پورا House بھی گواہ رہے، میں ان لوگوں کو قطعاً support نہیں کر رہا جو کسی جگہ proxy لگاتے ہیں. Let it be clear categorically. میں یہ چاہتا ہوں کہ حاضری کا جو طریق کار ہے Are we children, Are we students of primary, Are we living in old stone age? No sir no. ہم یہ بات نہیں مانیں گے،یہ بات تسلیم نہیں کریں گے، ہم عوام کو جوابدہ ہیں،اپنے پاکستان کے غریب عوام کو جوابدہ ہیں۔

جناب والا! طریق کار جو adopt کیا گیا ہے question mark ہے۔جب سے یہ پنجاب اسمبلی بنی ہے،اس کی proceedings ہوتی رہی ہیں آپ کے اس step نے This means to say کہ آپ نے 80,100 سالہ جو شاندار روایات ہیں، پنجاب اسمبلی کی جو تاریخ ہے آپ نے اس کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔دوسرا طریق کار یہ ہے کہ رانا صاحب یہاں پر کمپیوٹر لگائیں، رانا صاحب یہاں جو چیز لگائیں ہم ان کو endorse کرتے ہیں، ہم ان کی بات کی تائید کرتے ہیں۔میں یہ بات بھی House میں قطعاً clear کر دوں کہ ہم -/2000 روپے کے لئے اس House میں نہیں آتے، یہ ہماری توہین ہے، یہ ہماری بے عزتی ہے، یہ ہمارے منہ پر گالی ہے، یہ ہمارے منہ پر طمانچہ ہے اور اگر کسی نے آئندہ یہ بات کی کہ کورم پورا کیوں نہیں ہو رہا، یہ اس کی وجہ تلاش کریں، کورم کیوں پورا نہیں ہو رہا؟(نعرہ ہائے تحسین)

یہ اس کی وجہ تلاش کریں کہ کورم پورا کیوں نہیں ہو رہا اور اس کو sort out کریں کہ کورم پورا کیوں نہیں ہو رہا؟ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ ہاں میں بطور protest، سید ناظم حسین شاہ اور علی حیدر نور خان نیازی نے جو کہا ہے اس کی تائید کرتے ہوئے میں بھی حاضری نہیں لگاؤں گا۔ قومی اسمبلی میں یہ طریق کار رہا ہے کہ وہاں پر خورشید نامی لڑکا ہے، کوئی ممبر جب enter ہوتا ہے وہ اسے دیکھ کر اس کی حاضری لگا دیتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ بھی کسی کو depute کریں لیکن یہ طریقہ، جناب! ہم مر جائیں گے حاضری نہیں لگائیں گے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** مستی خیل صاحب! آپ میری بات سنیں گے؟

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** جی، فرمائیں!

**جناب قائم مقام سپیکر:** میری صرف اتنی بات سنیں، پہلی بات یہ ہے کہ یہ سسٹم، مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ جو 70,80 سال کی practice تھی، جو دوست باہر حاضری لگانے کو تیار ہیں وہ یہاں پر حاضری لگانے کے لئے تیار کیوں نہیں ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ سسٹم جس طرح میں نے کہا ہے evolve کرتا ہے، آپ نے جو بات کی ہے ہم بھی اس کا ایک سسٹم بنائیں گے۔ مطلب اس میں ہمارا کسی طرح بھی، کسی کی تضحیک کا پہلو نکالنا مقصد نہیں ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے، آج کا دور اس طرح کا دور ہے اور ہم نے بھی ثبوت دینا ہے کہ ہمارا ضمیر زندہ ہے اس لئے آپ کی جو بات ہے اس پر کل بیٹھ کر، کل جو بات ہوئی تھی اس پر بھی یہ طے ہوا تھا اور وزیر قانون نے بھی یہ کہا تھا کہ آپ اس پر ایک سسٹم بنا دیں اور سسٹم کی طرف ہم جا رہے ہیں، وہ بن جائے گا۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، وزیر قانون صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ۔۔۔

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** دیکھیں! میرے خیال میں آپ decorum کا خیال رکھیں۔ آپ سینئر ممبر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! آپ ہمیں مجبور نہ کریں، کل جب میں یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر تھا وزیر قانون صاحب نے interfere کیا آپ نے کہا بیٹھ جائیں میں بیٹھ گیا۔ آج بھی یہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ دیکھیں کہ یہ سب کے لئے نہیں ہوتا۔ آپ اس اسمبلی کے اندر ماشاءاللہ most senior ہیں، بات صرف اتنی سی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: میں نے صرف اس لئے یہ نکتہ point out کیا ہے، میں کوئی تقریر نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! یہ بات complete کر لیں پھر آپ بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا آپ نے درمیان میں بات کر دی اور مجھے Chair کے احترام میں خاموشی اختیار کرنا پڑی۔ ماشاء اللہ آپ ان Speakers میں سے ہیں کہ جب آپ آتے ہیں تو لوگ دل سے آپ کا regard کرتے ہیں، respect کرتے ہیں اور clapping بھی کرتے ہیں۔ آپ House کو خوبصورتی کے ساتھ اور smoothly چلاتے ہیں جس سے مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ باہر کا اگر کوئی visitor پنجاب اسمبلی کی proceedings کو دیکھتا ہے، ملاحظہ کرتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ واقعی پنجاب کا ایک elected forum ہے۔

جناب والا! کیونکہ یہ ایک evolutionary process ہے، جیسے جیسے یہ چلتا جا رہا ہے تو اس میں بہتری آتی جا رہی ہے۔ میں نے رات ٹی وی نہیں دیکھا۔ مجھے یہاں پر بتایا گیا اور میں نے جیسا کہ شروع میں بات کی ہے خدارا، خدارا اس پاکستان کو بچائیں۔ میاں محمد نواز شریف نے، محترمہ بے نظیر بھٹو نے اور ان elected لوگوں نے جو قربانیاں دیں، راناثناء اللہ جو جیلوں میں گئے، بڑے بڑے لوگ جو جیلوں میں گئے وہ اس لئے نہیں گئے بلکہ ایک اصول کی خاطر گئے ایک cause کے لئے گئے، ایک نصب العین کی خاطر گئے۔

میری گزارش کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے تو حاضری لگانے والا system introduce نہیں کروایا، آپ نے یہ system introduce کروایا ہے۔ جب آپ نے یہ system introduce کروایا ہے جو میرے بھائی یہ سمجھتے ہیں، یہ بات پورے House میں clear ہونی چاہئے کہ ہم عزت دار لوگ

ہیں، ہم خاندانی لوگ ہیں اور ہم اس 2ہزار کی خاطر سیاست نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو یہاں پر گورنمنٹ کی مراعات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ان کا شاید یہ کوئی مسئلہ ہوگا۔ ہمیں گورنمنٹ کی مراعات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمارا privilege ہے اور ہم privilege لے رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
ہم تو سرکار کی گاڑی پر سوار ہوتے ہیں، نہ سرکار کا ٹیلی فون استعمال کرتے ہیں، کانے ہیں سرکار کے سامنے تو وہ ہیں ہم کانے نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں immediately آپ decision دیں جو ہماری پارلیمنٹ میں طریق کار ہے کہ بے شک آپ کسی کو depute کر دیں، وہ حاضری لگائیں ہمارا اس طریق کار پر احتجاج ہے، ہم حاضری نہیں لگائیں گے اور نہ یہ ہم چاہتے ہیں، آج honourable Chief Minister Punjab دانش پبلک سکول کا افتتاح کرنے جا رہے ہیں، پاکستان اور پنجاب کی ہسٹری میں یہ ایک بہت بڑا step ہے کہ غریبوں کے لئے، مفلوک الحال طبقے کے لئے انہوں نے جو دانش پبلک سکول سسٹم چلایا ہے یہ غریب لوگوں کا ایچی سن کالج ہے۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** نوانی صاحب! اگر کوئی بات چیت کرنی ہے تو مہربانی فرما کر لابی میں جا کر کریں۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** غریب لوگوں کا یہ کیڈٹ کالج ہے لیکن جناب ہم اسمبلی میں اس لئے نہیں آتے، رانا صاحب! ہم وہ لوگ بھی نہیں ہیں جو آنکھیں بند کر کے ہاتھ کھڑے کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
مت توقع رکھیں ہم سے اور اگر کوئی یہ توقع رکھتا ہے تو وہ اپنی غلط فہمی دور کر لے۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں اگر یہ طریق کار درست نہیں کیا جائے گا تو میں اس وقت تک اسمبلی کا بائیکاٹ کروں گا۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میرے بھائی ثناء اللہ مستی خیل صاحب نے جو بات کی ہے کہ پاکستان کو بچانا ہے اگر میرے بھائی اس بات کو ثابت کر دیں کہ اس رجسٹر کے یہاں lobby میں جانے سے پاکستان بچ سکتا ہے تو میں ابھی مطالبہ کر دیتا ہوں کہ اس رجسٹر کو فوراً وہاں پر رکھ دیا جائے۔ معاملہ یہ نہیں ہے۔ کل مستی خیل صاحب یہاں موجود نہیں تھے میں نے کل on the floor of the House یہ بات بڑی وضاحت سے کی تھی کہ اس وقت تقریباً کوئی 8 یا 9 لوگ House میں بیٹھے ہیں جبکہ حاضری وہاں پر 37 کی لگی ہوئی ہے اور میں نے مستی خیل صاحب یہ بھی point out کیا تھا کہ مجھے لگتا ہے کہ ایک ہی hand writing ہے اور میں نے آپ سے یہ گزارش بھی کی تھی کہ یہ حاضریاں ایک ہی ہاتھ سے لگی ہوئی ہیں۔ میں اس حد تک تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ

کوئی ساتھ کے حلقے کا یا شہر کا کوئی ممبر دوسرے ممبر بھائی سے کہہ دے کہ یار میری حاضری لگا دینا۔میں اس حد تک تو قسم نہیں دیتا لیکن میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ کل وہاں پر جو صرف پندرہ بیس منٹ میں تیس کے قریب proxy لگی تھیں وہ قطعی طور پر، قطعی طور پر کسی معزز ممبر نے نہیں لگائی تھیں لیکن آخر وہ کس نے لگائیں؟ وہ رجسٹر یہاں موجود تھے۔میں نے کل بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ اس بات کی انکوائری کریں مجھے یہ لگتا ہے کہ اس میں اسمبلی کا کوئی اہلکار ملوث ہے، وہ یہ کام کیوں کر رہا ہے، وہ کسی کے کہنے پر کر رہا ہے، کسی لالچ سے کر رہا ہے یا وہ خود ہی اس قسم کا خدائی خدمت گار بنا ہوا ہے؟ کل آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ اس کی انکوائری کرائیں گے۔میں آج بھی آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس کی انکوائری کرائیں تاکہ یہ چیز سامنے آئے۔

جناب سپیکر! جو بات شاہ صاحب اور مستی خیل صاحب نے کی ہے میں تو اس سے پہلے بھی تسلیم کر چکا ہوں کہ یہ بالکل درست ہے کہ کوئی صاحب یہاں پر آکر حاضری لگانا یا signature کرنا مناسب نہ سمجھے تو آپ بالکل سیکرٹری صاحب کی ڈیوٹی لگائیں یہ حاضری mark کریں اور جونہی اجلاس ختم ہو اس کے بعد حاضری رجسٹر close ہو جانا چاہئے۔جہاں تک اس بات کا تعلق ہے یا تو ایک برائی ہوتی نہ ہو لیکن کل جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہاں پڑے رجسٹر میں proxy لگتی ہے۔میں کہتا ہوں کہ وہ ہم نہیں کرتے، ہمارا کوئی معزز ساتھی نہیں کرتا لیکن ہمارے ذمے لگ رہی ہے۔اس کو روکنے کے لئے جو سسٹم لانا ہے یا جو تبدیلی کی ہے اور اس کے نتائج بھی کل سے آپ کے سامنے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے character اور عمل کے ساتھ ان مافیاز کو defeat دینی ہے جو پارلیمنٹ کے خلاف ہیں، جو جمہوریت کے خلاف ہیں، جو معزز ممبران کے خلاف ہیں اور ہم نے ہر اس سوراخ کو جس سے ہمیں ڈسنے کی کوشش کی جا رہی ہے اسے اپنے عمل اور کردار سے بند کرنا ہے۔اگر اس چیز پر کسی کو ہمارے اوپر تنقید کرنے کا موقع ملتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم کیوں نہ ایک ایسا عمل کریں کہ اس کے بعد کسی کو موقع ہی نہ ملے۔یقیناً اس کے مطابق عمل ہوا ہے۔باقی جہاں تک دوسری بات ہوئی ہے کہ thumb impression کی جو technique ہے اس کے متعلق شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی تھی میں نے انہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے کہا ہے کہ آپ اس کے متعلق ابھی پتا کریں اور جتنا جلد possible ہو آپ اس کی قیمت کا پتا کروا کر دیں ہم procedural معاملات میں نہیں پڑیں گے اور انشاء اللہ اسے بہت جلد install کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! ایک منٹ پلیز! ڈھکو صاحب! آپ بھی تشریف رکھئے گا۔رانا صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ممبران کی ایک بات تو ٹھیک ہے کہ ہاؤس میں جو داخل ہو وہ چاہے ادھر آ کر حاضری نہ لگائے لیکن یہاں جو Chair پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ ان کو indicate کر دیں تاکہ ان کی حاضری خود لگائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی درست ہے لیکن میں اس میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ غالباً میرے چھوٹے بھائی نور خان نیازی نے بات کی ہے کہ کہاں پر پابندی ہے کہ آپ حاضری لگائیں اور اس کے بعد ہاؤس میں ضرور بیٹھیں؟ یقیناً rules میں اس قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے لیکن وہ پابندی اس لئے ہے کہ rules and laws یہ expect ہی نہیں کرتے کہ ایک ممبر ہاؤس میں آئے اور پھر وہ ہاؤس میں contribute نہ کرے اور صرف حاضری لگا کر چلا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو کردار کے خلاف ہے۔فوزیہ بہرام صاحبہ! پہلے نوانی صاحب بات کر لیں ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔جی، نوانی صاحب!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے آپ کا نام بھی لکھ لیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا نام ہی لکھا جاتا ہے لیکن مجھے ہر روز محروم رکھا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو محروم نہیں کرتے۔تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ طریقہ انتہائی غلط ہے کہ آپ لوگ بات کر کے چاہتے ہیں کہ Chair آپ کو ٹائم دے دے، جو ٹائم لکھا ہے اسی پر ہی ملے گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی تصدیق کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے پہلے ایک بات کی کہ اگر کوئی غلط حاضری لگاتا ہے تو ہم قطعاً اس بات کو support نہیں کرتے لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں اس طریق کار پر objection ہے کہ جہاں ہم نے آ کر ہاؤس میں بیٹھنا ہے اور اپنے اپنے علاقے اور عوام کی نمائندگی کرنی ہے۔ہم یہاں پہلے آپ کے کلرک کے سامنے آ کر اپنی حاضری لگائیں۔ انہوں نے ایک بہت خوبصورت طریقہ بتایا کہ قومی اسمبلی میں کلرک موجود ہیں جب ممبران

ایوان میں enter ہوتے ہیں تو انہیں این اے نمبر یاد ہوتا ہے یا وہ پوچھ لیتے ہیں اور وہ ان کے نام لکھ لیتے ہیں۔کوئی بھی ایم پی اے یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی غلط بات ہو اور وہ غلط کرے۔انہوں نے دوسری بات پاکستان بچانے کی کی ہے۔انہوں نے حاضری کے متعلق نہیں کہا کہ حاضری لگے گی تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہیں اپنی explanation خود کرنے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کی کہ ہم اپنی بہترین کارکردگی اور نمائندگی سے اس ملک اور صوبے کو بہترین سمت دیں گے جس سے ملک بہتری کی طرف جائے گا اور صوبہ بھی۔ہمیں رجسٹر کے اس طریق کار پر objection ہے۔ہم کہتے ہیں کہ آپ آج ہی کہیں کہ ہم ٹی اے / ڈی اے نہیں دیتے اور اسے ختم کر دیں otherwise انہوں نے جو طریقہ بتایا ہے کہ ایک کلرک ادھر بیٹھ جائے اور ایک دوسری طرف بیٹھ جائے۔جب ہم کبھی بھی کسی function میں جاتے ہیں تو وہ ہمارا پی پی لکھ لیتے ہیں، نام لکھ لیتے ہیں۔یہاں پر بھی جب ہم enter ہوتے ہیں تو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لوگ کھڑے ہوتے ہیں جو ہمارا پی پی اور نام لکھتے جاتے ہیں۔اگر mechanical طریق کار میں کوئی دقت ہے تو آپ دو آدمیوں کی یہاں ڈیوٹی لگا دیں وہ نام اور پی پی لکھتے جائیں گے اور automatic حاضری لگتی جائے گی۔

جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو دوسری بات فرمائی کہ یہاں بیٹھنے کی پابندی نہیں ہے میں اس سلسلے میں کہنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی ایم پی اے اتنا سفر کر کے گھر سے آتا ہے تو وہ ہاؤس میں contribute کرنے کے لئے اور نمائندگی کرنے کے لئے آتا ہے۔چونکہ ہمارے علاقے کے لوگ اپنے کاموں کے لئے یہاں آتے ہیں تو ہمیں ان کا بھی احساس ہوتا ہے اور ہم نے ان کے کاموں کے لئے بھی جانا ہوتا ہے۔میں نے کوئی ایم پی اے نہیں دیکھا اگر وہ ہاؤس میں نہ ہو تو وہ کسی دفتر میں موجود ہو گا وہ اپنے عوام کے مسائل کے لئے دفاتر میں جاتا ہے۔یہاں دوسری بہت اہم بات ہوئی ہے کہ کورم پورا نہ ہونے کی وجوہات کا پتا چلایا جائے جو سب سے اہم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ اس کی تحقیق کی جائے کہ کورم پورا نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حاضری اس کی وجہ نہیں ہے اگر اس کی وجوہات کا پتا چل جائے تو میرے خیال میں اس سے بہت زیادہ بہتری ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک طریق کار کا تعلق ہے کہ سیکرٹری صاحب اس بات کو mark کریں یا ان سے کوئی نیچے کا آفیسر mark کرے وہ تو آپ اپنے office میں decide کر لیں گے۔ اس پر تو جو بات ہوئی ہے اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔باقی جو نوانی صاحب نے فرمایا ہے کہ کورم پورا نہ ہونے کی وجوہات تلاش کی جائیں۔میں نوانی صاحب کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ وجوہات بھی تلاش کر لی ہیں آج صبح ان پر بات ہوئی ہے اور possibility ہے کہ شاید آنے والے دنوں میں اس وجہ کا بھی تدارک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حاضری کے معاملے کی کوئی اور بہتری آئی ہو یا نہ آئی ہو لیکن آپ اس کا بابرکت ہونا دیکھیں کہ آخر میں بھی دو اڑھائی سال سے اپنے بھائی مستی خیل اور نوانی صاحب کو بھی deal کر رہا ہوں اور ان سے مل رہا ہوں، ان سے باتیں کر رہا ہوں لیکن آج اس کی وجہ سے مستی خیل کی باتوں کی نوانی صاحب کو سمجھ آ گئی ہے۔(قہقہے)

اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کی باتوں کو سمجھیں اس سے ہمارا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں کسی عہدے کا candidate ہوں، ان تین سالوں میں کسی آدمی کو کہا ہے اور نہ ہی میں نے وزیر اعلیٰ سے بات کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے یہ بات نہیں کی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ وجوہات نہیں ہیں کہ میں وزیر نہیں بنا۔وجوہات یہ ہیں کہ عوام کے جائز مسائل حل کرنے میں عوامی نمائندوں کو تکلیف آ رہی ہے۔اصل وجہ یہ ہے۔کیا دو بندے منسٹر بن جائیں تو مسائل حل ہو جائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! point of explanation

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! رجسٹر یہاں سے اٹھوائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: This is no way: ذرا تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نوانی صاحب غلط سمجھے ہیں، میں نے بالکل یہ بات نہیں کی، میں نے cabinet induction کی بات نہیں کی بلکہ جن مسائل کی یہ بات کر

رہے ہیں میں نے وہی بات کی اس سلسلے میں اس سے پہلے بھی معاملات ہوتے رہے ہیں اور آج صبح بھی بات ہوئی آپ بھی وہاں موجود تھے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** پہلی بات تو یہ ہے کہ معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ میں نام لکھتا جارہا ہوں۔مستی خیل صاحب! آج کے ایجنڈے پر ضروری اشیاء کی مہنگائی پر بحث رکھی ہوئی ہے اور جتنے معزز ممبران ٹائم مانگتے جارہے ہیں میں سب کو ٹائم دے رہا ہوں۔رانا صاحب! میرے خیال میں اب بحث تو ہو ہی گئی ہے اور یہ بحث چل رہی ہے۔فوزیہ بہرام صاحبہ! میں نے آپ سے پہلے نگہت ناصر شیخ صاحبہ کو floor دیا ہوا تھا وہ بات کر لیں پھر آپ بات کر لیں۔چونکہ مستی خیل صاحب کا نام آیا ہے اس لئے یہ دوبارہ بات کر لیں۔ایک issue چل رہا ہے اس لئے یہ پہلے بات کر لیں۔مستی خیل صاحب! ذرا مختصر بات کرنا، آپ کی مہربانی۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب بڑے زیرک اور ٹھنڈے مزاج کے آدمی ہیں۔میں آپ کی وساطت سے ان سے عرض کروں گا کہ رانا صاحب! میرے اور سعید اکبر نوانی صاحب کے درمیان پاکستان کی بہتری، solidarity, rule of law, supremacy of constitution اور غریبوں کے مسائل کے حوالے سے understanding موجود ہے۔دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ نے اپنے House کا جو جنگ تماشا کروایا ہے یہ مناسب نہیں ہے۔اس معاملے کو آپ سپیکر چیمبر میں طے کر سکتے تھے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** مستی خیل صاحب! میں آپ کو ایک بات بتا دوں، یہ بات میں بالکل ذمہ داری کے ساتھ کر رہا ہوں کہ کورم پورا کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہ میرا فرض نہیں ہے۔میرا فرض House کو اچھے طریقے سے چلانا ہے اگر کورم نہیں ہوتا تو میں House کو ختم کر دیتا ہوں۔یہ حاضری والا فیصلہ میں نے خود کیا ہے، رانا ثناء اللہ صاحب نے اس کو acknowledge کیا اور انہوں نے اس میں میری مدد بھی کی ہے کیونکہ اس Chair کا احترام پورا House کراتا ہے۔ہم نے یہ ایک کاوش کی ہے، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اب یہ hard and fast rule بن گیا ہے کہ صرف یہاں House میں آ کر ہی حاضری شیٹ پر دستخط ہوں گے۔اس کو ہم بہتر کریں گے اور جب تک biometric system نہیں آتا اس وقت تک اس کو کسی بہتر انداز سے چلایا جا سکتا ہے۔ابھی میں اپنے سیکرٹری صاحب سے بات کر رہا تھا، کل سے ہم کوئی ایسا سسٹم کر لیں گے کہ جو ممبر یہاں سے داخل ہوگا اس کے بارے میں گیٹ پر کھڑا ہونے والا ملازم حافظ شفیق صاحب، جن کے پاس یہ حاضری لگ رہی ہے کو بتائے گا کہ فلاں

ممبر صاحب House میں داخل ہو گئے ہیں اور اس طرح وہ یہاں پر خود ہی اُن کی حاضری لگاتے رہیں گے اور جس وقت اجلاس ختم ہو گا تو یہ رجسٹر close ہو جائے گا۔ ہم نے اپنے معزز ممبران کی عزت میں کمی نہیں کرنی لیکن اُن ممبران کو بھی خیال کرنا چاہئے کہ جن کی آج تک proxy لگتی رہی ہے۔ میں ایک ایسی فہرست بھی تیار کرا رہا ہوں کہ جو لوگ یہاں پر نہیں آئے، جن کے بارے میں پتا ہے کہ وہ نہیں آئے لیکن ان کی پوری پوری حاضریاں لگی ہوئی ہیں۔ اس کا کیا جواز ہے؟ یہ قوم کا پیسا ہے جو ٹیکسوں کے ذریعے collect ہوتا ہے اور ہم سب اس کے لئے جواب دہ ہیں۔ جب ایک بات اچھائی کی طرف جا رہی ہے تو ہمیں اس کو resist نہیں کرنا چاہئے۔ آپ کی عزت میں کمی نہیں آنی چاہئے، اس بات کا Chair نے خیال رکھنا ہے کیونکہ میں آپ کا Custodian ہوں۔ اگر آپ کو یہ چیز بُری لگی ہے، یہاں House کے اندر آ کر دستخط کرنے میں آپ کو مسئلہ ہے تو حافظ شفیق صاحب بیٹھے ہیں ان کو House میں داخل ہونے والے معزز ممبران کے بارے میں بتایا جائے گا اور وہ یہاں پر ان کی حاضری خود ہی لگا لیا کریں گے۔ جب یہ اجلاس ختم ہو گا، جب sitting of the Assembly ختم ہو گی تو اسی وقت یہ رجسٹر close کر دیا جائے گا۔ اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے؟

**معزز ممبران:** نہیں ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** تو بس ٹھیک ہے۔ ہم یہ شروع کر دیتے ہیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

**جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:** جناب سپیکر! میرے بارے میں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ مستی خیل کا blood pressure high ہو گیا ہے۔ یہ الفاظ واپس لئے جائیں۔[*********]

**جناب قائم مقام سپیکر:** مستی خیل صاحب! خدا کا خوف کریں، ایسا بالکل نہیں ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں مستی خیل صاحب کی اس بات پر سخت اعتراض کرتا ہوں۔ میں بھرپور انداز سے اس بات کو مسترد کرتا ہوں۔ آپ کے ذہن میں کوئی ایسی intention ہو ہی نہیں سکتی جبکہ آپ کا تعلق وکلاء برادری، عدلیہ، بار اور bench سے ہے۔ میرا خود اپنا background بھی ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم اس قسم کی کوئی بات سوچ بھی سکیں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** میں یہ کہوں گا کہ .This was in very bad taste یہ ٹھیک ہے کہ ہر ایک کو اپنی اپنی رنجشیں ہوتی ہیں لیکن اس طرح کی بات کرنا مناسب نہیں تھا۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی والی بات ہے۔ بات کرنے کے بعد مستی خیل صاحب ہاؤس سے باہر چلے گئے ہیں۔ یہ تو ہم سب کے لئے ایک اور مسئلہ بن جائے گا۔ یہ باہر کیا news جائے گی؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں مستی خیل صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! میں بڑی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر تو کسی اور مسئلے کے لئے مانگ رہی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ senior parliamentarians ہیں، جب وہ بات کرتے ہیں تو ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے میں یہ کہتی ہوں کہ کچھ ایسے ممبران بھی ہیں جو کہ آتے ہیں، کھڑے ہوتے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے اور پھر دوسروں کی بات سنے بغیر چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک غلط طریقہ ہے۔ آپ نے ممبران کو House کے اندر حاضری لگانے کا کہا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ ممبران کو اس پر اعتراض ہے لیکن ہم اپنے دستخط کرنے وہاں پر بھی تو جاتے تھے اگر ہم یہاں دستخط کر لیں گے تو اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ نے اس کا بڑا اچھا حل بتا دیا ہے لہذا اب اس بات کو یہیں پر ختم کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں جس کا اس House میں پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ ہماری تحاریک اور قرار دادوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 561 تھی۔ یہ پچھلے اجلاس کی تھی، ایجنڈے پر آئی لیکن اُس دن چونکہ بحث تھی اور یہ topic زیر بحث تھا اس لئے یہ پڑھی نہ جا سکی۔ اس کے بعد میں نے ایک اور تحریک جمع کرائی جو اس سے totally مختلف تھی لیکن اس کو یہ کہہ کر disallow کر دیا گیا کہ یہ repeat topic ہے اور میری اس پہلے والی تحریک کا reference دیا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ آج House میں میری وہی تحریک پڑھی گئی ہے۔ وہی تحریک کہ جس کو repeat topic کہا گیا تھا وہ کسی اور ممبر نے پڑھ دی ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گی کہ ان باتوں کا نوٹس لیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ ادھر ہی رُک جائیں۔ وہ دونوں تحریکیں اور جو پڑھی گئی ہے وہ میرے پاس لے کر آئیں۔ جس افسر یا اہلکار نے یہ کیا ہے میں اس کے خلاف بالکل کارروائی کروں گا۔ آپ یہ تحریکیں میرے پاس لے کر آئیں۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایک اور اہم مسئلہ کے بارے میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں صرف دو منٹ میں اپنی بات ختم کرلوں گی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** میری سارے معزز ممبران سے ایک اور بھی گزارش ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ بہتری لانی ہے اور House کو احسن انداز سے چلانا ہے تو پھر آپ کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ تین تین، چار چار چیزیں point out نہیں کر سکتے۔ پوائنٹ آف آرڈر تو ایک specific point کے بارے میں ہوتا ہے۔ اس میں ایک specific بات کی جاتی ہے۔ اس وقت آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو تھوڑی دیر بعد دوبارہ floor دے دوں گا۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** جناب سپیکر! آپ تو پوائنٹ آف آرڈر پر لمبی لمبی تقریریں بھی سُن رہے ہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** دیکھیں! میری بات سنیں۔ مجھے اس بات پر بھی بہت زیادہ افسوس ہے کہ اب ہمارے معزز ممبران کوشش کرتے ہیں کہ کھڑے ہو کر زور لگا کر اپنی بات کو منوا لیں۔ اس ہاؤس کا decorum آپ لوگوں نے بنانا ہے، اس ہاؤس کو ہم سب نے مل کر چلانا ہے اس طرح پھر ہاؤس کی کارروائی میں بہتری نہیں آئے گی۔ اگر میں نے آپ کو کہہ دیا ہے تو آپ تشریف رکھیں، میں تھوڑی دیر بعد آپ کو پھر floor دے دوں گا۔

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** چلیں، ٹھیک ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

**محترمہ فوزیہ بہرام:** جناب سپیکر! میں نے یہاں حاضری رجسٹر پر دستخط تو نہیں کئے لیکن ہاؤس میں اس سے متعلق کافی باتیں ہوئی ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے جس سسٹم کے بارے میں کہا ہے اس کو install کرنے میں کافی وقت لگے گا۔ اگر گیٹ پر بیٹھے ہوئے ملازم حاضری لگاتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک better way ہے۔ میں ایک old parliamentarian ہوں اور اس وقت 253 ممبران سے senior ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ انتہائی بُری اور تضحیک کی بات ہے کہ جب ہم ہاؤس میں آئیں تو یہاں پر ہاؤس کے اندر حاضری لگائیں۔ کیا ہم کوئی پرائمری کلاس کے students ہیں؟ میں

کہوں گی کہ اس کے لئے ایک proper way adopt کیا جانا چاہئے۔ میری ایک بہن نے ابھی اس کو appreciate کیا ہے. Perhaps she does not know میں سمجھتی ہوں کہ ہر ایک کا اپنا opinion ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آج مہنگائی کے حوالے سے بحث رکھی ہوئی ہے تو میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ چھوٹے اضلاع میں مہنگائی کمیٹیاں، price control کمیٹیاں بالکل ناکارہ ہو چکی ہیں۔ میں ایک دن چکوال کے چھپڑ بازار میں خود گئی ہوں، وہاں ایک دکان پر جس بھاؤ میں سبزیاں مل رہی تھیں اس سے اگلی دکان پر کسی اور بھاؤ میں فروخت ہو رہی تھیں۔ اسی طرح تیسری دکان میں سبزیوں کے نرخ ان دونوں سے مختلف تھے۔ میں صرف مہنگائی check کرنے کے لئے وہاں گئی تھی اور میں نے سنجیدگی سے نوٹس لیا کہ وہاں دکانوں پر ڈی۔ سی۔ او کی طرف سے جاری کردہ نرخ نامہ تو موجود تھا لیکن دکاندار مرضی اپنی کر رہے تھے۔ جب تک آپ ان کمیٹیوں کو فعال نہیں کرتے، ان کمیٹیوں میں فعال ممبر نہیں ڈالتے اور ان کمیٹیوں کے اندر سے پارٹی بازی کو نہیں نکالتے تو اس وقت تک یہ معاملات درست نہیں ہو سکتے۔ میں کہتی ہوں کہ جو لوگ national spirit میں کام کرنا چاہتے ہیں انہیں ان کمیٹیوں میں ڈالا جائے تاکہ اس مہنگائی کا سدباب ہو سکے کیونکہ جو پیاز لاہور میں -/30 روپے کلو مل رہا ہے وہ پیاز چکوال میں -/70 روپے کلو نہیں ہو سکتا۔ حکومت کو اس جانب سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ متعلقہ اضلاع کے ڈی۔ سی او صاحبان کو خبردار کرنا چاہئے

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی ممبر یہاں ہاؤس میں بات کرتا ہے تو اس کا نوٹس لینا چاہئے ابھی ناظم شاہ صاحب نے کہا کہ "نشستن، گفتن، برخاستن" اُن کی یہ بات بالکل میرے دل کو لگی ہے۔ کل نوانی صاحب نے جو بات کی تھی میں اس کو بھی appreciate کرتی ہوں کہ رجسٹر یہاں پر رکھنا اور اس طریقے کے ساتھ جانا جس کو اچھا لگتا ہو وہ جائے لیکن It is ridicules میں جتنے دن اسمبلی نہیں آتی ان دنوں کی میں اپنی غیر حاضری کا نوٹس بھیجتی ہوں اور میں بہت سے ایسے معزز ممبران کو جانتی ہوں جو دس دس، پندرہ پندرہ ممبران کی حاضریاں لگا دیتے ہیں ایسا کر کے وہ بھی غلط کرتے ہیں کیونکہ یہ قوم کا پیسہ ہے تو روزِ قیامت جب ساڑھے بارہ کروڑ عوام کا ہاتھ گریبان پر ہو گا تو وہ جواب نہ دے سکیں گے۔ دوسرے ممبران کی حاضریاں لگانے والے ممبران یہ نہیں سمجھ سکتے کہ وہ کتنی بڑی مذہبی غلطی بھی کر رہے ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ better way ہے کہ ہاؤس کے تمام دروازوں پر ایک آدمی ہو وہ ہاؤس میں داخل ہونے والے معزز ممبر کی حاضری لگا دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! کھاریاں شہر میرا حلقہ انتخاب ہے جس کے بارے میں صبح تحریک التوائے کار نمبری 776/2010 پیش ہوئی اور اس کا جواب آیا کہ منڈی مویشیاں کھاریاں غیر قانونی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اُس غیر قانونی منڈی میں گجرات کے معروف بھتہ خور گن پوائنٹ پر آج بھی فی دودھیہ جانور -/2000 روپے اور فی گوشت دینے والے جانور کا -/1000 روپے جگا ٹیکس وصول کر رہے ہیں لہذا اس غیر قانونی کام کو رکوایا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! اس معاملے پر already لاء منسٹر صاحب نے بات کر دی ہے۔ اب رانا تنویر ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! یہاں پر ڈاکٹر زمر د یاسمین صاحبہ کی گاڑی کی بات ہو رہی تھی کہ اُس کو نقصان پہنچا لیکن شیخ علاؤالدین صاحب نے گاڑیوں کے premium کی بات کر دی تو میں سمجھتا ہوں کہ سر درد کا علاج بخار کی دوائی سے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس سے میں disagree کرتا ہوں۔ جس واقعہ میں ڈاکٹر زمر د یاسمین کی گاڑی کو نقصان پہنچا تو پولیس اور سکیورٹی نے proper role play نہیں کیا، اُس دن یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس کالجوں میں بورڈ آف گورنرز کے قیام کے خلاف احتجاج کر رہے تھے تو اگر پولیس اپنی ذمہ داری پوری کرتی تو وہ سٹوڈنٹس اسمبلی کے گیٹ تک نہیں پہنچ سکتے تھے اور بعد میں ہم نے دیکھا کہ جب پولیس کے ایک ڈی ایس پی نے اپنی فورس کو اکٹھا کیا تو پھر وہ سٹوڈنٹس بھاگ گئے اس لئے میں شیخ صاحب کی premium والی بات سے disagree کرتا ہوں۔ یہاں پر میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ آج رحیم یار خان میں دانش سکول کا افتتاح ہو رہا ہے وہ بہت اچھی بات ہے، میں اُسے غریبوں کا ایچی سن سکول کہوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پنجاب اور خصوصاً جنوبی پنجاب میں ایک انقلاب آئے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے معزز ممبران کی حاضری کا رجسٹر ایوان کے اندر رکھوایا ہے یہ بڑی اچھی بات ہے اور آپ حاضری کے حوالے سے جو بھی system introduce کریں گے وہ ہم سب کے لئے بہتری کا باعث بنے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی۔36، سرگودھا میں 2001 سے 2010 تک جتنے بھی سکول بنے ہیں آج تک کسی سکول کی SNE جاری نہیں کی گئی وہاں پر کلاسوں کا اجراء نہیں کیا گیا اور وہاں پر سٹاف بھی مہیا نہیں کیا گیا تو حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے لہذا 2001 سے 2010 تک پی پی۔36، سرگودھا میں جتنے سکول بنے ہیں سب کی SNE جاری کر کے وہاں پر سٹاف مہیا کیا جائے اور اُن کی تنخواہوں کے لئے فنڈز دیئے جائیں تاکہ وہاں پر کلاسوں کا اجراء ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ تحصیل سلانوالی ایک brackish area ہے جہاں پر واٹر سپلائی سکیم اور نہری پانی کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے تو اس حوالے سے وزیر آبپاشی صاحب سے میری گزارش ہو گی اور یہاں پر اس وقت سیکرٹری پنجاب ہیلتھ انجینئرنگ بھی موجود ہیں اُن سے میری یہ گزارش ہے کہ واٹر سپلائی سکیموں کے لئے خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک آپ نے مہنگائی کنٹرول کرنے کے حوالے سے اس معزز ایوان میں آج بحث کا آغاز کیا ہے تو آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر ہر روز پریس کانفرنسیں سننے میں ملتی ہیں اور ہر روز لوگ میڈیا پر آ کر یہ باتیں کرتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ مہنگائی کنٹرول نہیں کر رہی، غریب آدمی کو کوئی incentive نہیں دیا جا رہا تو آپ کے علم میں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے نام پر بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام شروع کیا ہوا ہے ہر دیہات، ہر گلی اور ہر محلے میں اُس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے حوالے سے جہاں تک پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے میری یہ گزارش ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے جو develop mechanism کیا گیا تھا تو 2001 میں جب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا devolution plan آیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! آج مہنگائی پر بحث کا ٹائم تھا لیکن معزز ممبران نے اس سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر اتنا زیادہ بولنا شروع کر دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو موقع دیں کہ وہ اس پر بات کر لیں اور اُس کے بعد سارے معزز ممبران باری باری اس پر بحث کر لیں گے۔

# سرکاری کارروائی

## بحث

## اشیاء ضروریہ کی قیمتوں کی ہوشربا گرانی پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: آج ایجنڈا پر چونکہ ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث رکھی ہوئی ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس پر بحث کا آغاز کریں۔ میرے پاس معزز ممبران کی لسٹ already موجود ہے اس کے علاوہ جو دوست اس بحث میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے نام بھیجتے جائیں پھر ہم اُن کو باری کے حساب سے بلاتے جائیں گے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری خوراک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ معزز ممبران جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں مہنگائی ہر دم بڑھتی جارہی ہے اور رُکنے کا کوئی نام نہیں لیتی۔ اس کے عوامل انٹرنیشل مارکیٹ کے اندر prices کا بڑھنا ایک ثانوی سی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں مقامی طور پر productivity کافی حد تک مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اگر productive activities بڑھ جائیں گی تو مہنگائی بھی کنٹرول میں آ جائے گی۔ حکومت بہت سے شعبوں میں عوام کو relief دینے کے لئے خاص طور پر خوراک کی چیزوں کو subsidize کرتی ہے لیکن میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا حل نہیں ہے جب تک ہمارے پورے ملک میں پیداواری صلاحیت میں اضافہ نہیں ہوتا تب تک شاید مہنگائی کا یہ جن ہمارے قابو میں نہیں آئے گا۔ ابھی پچھلے دنوں میں چائنا کی ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا اُس میں یہ تھا کہ چائنا نے جتنی productivity increase کی ہے اُتنی کسی اور ملک نے بھی productivity increase نہیں کی۔ اُس کے بعد انڈیا، تائیوان یا دوسرے ممالک آتے ہیں اور اُس میں پاکستان شاید تیسویں چالیسویں نمبر پر بھی نہیں آتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ productivity میں بہت کمی ہے اور اُس کے عوامل کیا ہیں ایک تو ہمارے پاس بجلی نہیں ہے جس کی وجہ سے صنعتیں تقریباً بند ہو چکی ہیں اور سوئی گیس بھی ناپید ہے جس کی وجہ سے ہماری انڈسٹری کو بہت بڑا دھچکا لگا ہے جس سے ہماری productivity تم ہو کر رہ گئی ہے اور خاص طور پر انڈسٹری بحران کا شکار ہے۔ اس کے اور بھی بہت سے عوامل ہوں گے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب اور اُن کی پوری ٹیم نے اس حوالے سے جو steps اُٹھائے ہیں میں اُن پر تو اطمینان کا اظہار کرتا ہوں لیکن ان steps کے field کے اندر جو اثرات ہونے چاہیئں وہ اس طرح نہیں ہوتے شاید اس کے اندر بیوروکریسی کا بھی کچھ نہ

کچھ دخل ضرور ہوگا۔ خاص طور پر کمشنر حضرات اور ڈی سی اوز کو جو اختیارات دیئے گئے کہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں بنائیں تو ڈی سی اوز نے اپنے اپنے اضلاع میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں بنائیں جن کے اندر official members 12/12 اور non official members 10/10 ہیں۔ یہ لوگ اپنا کام تو کرتے ہیں لیکن ہمیں فیلڈ کے اندر اُس طرح کے اثرات نظر نہیں آتے جیسے کہ ہونے چاہئیں۔ میں چاہوں گا کہ اس حوالے سے ہمارے پاس جو باتیں پہنچی ہیں اُن کے ساتھ ساتھ معزز ممبران بھی اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کریں اور اس میں ہمیں جو جو weak points نظر آئیں گے انشاء اللہ اُن پر مثبت اقدامات اُٹھائے جائیں گے۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ معزز ممبران کو دعوت دیجئے کہ وہ مہنگائی کے عنوان کے اوپر اپنی اپنی تجاویز کے ساتھ بات کریں۔ شکریہ

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب اپوزیشن کی طرف سے جناب محمد محسن خان لغاری صاحب open کریں گے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے پارلیمانی سیکرٹری نے جب بحث کا آغاز کیا تو انھوں نے اس چیز کو تسلیم کیا، مجھے تو یہی سمجھ لگی ہے کہ یہ admittance of the failure of Government to do anything about this جب انھوں نے کہا کہ D.C.Os نے پرائس کنٹرول کمیٹیاں بنائیں جن میں official 12 اور non-official 12 رکھے گئے جن کا کام یہ تھا کہ وہ اس چیز کو دیکھیں کہ اشیاء کی قیمتیں کنٹرول میں رہیں۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری نے یہ بھی کہا کہ بجلی اور سوئی گیس نہ ہونے کی وجہ سے ہماری productivity low ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہمارے یہاں پر مہنگائی ہو رہی ہے۔ میں ان کی یہاں پر تھوڑی سی یہ تصحیح کر دوں کہ ہماری essential food items کی production میں کمی نہیں ہوئی۔ ہماری food items کی price inflation over 60 percent ہے اور ہماری basic commodities اور essential needs کی price میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ ہم تھوڑا سا جذبات سے ہٹ کر اگر اسے حقائق کے مطابق دیکھنے کی کوشش کریں تو price hike اس وقت ہوتی ہیں جب آپ کے روپے کی قدر کم ہوتی ہے۔ ہماری حکومت بے تحاشا نوٹ چھاپ رہی ہے جس کی وجہ سے ہمارے نوٹوں کی قدر نہیں ہے۔ میں نے جب اس پر تھوڑی سی research کی تو یہ دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی کہ پچھلے 33 مہینوں کے اندر جب سے یہ حکومت آئی ہے اس دوران ہماری money circulation 55 percent increase ہو گئی ہے۔ اگر پہلے -/100 روپے in circulation تھے تو آج

155/- روپےcirculate کر رہے ہیں۔اس طرح 55 percent increase in money circulation ہے۔اس طرح ہمارا national debt جس حساب سے بڑھ رہا ہےاس حساب سے ہمارے revenuesاور expenditures کے درمیان gap کو fill کرنے کے لئے ہماری حکومت نوٹ چھاپ رہی ہے، جب وہ نوٹ چھپ رہے ہیں تو ان نوٹوں کی قدر کم ہو رہی ہے۔آپ نے یا کسی دوسرے بھائی نے نشاندہی کی کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام یا حکومت پنجاب کا جو 1000/- روپے دینے والا پروگرام تھا اس سے مہنگائی کم نہیں ہوئی بلکہ اس سے مہنگائی بڑھی ہے۔آپ کسی کو پیسے دے دیں اور کہیں کہ اس سے مہنگائی کم ہو جائے گی تو نہیں ہو گی۔اس کے لئے حکومت کو ایسی policies بنانی پڑتی ہیں کہ ان کو کس طرح check کیا جائے۔یہ حکومت کا کام ہے اور حکومت کا بنیادی کام بھی یہی ہے کہ governance ہے۔ہم پچھلے کئی سالوں سے بتدریج دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کا governance کرنے کا style آہستہ آہستہ disinterested ہوتا جا رہا ہے۔گورنمنٹ دلچسپی نہیں لے رہی۔ہم کوئی ایسی policies نہیں بنا رہے کہ جن کا اس ملک کی economy پر long term positive affect ہو اور جن کی وجہ سے ہماری productivity بھی بڑھے اور price hike بھی کم ہو۔میں کہتا ہوں کہ ایک چیز جو آج 10/- روپے کی ہے کل 1000/- روپے کی ہو جائے لیکن اگر آپ کے پاس اس کو خریدنے کے لئے قوت خرید ہے تو مہنگائی نہیں ہے۔ہم یہاں جا کر میکڈونلڈ کا برگر کھاتے ہیں تو ہمیں وہ 200/- روپے میں ملتا ہے اور جب ہم ولایت میں جا کر کھاتے ہیں تو ہمیں وہ پانچ پاؤنڈ کا ملتا ہے اور لوگ وہ خرید رہے ہیں۔یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ہماری حکومت نے ایسی policies بنانی ہیں کہ جن میں لوگوں کے پاس آمدنی کے ذرائع ہوں گے اور ان کی آمدنی ہو گی تو وہ ہر چیز خرید سکیں گے۔اس طرح مہنگائی کا یہ جن ہمارے تابع ہو گا۔اس کا جواب قیمتیں کم ہونا نہیں ہے بلکہ قوت خرید ہونا اس کا جواب ہے۔ہمارے پارلیمانی سیکرٹری نے کہا کہ بجلی اور سوئی گیس کی وجہ سے کام نہیں چل رہا۔اس کے علاوہ یہ fashion بن چکا ہے کہ پچھلے دور حکومت پر تنقید کی جاتی ہے کہ ان کی policies کی وجہ سے بجلی کی پیداوار میں اضافہ نہیں ہوا۔میں تھوڑی سی تاریخ آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ 1999 میں جس وقت پچھلا دور حکومت شروع ہوا تھا تو اس وقت ملک کے اندر بجلی کی پیداوار ہماری demand سے زیادہ تھی اور IPP سے ہم مہنگی بجلی خرید رہے تھے اور ہمیں اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہم نے ان کی capacity کے اوپر پیسا دینا تھا اس لئے اس وقت consider ہو رہا تھا کہ ہم بجلی اپنے ہمسایہ ملک بھارت کو بیچنا شروع کریں کیونکہ ہماری production capacity اتنی زیادہ ہے اور ہم نے ان کو

capacity کے اوپر پیسے دینے ہیں تو ہم IPP سے مہنگی بجلی خرید کر باہر بیچ دیں کہ شاید ہمارے پاس کچھ پیسے آ جائیں۔ اس میں ہوا یہ کہ پچھلے دور حکومت میں stability کی وجہ سے ہماری industrial output اور GDP نے جو ترقی کی وہ unprecedented ہے۔ ہمارے کوئی بھائی اگر ٹیکسٹائل انڈسٹری سے وابستہ ہیں تو وہ جانتے ہوں گے کہ اس انڈسٹری میں spindle کی installed base double ہو گئی ہے تو ہماری ضروریات بڑھ گئیں۔ ہماری جب ضروریات بڑھ گئیں تو ہمارے energy کے resources ان کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں تھے۔ اس کے علاوہ energy بنانے کے لئے power generation ایسی چیز نہیں کہ آپ پرچون کی دکان سے جا کر اٹھا لائیں۔ ان منصوبوں کے gestation periods ہیں۔ ان کو بننے پر وقت لگتا ہے۔ ہمارے موجودہ وزیراعظم بار بار جا کر جن منصوبوں کا افتتاح کر رہے ہیں یہ وہ منصوبے ہیں جو کہ پچھلے دور حکومت میں شروع ہوئے تھے۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! قائد حزب اختلاف آ گئے ہیں۔ میں نے ان کا وقت آپ کو دیا تھا otherwise باقی ممبران کے لئے پانچ منٹ کی restriction ہے۔

چودھری صاحب! آپ اس وقت موجود نہیں تھے تو میں نے لغاری صاحب کو floor دے دیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! بہت اچھا کیا تھا۔ میرے behalf پر جناب لغاری صاحب ہی ارشاد فرمائیں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً ایک ماہ پہلے جو اجلاس ہوا تھا تو اس میں price hike پر بڑی کھلی بحث ہوئی تھی اور تمام لوگوں نے حصہ لیا تھا۔ غالباً دو تین محکمے ایسے تھے جن کو wind up نہیں کیا گیا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ اگر تو wind up کرنے کے سلسلہ میں ہی دوبارہ اس موضوع پر بحث رکھ لی گئی ہے تو یہ ٹھیک ہے، otherwise ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں 17 تاریخ سے pre budget proposals کے متعلق طے ہوا تھا اور price hike پر debate نہیں رکھی گئی تھی۔ اس وقت لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے، میں ان کی عدم موجودگی میں بات کر رہا ہوں اگر موجود ہوتے تو ان کی موجودگی میں بھی یہ بات کرتا کہ جو debates ہوتی ہیں جیسا کہ Law and Order, Price hike, Health علیٰ ہذالقیاس اور بھی جتنے موضوعات ہیں اگر چند دن پہلے معزز ممبران کو پتا ہو تو ان میں participation زیادہ ہو جاتی اور preparation بھی ہو جاتی جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا۔ اس دفعہ یہ abruptly رکھ دی گئی ہے، ویسے بھی ایک ماہ کے اندر قیمتوں میں اضافہ ہی ہوا ہے کوئی فرق

نہیں پڑا کہ کم ہو گئی ہوں کہ ہم اس پر کوئی اچھی گفتگو کرنے کے لئے دوبارہ بلا لیں۔ میری استدعا یہ ہے کہ اگر آپ کے چیمبر کی طرف سے کوئی تبدیلی آتی ہے تو کم از کم دو دن پہلے بتا دیا جائے کہ ایک نئی بحث رکھی جا رہی ہے جس کے لئے میری تجویز ہے کہ معزز حکومتی اور اپوزیشن ممبران کو تیاری کے لئے اگر ٹائم مل جائے تو اس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔ میں نے یہی گزارش کرنی تھی اور میرے behalf پر آج لغاری صاحب بات کریں گے کیونکہ میں نے پچھلے اجلاس میں price hike پر اپنی contribution کر دی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران کو یہ بھی بتا دوں کہ یہ بحث کل بھی جاری رہے گی اس لئے ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے لہذا جن کے نام آج آئے ہیں وہ آج بات کر لیں گے جو باقی رہ جائیں وہ کل بات کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ یہاں ایک منسٹر تو بٹھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بٹھا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے لئے اگر یہاں پر حاضریاں لگانی ہیں تو منسٹروں کے لئے بھی یہاں پر حاضریاں لگوانا شروع کرائیں کیونکہ منسٹر صاحبان کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ ایک بھی منسٹر نہیں ہے اور آپ کے سامنے یہ سارے بنچ خالی پڑے ہوئے ہیں۔ یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل صحیح بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری بھی ایک ہی بیٹھے ہیں جو محکمہ خوراک کے ہیں ورنہ باقی کوئی بھی نہیں بیٹھے۔ حکومت کے مراعات یافتہ لوگوں کو شاید price hike سے فرق نہیں پڑتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب چونکہ حاضری کی بات ہو رہی ہے تو جس طرح میں نے پہلے بات کی تھی تو کل صبح سے حاضری انہی معزز ممبران کی لگے گی جو ہاؤس میں داخل ہوں گے۔ وہاں پر ہم لوگوں کو تعینات کر دیں گے اور وہ نام لے کر حافظ شفیق صاحب کو دے دیں گے اور یہاں پر وہ حاضری لگایا کریں گے لیکن جیسے ہی اُس دن کا اجلاس ختم ہو گا تو اس وقت وہ رجسٹر close ہو جایا کرے گا۔ یہ میں پورے ہاؤس یعنی دونوں اطراف والوں کو بتا رہا ہوں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم بات کر رہے تھے کہ پیسے کی قیمت کیوں گھٹتی ہے جس کی وجہ سے چیزیں مہنگی ہوتی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ جن چیزوں کا میں نے ذکر کیا تھا یہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتی ہیں اور وفاقی حکومت ہر وقت سب سے جو بڑا بہانہ بناتی ہے اور حکومت کے جو apologists ہیں وہ بھی اس کے لئے fuel کی price hike کی بات کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کو میں ایک بڑی مزیدار بات بتاؤں کہ میں ابھی انٹرنیٹ سے research کر کے آیا ہوں کہ مارچ 2008 میں جب موجودہ حکومت برسرِ اقتدار آئی تو oil کی قیمت اُس وقت 96 ڈالر فی بیرل تھی اور آج جنوری 2011 میں 91.27 ڈالر فی بیرل ہے it is a drop of about 5 percent یعنی تیل کی قیمتیں انٹرنیشنل مارکیٹ میں پانچ فیصد کم ہو چکی ہیں۔ اگر یہ بہانہ بنایا جائے کہ petroleum prices کی hike کی وجہ سے ہر چیز مہنگی ہو جاتی ہے تو وہ بہانہ بھی facts پر مبنی نہیں ہے۔ تیل کی قیمت مارچ 2008 سے لے کر اب تک پانچ فیصد کم ہوئی ہے اور اگر ہم اسی کا موازنہ باقی commodities سے کریں جس طرح ہر گھر کی ضرورت میں آٹا، گھی اور چینی آتی ہے یہ وہ چیزیں ہیں جو ایک غریب آدمی اور امیر دونوں نے کھانی ہیں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ ہمارے اس ملک میں food inflation کا بجلی یا گیس کی قیمت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوئی گیس بھی کوئی ساتھ لے کر نہیں چلا گیا کہ پچھلی حکومت ختم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ گیس اور بجلی بھی ہم اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ اصل بات resource management کی ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت دونوں resource management میں بہت کمزور ہیں۔ ہم اس وقت اپنی گندم کو سٹور کرنے کی بات کرتے ہیں تو میری research کے مطابق جس وقت آپ اپنی گندم open رکھتے ہیں تو آٹھ سے دس فیصد ضائع ہو جاتی ہے اور جس وقت ہم اسے نکالتے ہیں تو میرا نہیں خیال کہ ہماری ایسی کوئی پالیسی ہو گی کہ ہم پہلے عارضی سٹوروں سے گندم نکالیں اور بعد میں مستقل سٹوروں سے نکالیں کیونکہ وہاں پر گندم محفوظ رہتی ہے۔ ہماری منصوبہ بندی میں کمی کی وجہ سے یہ سارے factors آتے ہیں۔ ہمارے گھر میں میری بیوی کے ساتھ اس بات پر ذرا سی چپقلش رہتی ہے کہ گھر کا خرچہ کم کرو اس طرح نہیں چل سکتا اور وہ آگے سے مجھے یہی arguments دیتی ہے کہ میں کیا خرچہ کم کروں؟ میں نے کہا کہ "دال کھادی کرو، اوہ کہندی اے کہ دال دی قیمت دا پتا اے؟" اب دال اور پیاز بھی مہنگے ہو گئے ہیں۔ غریب آدمی پہلے کہتا تھا کہ "پیاز نال روٹی کھا لے گا" لیکن اب تو وہ بھی نہیں کھا سکتا۔ پرائس کنٹرول کمیٹیوں کا mechanism جو the writ of

Government ہے جو حکومت نے اپنا حکومت ہونے کا ثبوت دینا ہے، ہمارے اسی ہاؤس کے اندر یہ issues بھی discuss ہوئے ہیں کہ پانچ کلو کا pack پانچ کلو کا نہیں ہوتا جو ایک لیٹر کا دودھ ہے وہ پورا ایک لیٹر نہیں ہوتا۔ حکومت کسی چیز کو کہیں پر بھی کنٹرول نہیں کر پا رہی اور اس وقت حکومت ہمیں تمام معاملات میں بالکل بے بس نظر آتی ہے۔ حکومت اب کوئی پالیسی تو بنائے کیونکہ ہم بغیر پالیسیوں کے چل رہے ہیں۔ میں اس معزز ہاؤس کا ممبر ہوں اور میرا خیال ہے کہ کافی دلچسپی سے کام کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن میں پچھلے تین سال میں یہ determine نہیں کر سکا کہ اس حکومت کی ایجوکیشن پالیسی کیا ہے؟ دانش سکول کو بھی سب praise کر رہے ہیں۔ چلیں، اگر یہ ایک تحصیل میں 200 بچوں پر مشتمل سکول چلا بھی سکیں اور afford بھی کر سکیں تو باقی اُس تحصیل کے tens of thousands of children کی بہتری کے لئے ہم نے کیا سوچا ہے؟ مہربانی کر کے حکومت اس پر کوئی پالیسی بنائے کہ اگر ہم نے commodities import or export کرنی ہیں تو کس وقت کرنی ہیں اور اس کے لئے financing کہاں سے کرنی ہے؟ آج بھی پیاز اور ٹماٹر کی ہماری جنگ انڈیا کے ساتھ trade کی لگی ہوئی ہے کیونکہ ہم بغیر کسی پالیسی کے چل رہے ہیں۔ اس ساری مہنگائی کی وجہ حکومت کی lack of policy and lack of vision ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے ہاں essential commodities کی production کم ہو گئی ہے بلکہ ہمارے ہاں حکومت کی writ ختم ہو گئی ہے۔ میری یہی گزارش ہو گی کہ جب یہ اپنی winding up speech کریں تو مہربانی کر کے حکومت سے consult کر کے کریں کہ اس پر حکومت کی پالیسی کیا ہے؟ ہمیں وہ پالیسی دے دیں تو ہم انشاء اللہ اس کو پورا سال آپ کے ساتھ monitor کرانے میں آپ کی مدد کریں گے کہ حکومت کی اس اہم issue پر یہ policy statement تھی اور ہم اس کو کس طرح سے follow کر رہے ہیں اور کس حد تک ہم اس پالیسی کے ساتھ stick to کر رہے ہیں؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب میں باقی ممبران کے نام پکاروں گا جس طرح میرے پاس لسٹ آئی ہوئی ہے اور پانچ منٹ کا ٹائم ہے لیکن اس سے پہلے میں یہ بتا دوں کہ کل صبح point out ہوا تھا کہ حاضری رجسٹر میں آٹھ ممبر موجود تھے اور 37 ممبران کی حاضری لگی ہوئی تھی لہذا میں اسمبلی سیکرٹریٹ کے اوپر سپیشل سیکرٹری آفتاب مقبول جوئیہ کی سربراہی میں کمیٹی بنا دیتا ہوں جس میں حافظ شفیق ڈپٹی سیکرٹری قانون سازی اور غلام معین الدین چشتی اسسٹنٹ سیکرٹری شامل ہوں گے۔ یہ پورا

probe intoکر کے ذمہ داران کے نام ہمیں بتائیں گے اور ہم اُس پر کارروائی کریں گے۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

**جناب اعجاز احمد خان:** شکریہ۔ جناب سپیکر! آج مہنگائی پورے پاکستان کی عوام کا مسئلہ ہے۔ قائد ایوان اور آپ اس بات پر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس اہم issue پر debate open کی ہے۔ یہ اُس commitment کی indication ہے کہ مسائل ان ایوانوں میں زیر بحث آئیں اور اُن کے حل کے لئے ٹھوس تجاویز کو لے کر آگے چلا جائے۔ بلاشبہ آج جتنی ضرورت اس مسئلے کو address کرنے کی ہے ماضی میں شاید کبھی نہیں تھی لیکن جس طرح اپوزیشن کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر کے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کو برابر کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے میں چاہوں گا کہ اس کو تھوڑا سا differentiate کیا جائے۔۔۔

**سید ناظم حسین شاہ:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب سپیکر! یہ note کر لیں کہ مہنگائی کا اتنا اہم issue ہے لیکن گورنمنٹ کی presence دیکھ لیں کہ کوئی بھی منسٹر نہیں ہے۔ آپ تو سن رہے ہیں مگر جنہوں نے عملدرآمد کرنا ہے اُن میں سے بھی تو کوئی صاحب موجود ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** میرے خیال میں گیلری میں اس وقت سیکرٹری خوراک اور اس سے متعلقہ دوسرے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب سپیکر! میں نے تو صرف یہ point out کیا ہے لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** گیلری میں اور بھی افسران بیٹھے ہوئے ہیں۔

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب سپیکر! میرا مقصد صرف آپ کے سامنے point out کرنا تھا۔ If you justify it باقی آپ کی discretion ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** دراصل وزیراعلیٰ صاحب آج دانش سکول کی تقریب میں گئے ہوئے ہیں اور کابینہ کے بھی کافی زیادہ ممبران اُن کے ساتھ گئے ہوئے ہیں۔ ویسے میں ابھی direction بھی دے دیتا ہوں کہ جو یہاں پر موجود ہیں وہ ہاؤس میں آکر بیٹھیں۔ باقی آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ:

Secretary is in the subjective position and Minister Incharge is the policy maker.

وہ policy makers ہوتے ہیں اور اسی لئے کسی بھی institution کا head minister ہوتا ہے تو:

Secretary can suggest but he cannot dictate. The Minister can dictate.

اس لئے سیکرٹری صاحب ہیں تو ہمیں ان کا احترام ہے مگر یہ دوسری بات ہے کہ ہم کہیں کہ ساری power بیوروکریسی کے پاس ہے لیکن آپ Rules and Regulation میں دیکھ لیں اور Constitution بھی دیکھیں کہ:

Minister is the head of the department. He is the policy maker.

اور سیکرٹری صاحب

Has to implement it? If it is Judiciary or Secretary, they are the executioner. They have to execute the policy of the State. They cannot make the policy Sir. Thank you

**ڈاکٹر سامیہ امجد:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** ابھی آپ کی باری نہیں آئی اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

**ڈاکٹر سامیہ امجد:** جناب سپیکر! اس وقت وزراء ایوان میں موجود نہیں ہیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی جب باری آئے گی تو آپ اس وقت یہ بات کرنا اب آپ تشریف رکھیں۔

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، فرمائیں!

**قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):** شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم سب بھی دیکھ رہے ہیں اور میڈیا بھی دیکھ رہا ہے کہ حکومتی ارکان کی آج کی بحث میں کتنی دلچسپی ہے اور اس کے لئے یہ وجہ بھی ہو

سکتی ہے کہ ہماری کابینہ کے ارکان آج جمعرات بازار میں سستی چیزیں خریدنے کے لئے گئے ہوں اس لئے آپ جاری رکھیں اور ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** بہت شکریہ۔ جی، اعجاز خان صاحب!

**جناب اعجاز احمد خان:** مرکزی اور صوبائی حکومت کی ذمہ داری کا احاطہ کرنا ضروری ہے کیونکہ انہوں نے دونوں کو موردِالزام ٹھہرایا ہے۔ پٹرولیم، گیس، فرٹیلائزرز کے rates مرکزی حکومت fix کرتی ہے اور صوبائی حکومت ان rates پر عملدرآمد کروانے کی ذمہ دار ہوتی ہے تو ان اہم commodities کے بارے میں مرکزی حکومت کو دیکھنا چاہئے کہ آج عوام کی آمدنی کے ذرائع اس ratio سے نہیں بڑھ رہے جتنی کہ ایک مارکیٹ کے اندر گرانی ہو رہی ہے تو اس حوالے سے check & balance اور rates fixation کے ذریعے ہم عوام کو ریلیف دے سکتے ہیں۔ کچھ general commodities ہیں جن کے rate مارکیٹ طے کرتی ہے لیکن ہم ایک چیز دیکھتے ہیں کہ ایک مارکیٹ کے اندر commodity کا ایک rate ہوتا ہے اور دوسری shop پر اس کا دوسرا rate ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انتظامی افسران جن کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ rate کو کنٹرول میں رکھیں، انہیں functional کرنے کی ضرورت ہے اور ان پر بھی check & balance لانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ رمضان المبارک میں اس حوالے سے انہوں نے خصوصی مہم شروع کی تھی اور ایک marginal difference market کے اندر ہم نے دیکھا تھا کہ مجسٹریٹ ٹاؤن کے اندر move کر رہے ہوتے تھے اور ٹاؤن کی مشینری ان کی back پر ہوتی تھی جس کے نتیجے میں لوگوں میں ایک sense create ہو گئی تھی کہ ہم نے rates کنٹرول کرنا ہے ورنہ ہم پر penalty clause بھی impose ہو گی تو میری یہ تجویز ہے کہ اس اچھی روایت کو پورے سال پر محیط ہونا چاہئے اور اسے continue کرنا چاہئے کیونکہ ہماری سوسائٹی کے اندر اس کے لئے باقاعدہ ایک مہم شروع کی جائے کہ different rates of markets پر check & balance کے لئے ایک مہم شروع کی جائے لیکن میڈیا کی campaign نہ ہونے کے برابر ہے اور اس میں نتیجتاً ریاستی اہلکاران کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ آخری دفعہ مہینہ پہلے جب اس پر بات ہوئی تھی تو میں نے گزارش کی تھی کہ اگر میں لاہور سے ممبر ہوں تو میں نے خود اپنے area کو check کیا ہے کہ بہت سارے پٹرول پمپ کم مقدار اور ناقص پٹرول دیتے ہیں تو میں نے ایوان کے اندر یہ گزارش کی تھی کہ ان کے لئے Labour Department کو activate کیا جائے کہ وہ جا کر ان کی checking کریں

اور آج میں یہ بات آپ کے سامنے دعوے کے ساتھ کرتا ہوں کہ لاہور کے اندر 95 فیصد پٹرول پمپ کم مقدار میں تیل فروخت کرتے ہیں اور وہ ناقص ہوتا ہے تو اس کے لئے میری ایک تجویز ہو گی کہ حکومتی سطح پر ایک مہم شروع کی جائے اور نرخ تو پہلے ہی آسمان سے باتیں کر رہے ہیں لیکن جب آپ کو ایک لیٹر کی بجائے پونا لیٹر مل رہا ہو تو یہ double زیادتی اور ظلم ہے جس کی روک تھام کی جانی چاہئے۔ حکومتی اہلکاران کو activate کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ پرائس کنٹرول کمیٹیوں کے concept کو review کرنے کی ضرورت ہے کہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں منتخب نمائندے اور مارکیٹ کے عہدیداران موجود ہوں تاکہ مارکیٹ کے اندر انہی کے نمائندگان کو شامل کر کے price controlling کے لئے اقدامات کریں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھتے ہیں کہ ہماری نوجوان نسل تعلیم یافتہ ہو رہی ہے اور اس کی بڑی تعداد میں potential موجود ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس ratio کے ساتھ ملازمتیں پیدا نہیں ہو رہیں اور پرائیویٹ سیکٹر بُری طرح under pressure ہے کیونکہ ملک کے اندر امن وامان کے حالات نامساعد ہیں جن کی وجہ سے foreign investment بند ہو چکی ہے تو ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے فوڈ سپورٹ سکیم کے ذریعے جو پیسے دیئے جا رہے ہیں تو میری اس ایوان کی وساطت سے مرکزی حکومت کو humble گزارش ہو گی کہ اس کے لئے چھوٹے کاروبار کے قرضوں کا اجرا کیا جائے۔ میں ذاتی طور پر بڑے محتاط انداز میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ایک ہزار روپیہ کسی خاندان کو دینے سے وہ results نہیں دیتا جو results چھوٹے کاروبار شروع کرنے اور opportunity فراہم کرنے سے ہیں۔

جناب سپیکر! بنکوں نے بھی آج کل cottage industry کے لئے اپنے loans بند کئے ہوئے ہیں تو مرکزی حکومت کو ایسے حالات create کرنے چاہئیں کہ ہمارے منفی رجحانات کی طرف راغب نوجوانوں کو کاروبار کرنے کے لئے قرض کی سہولت فراہم کرے تاکہ street crimes اور سوسائٹی میں create ہونے والے upset کی روک تھام ہو سکے۔ شکریہ

**جناب قائم مقام سپیکر:** رانا منور غوث خان صاحب!

**رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ پنجاب میں اس وقت بہت زیادہ مہنگائی ہے جو کہ پورے ملک اور پوری دنیا میں ہے اور اس چیز کو realize کیا جا رہا ہے کہ پوری دنیا اس وقت مہنگائی کی لپیٹ میں ہے لیکن خاص طور پر پاکستان اور پنجاب کی حکومت کو

موردِ الزام ٹھہرا دیا جاتا ہے کہ مہنگائی کو حکومت کنٹرول نہیں کرتی اور ان کے بس کی بات نہیں ہے اور اس حوالے سے ہر روز criticize کیا جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ چینی، آٹا، گھی جہاں سے یہ ساری چیزیں تیار ہوتی ہیں یعنی فیکٹریوں کے گرد مافیا گھومتا ہے اور ان چیزوں پر ایک مافیا کا کنٹرول ہے اور جب وہ چاہتے ہیں اور جب ان کی مرضی ہوتی ہے تو وہ ان چیزوں کو سٹاک کر لیتے ہیں اور ان کی black market کر دیتے ہیں اور پھر اپنی مرضی سے قیمتیں لگاتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے پرائس کنٹرول کمیٹیاں بنائی ہیں اور عوامی نمائندوں کے علاوہ مارکیٹوں کے لوگوں کو شامل کیا گیا ہے جو کہ میرا خیال ہے کہ affective role play نہیں کر رہیں تو میری آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح سے پہلے مجسٹریٹ چھاپے مارتے تھے اور عوامی نمائندوں کو ساتھ لے کر انہیں آگاہ کرتے تھے کہ ہماری یہ performance ہے تو فوری طور پر ایسے اقدامات کر کے مہنگائی کو کنٹرول کرے۔ مہنگائی ضرور ہے اور یہ ہمارے ملک کی problem ہے کہ dictatorship کی حکومت کی وجہ سے اس ملک میں اتنی مہنگائی ہوئی ہے اور قیمتیں بڑھی ہیں اور ان قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے دو تین سال کا عرصہ کافی نہیں بلکہ اس پر کچھ وقت لگے گا اور انشاء اللہ یہ چیزیں ٹھیک ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے پہلے کمیٹیاں بڑا affective role play کرتی تھیں اور ان کے پاس اختیارات بھی ہوتے تھے تو میری پنجاب حکومت سے یہ گزارش ہے کہ ان کمیٹیوں کو بااختیار کیا جائے اور جو لوگ مہنگائی کر کے چیزوں کو عام آدمی کی پہنچ سے باہر کر رہے ہیں یا عوام کے مفاد کے خلاف کام کر رہے ہیں انہیں فوری طور پر سزائیں اور جرمانے کئے جائیں تاکہ یہ مہنگائی کنٹرول ہو سکے۔ اس وقت دالوں، سبزیوں، آٹا، چینی، گھی اور اشیائے خورد و نوش عوام کی reach سے باہر ہو چکی ہیں تو ان کو کنٹرول کرنے کے لئے، چونکہ یہ روزمرہ کی ضروریات ہیں، ہر بندے نے اس سے فائدہ اٹھانا ہے اور ہر بندے کی یہ ضرورت ہے۔ ان کو مہنگائی سے بچانے کے لئے پنجاب حکومت کو ہنگامی بنیادوں پر، جس طرح ہر سال رمضان المبارک میں ایک ہنگامی پروگرام بناتے ہیں اسی طرح سے یہ ہنگامی پروگرام پورے صوبہ پنجاب کے لئے بنانے چاہئیں اور ان پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ جہاں تعلیم کو عام کرنے کے لئے، نہری پانی کی چوری روکنے کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے حکومت فوری اقدامات کر رہی ہے اسی طرح مہنگائی روکنے کے لئے بھی اقدامات کرے۔ ہماری عوام جو مہنگائی کے crises کو face کر رہی ہے پنجاب حکومت کو ان crisis کو روکنے کے لئے اور ان پر فوری اقدامات کرنے کے لئے ایک special task لینا چاہئے۔ چاہے عوام کے لوگ ہوں، چاہے عوامی نمائندے

ہوں، چاہے سرکاری آفیسران ہوں ان تمام کو ان میں contribute کرنا چاہئے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو خصوصی focus کرنا چاہئے۔بہت شکریہ

**جناب قائم مقام سپیکر:** شکریہ۔جناب احمد خان بلوچ!

**جناب احمد خان بلوچ:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ نے دو issues اکٹھے کر دیئے ہیں اور اجازت دی ہے کہ دونوں issues پر بات کر سکتے ہیں۔ میں پہلے issue میں حصہ لینا چاہتا تھا اور اس میں میرا نام بھی تھا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ کیا ہے اس میں خدانخواستہ یہ نہیں ہے کہ آپ نے ممبران کی insult کرنی ہے یا ہاؤس کی insult کرنی ہے۔آپ Custodian ہیں، آپ تو ہماری حفاظت کے لئے ہیں بلکہ جہاں ہماری insult ہوتی ہے ہم اپنی بات آپ تک پہنچاتے ہیں۔آپ کا مقصد اچھا کام کرنا ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ تھوڑا سا کرنے پر میڈیا نے جو ہمارے ساتھ سلوک کیا ہے، آپ نے دیکھا یا نہیں دیکھا، میڈیا نے کہا ہے کہ چور پکڑے گئے اور ممبران کی چالاکیاں پکڑی گئیں۔انہوں نے وہ الفاظ کہے ہیں کہ یہاں کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ حالانکہ اس میں چور والی بات تھی نہ چالاکی والی بات تھی۔ رجسٹر باہر ہوتا ہے کوئی ممبر آکر اپنی حاضری لگا کر وہیں سے ہی باہر چلا جائے کیونکہ وہ پابند نہیں ہے کہ ضرور ہاؤس میں آئے اور کارروائی میں حصہ لے۔ جب رجسٹر اندر لایا جائے گا تو اس پر اس کی حاضری تو لگی ہو گی لیکن وہ ممبر ہاؤس میں نہیں ہو گا۔اس چیز کو دیکھتے ہوئے میڈیا نے اس کو بہت اچھالا کہ چوروں کی چالاکیاں پکڑی گئیں اور چور پکڑے گئے حالانکہ اس میں کوئی چوری والی بات نہیں ہے۔ یہ معزز ممبران ہیں اور دو دو لاکھ لوگوں کے نمائندے ہیں۔ یہ چھ سو یا سات سو کلو میٹر دور سے اس لئے نہیں آتے کہ انہوں نے یہاں آکر صرف -/2000 روپے لینے ہیں حالانکہ وہ روزانہ -/5000 روپے اپنی جیب سے خود خرچ کر جاتے ہیں۔ انہوں نے صرف -/2000 روپے کی خاطر اتنی بے عزتی والا کام کیوں کرنا ہے؟ میں ایک تجویز دیتا ہوں کہ -/2500 روپے کو ختم کر دیں لیکن خدا کے لئے ممبران کی بے عزتی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ ہماری بے عزتی ہے، ہماری insult ہے اور ہم دو اڑھائی ہزار روپے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ نے حاضری سسٹم سرمائے کی حفاظت کے لئے کیا ہے تو بے شک وہ ہمیں دینے بند کر دیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ یہ پابندی لگانا کہ بچوں کی طرح آئیں، پھر قطار میں کھڑے ہوں اور حاضریاں لگائیں یہ غلط ہے۔ یہ ہاؤس شاید 1945 یا کب سے چل رہا ہے، 1977 کی بات تو شاہ صاحب نے کی ہے اور میں

بھی 1985 سے آرہا ہوں لیکن یہ پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ یہاں رجسٹر رکھا ہوا ہے اور ممبران بچوں کی طرح آکر حاضریاں لگا رہے ہیں۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** بلوچ صاحب! یہ بات تو ہو گئی ہے اب آپ price hike پر بات کر لیں۔

**جناب احمد خان بلوچ:** جناب والا! میری اس میں ایک تجویز ہے، آپ مہربانی کریں یہاں بندے کھڑے کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے عملے میں سے کوئی دو دیانتدار آدمی وہاں کھڑے ہو جائیں اور وہ غلط حاضری لگانے ہی نہ دیں۔ یہاں کہا جا رہا ہے کہ ایک ممبر کی حاضری دوسرا ممبر لگا رہا ہے اگر وہاں پر دو آدمی کھڑے ہو جائیں گے تو کوئی بھی دوسرے کی حاضری نہیں لگائے گا، آپ کا مقصد بھی حل ہو جائے گا اور ممبران کی عزت بھی بحال رہے گی۔ مہربانی کریں، ہم یہاں سات سو اور ہزار کلومیٹر سفر کر کے اس مقصد کے لئے نہیں آتے۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** بلوچ صاحب! آپ نے price hike پر تو بات ہی نہیں کی۔ پانچ منٹ تک آپ نے اس پر بات کر لی جس کا ہم نے فیصلہ کر لیا ہے۔

**جناب احمد خان بلوچ:** جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں کہہ کر ختم کر دیتا ہوں۔ میں نے تو کبھی آپ کی حکم عدولی نہیں کی ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ کا بہت شکریہ

**جناب احمد خان بلوچ:** جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں آپ کی Chair کا طریق کار پسند ہے، آپ کے بیٹھنے سے یہاں ہاؤس میں رونق ہی کچھ اور ہوتی ہے، ہاؤس میں rules کی پابندی بھی ہوتی ہے اور یہاں اچھا اور بُرا بھی کہا جاتا ہے۔ میں خوشامد والی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں سیدھی سی بات کر رہا ہوں۔۔۔

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب سپیکر! میں احمد خان بلوچ سے معذرت کے ساتھ کہتا ہوں۔ یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ اگر کسی کی اچھائی ہو تو اس کے سامنے کی جائے تاکہ اس میں حوصلہ پیدا ہو۔ بلوچ صاحب خوشامد کرنے والے نہیں ہیں۔

**جناب احمد خان بلوچ:** جناب سپیکر! اس وقت کاشتکار کے لئے سب سے بڑا مسئلہ کھاد کا ہے۔ کھاد بلیک ہو رہی ہے، یوریا اور DAP بلیک ہو رہی ہے۔ اس وقت گندم کے لئے کھاد کی ضرورت ہے، سورج مکھی کے لئے کھاد کی ضرورت ہے اور مکئی کے لئے کھاد کی ضرورت ہے۔ اس وقت وہ ٹائم ہے کہ کھاد کی انتہائی

ضرورت ہے مگر وہ بلیک ہو رہی ہے۔ مہربانی کرکے اس پر کنٹرول کریں، اگر آپ کاشتکار کو خوشحال بنا دیں گے تو مہنگائی پر کنٹرول ہو جائے گا۔ مہنگائی پر کنٹرول تب ہو گا جب کاشتکار خوشحال ہو گا۔ آپ کے پاس دالیں، پیاز، گھی، چینی اس وقت پہنچیں گی جب آپ کاشتکار کو خوشحال کریں گے۔ اگر پیاز کے سات سو ٹرک انڈیا جائیں گے، ان کو تو اب روک لیا گیا ہے لیکن اس سے پہلے پتا نہیں کتنے چلے گئے ہیں۔ پہلے غیر ممالک میں پیاز بھیج دیتے ہیں پھر ہمیں مہنگی پیاز دوسرے ملکوں سے لینی پڑتی ہے۔ خدا کے لئے اس پالیسی کو صحیح کریں۔ جب اپنی چیزیں ہوتی ہیں، جب وہ ہمارے غریب لوگوں تک پہنچنے لگتی ہیں تو اسے ہم دوسرے ملکوں کو دینا شروع کر دیتے ہیں جب یہاں جلوس نکلتے ہیں تو پھر ہم وہی چیزیں چار گنا مہنگے داموں اپنے ملک میں لاتے ہیں خدا کے لئے اس پالیسی کو صحیح کریں۔ ہمیں افسوس اس چیز کا ہے کہ چینی بھی ہمارے پاس ہے، گھی بھی ہمارے پاس ہے، دالیں بھی ہمارے پاس ہیں اور وہ کون سی چیز ہے جو ہمارے ملک میں نہیں ہے؟ ان چیزوں کے ہونے کے باوجود بھی اگر یہ نہیں ملتیں تو پھر افسوس ہوتا ہے۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ آپ ذخیرہ اندوزوں پر کنٹرول کریں کیونکہ جب یہ چیزیں ذخیرہ اندوز ہوتی ہیں تو پھر ہی یہ مہنگی ہوتی ہیں۔ ذخیرہ اندوزی کو کنٹرول کر لیں، یہ چیزیں ہمارے ملک میں کبھی کم ہوئی ہیں اور نہ ہو سکتی ہیں۔ مہربانی

**جناب قائم مقام سپیکر:** بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد!

**ڈاکٹر سامیہ امجد:** شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے ایک محترم شاعر انور مسعود صاحب ہیں جن کی شاعری National اور International level پر بہت مشہور ہے۔ ان سے معذرت کے ساتھ میں ان کی نظم "اج کی پکائیے" پر parody عرض کرتی ہوں۔

اَج کی پکائیے دس تیرا کی خیال اے
میں کی خیال دساں میری کی مجال اے
رحمیا چل اج فیر چسکے ای لائیے
لبھ جان سستیاں تے بھنڈیاں پکائیے
وچ ہووے بکرے دی پُٹھ دیاں بوٹیاں
نال ہوون چھنڈیاں تندور دیاں روٹیاں
اُٹھاں فیر میاں صاحب پھڑاں میں تیاریاں
بھنڈیاں بناواں اَج رَج کے کراریاں

میاں صاحب سنیا نئی منڈی دیاں چوریاں
ڈیڑھ سو کلو بھنڈیاں ڈیڑھ سو کلو توریاں
تڑکے دی گل کیتی رال وگ پئی اے
مزہ مک نہ جائے حساب کر لئی اے
بھنڈیاں دے نخرے تے چار سواں دا گرم مصالحہ ہوئے
سینتی سواں دی الیچی دی آہا خشبو ہوئے
بُھنن لئی اک سو پچاسیاں دا گھیو ہوئے
ڈھائی سو کلو تھوم لہسن
اک سو چالیاں دا ادرک
تن سو وی دیاں لال مرچاں
سو دیاں ہریاں مرچاں
ساڈھے پنج سو دی پین گیاں بکرے دی بوٹیاں
نال ہو جان گیاں -/2روپے تندور والیاں روٹیاں

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، عبدالوحید چودھری صاحب!

**سید ناظم حسین شاہ:** جناب سپیکر! محترمہ نے ابھی ایک نظم پڑھی ہے، میں بھی ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، ناظم حسین شاہ!

**سید ناظم حسین شاہ:**

اعتبار نہ کر انہاں سوہنیاں تے
اَج کجھ ہوندن کل کجھ ہوندن
منہ زور مزاج دے مالک ہن
گھڑی کجھ ہوندن پل کجھ ہوندن
انہاں حسن دیاں بھریاں بوتلاں دے
گل کجھ ہوندن تل کجھ ہوندن

ہن شاکر مثل کریہاں دے
بُھل کجھ ہوندن بُھل کجھ ہوندن

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہ انتہائی اہم اور حساس قسم کا مسئلہ ہے۔ آج غریب غربت کی چکی میں پس رہا ہے۔ غریب کا جینا حرام ہو گیا ہے اُسے دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں ہے۔ آج غریب کا پورا خاندان صبح سے لے کر رات تک روز روزی کی تلاش میں نکلتا ہے اور بڑی مشکل سے شام کو اس کا چولہا گرم ہوتا ہے۔ اس مہنگائی کے جِن کو کنٹرول کرنا بہت مشکل ہو چکا ہے۔ یہ مہنگائی کا جِن بوتل سے باہر آ چکا ہے۔ آج سے تقریباً دس سال پہلے جب 2001 کا آرڈیننس پیش کیا گیا تھا تو اس میں مجسٹریسی نظام کو ختم کیا گیا اس نظام کو ختم کرنے کے بعد پرائس پر کنٹرول رہا، نہ کوالٹی پر۔ اس وقت سے آج تک یہ جِن کسی کے قابو میں نہیں آ رہا۔ آج اگر ہم اس مہنگائی کو ختم کرنا چاہتے ہیں، آج اگر ہم غریبوں کو ریلیف دینا چاہتے ہیں تو میں کہوں گا کہ بے نظیر انکم سپورٹ سکیم کے ذریعے پنجاب کے غریبوں کو -/1000 روپے دینے سے ان کی روزی کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ ہم اس قوم کو بھکاری بنا رہے ہیں، ہم اس قوم کو غربت کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ہم اس قوم کو کیا سکھا رہے ہیں؟ اس طرح سال میں 60۔ارب روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ اس سے بہتر تھا کہ ہم بنگلہ دیش کی طرف دیکھتے اور ہوم انڈسٹری کی طرف جاتے، 60۔ارب روپے میں کتنے شہروں میں چھوٹی ہوم انڈسٹری لگائی جا سکتی تھی جس سے غریبوں کو روزگار بھی ملتا، مہنگائی پر بھی کنٹرول ہوتا، ان کا چولہا بھی جلتا۔ کہنے کو تو کمیٹیاں بنا دی گئیں، تمام ڈی سی اوز نے اپنے اضلاع میں کمیٹیاں بنا دیں لیکن کمیٹیاں بنانے سے مہنگائی پر کنٹرول نہیں ہوتا۔ ان کمیٹیوں کو فعال بنانے اور اختیارات دینے سے مہنگائی پر کنٹرول ہو گا۔ جب رمضان میں خصوصی ٹیمیں چلتی ہیں، سپیشل ٹاسک فورس بنتی ہے تو مہنگائی پر کنٹرول ہو جاتا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ ان کمیٹیوں کو با اختیار بنا کر ان کو مجسٹریسی اختیارات دیئے جائیں۔ اسلام میں سزا کا قانون کیوں ہے؟ اس لئے کہ خوف سے جرم کم ہو جاتا ہے۔ جب کسی کو خوف نہیں ہو گا تو جرم کم نہیں ہو گا۔ آج پورے ملک میں ذخیرہ اندوزوں کا قبضہ ہے۔ جب تمام شوگر ملوں والے اکٹھے ہو جاتے ہیں تو پھر صوبائی حکومت کچھ کر سکتی نہ وفاقی حکومت۔ قیمتیں آسمان تک جا پہنچتی ہیں پھر ہمیں بادل نخواستہ باہر سے چینی منگوانی پڑتی ہے۔ اس وقت وفاقی اور صوبائی حکومت کو سخت سے سخت اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے ان کو عبرت کا نشان بنایا جائے جب تک ہم ان لوگوں کو سخت سے سخت سزا نہیں دیں گے تو یہ ذخیرہ اندوزی ختم نہیں ہو گی۔ اس

کے لئے ہمیں اپنی حکومتوں میں کرپشن ختم کرنی ہو گی، ہمیں سب سے پہلے این آر او پر عملدر آمد کرنا ہو گا، جو عدالتی فیصلے ہیں ان پر عملدر آمد کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنے ایوان میں اپنے وزراء میں اور اپنے تمام محکموں میں کرپشن ختم کرنا ہو گی۔ بے جا اخراجات ختم کرنے ہوں گے، کیبنٹ کا حجم کم کرنا ہو گا، سرکاری اخراجات کو کم کرنا ہو گا اور پھر زراعت پر انحصار کرنا پڑے گا۔ آج ہم نے اپنے ملک کو سنگاپور اور ہانگ کانگ بنانے کی مثالیں تو بہت دیں لیکن ground reality یہ ہے کہ جب تک ہم اپنے ملک کی زراعت پر انحصار نہیں کریں گے، اپنے ملک کے وسائل کو بروئے کار نہیں لائیں گے، اپنے ملک کی زمینوں میں چھپے ہوئے خزانوں کو نکال کر ان پر انحصار نہیں کریں گے تو ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ آج ہم ڈی ڈی او (آر) اور ڈی او (آر) پر انحصار کرتے ہیں کہ وہ پرائس پر کنٹرول کریں گے۔

آخر میں، میں آپ کی توسط سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ خُدا کے لئے تمام ایم پی ایز کو کم از کم ان کے حلقوں تک اختیارات دیئے جائیں کہ وہ ان کو check کر سکیں۔ جب آپ رمضان میں ان کو اختیارات دیتے ہیں تو مہنگائی پر کنٹرول ہوتا ہے۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے سرمایہ دارانہ سسٹم میں جو مڈل مین ہے، جو سب کچھ ہڑپ کر جاتا ہے اس پر کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے اور جو ذخیرہ اندوز ہیں ان کو کڑی سے کڑی اور عبرتناک سزا دی جائے۔ بہت شکریہ

**جناب قائم مقام سپیکر:** بہت شکریہ۔ جی، محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جلال الدین ڈھکو صاحب!

**ملک جلال الدین ڈھکو:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج مہنگائی کے issue پر بات ہو رہی ہے لیکن کوئی سرکاری منسٹر یہاں پر نہیں بیٹھا ہے، بنچ خالی پڑے ہیں ہم دس، پندرہ آدمی بیٹھے ہیں پھر چند باتیں تو ہم گوش گزار کریں گے لیکن آئندہ ایسا نہ ہو، آپ نے ہاؤس کو چلانا ہے، ماشاء اللہ آپ مدبر سپیکر ہیں۔ آپ کم از کم ان کو یہ احکامات جاری کریں کہ جب بھی کسی issue پر بات ہو اور خاص طور پر جب کسی اہم اور ضروری issue پر بات ہو تو وہاں پر کم از کم متعلقہ منسٹر ضرور موجود ہونے چاہئیں۔ آپ دیکھیں کہ نہ تو لابی میں کوئی آدمی بیٹھا ہے، بس بولنے والے چند آدمی بیٹھے ہیں۔ آپ اس پر عمل کروائیں۔

اس کے علاوہ میں مہنگائی کے issue پر بات کرنے سے پہلے ایک اور بات بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو میرے بھائیوں نے کی ہے۔ میں پہلے بات کرنا چاہتا تھا مگر مجھے ٹائم نہ ملا۔ یہ جو رجسٹر اندر رکھوانے کا معاملہ آپ کی زیر صدارت آیا ہے تو میں اس پر صرف ایک یہی بات کروں گا کہ 1935 سے

یہ اسمبلی قائم ہے اور آج پہلی دفعہ اسمبلی میں جو ممبران حضرات یہاں پر موجود ہیں یہ بڑے ہی معزز ہیں آج آپ کو ان پر اعتماد نہیں رہا کہ غلط حاضریاں لگتی ہیں تو مہربانی کر کے یہ تمام ہاؤس کا مسئلہ ہے، سارے لوگ اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ آپ ان دروازوں پر آدمی کھڑا کر دیں جس طرح نیشنل اسمبلی میں ہے کم از کم کل سے آپ یہ طریقہ اپنائیں۔ مہربانی کریں تاکہ یہ معاملہ ختم ہو جائے۔

اس کے بعد میں مہنگائی پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کسی بھی حکومت کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں امن قائم رکھے۔ آج کل اس وقت مہنگائی کا issue امن سے بھی بڑھ گیا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو حل کرنا اولین فرض ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات پر میں تین چار باتیں عرض کروں گا۔ جب انگریز اس ملک سے گیا تو وہ اس پنجاب کو سونے کی چڑیا کہہ گیا تھا کہ پنجاب golden sparrow ہے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور صوبہ پنجاب بھی ایک زرعی صوبہ ہے اس کی زمین بڑی زرخیز ہے یہاں پر بسنے والے لوگ بھی بڑے جفاکش اور محنتی ہیں لیکن حالات اب اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ مہنگائی جو اس ملک اور صوبے میں بہت زیادہ ہو گئی ہے، اس کی بنیادی وجہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسان کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ اگر کاشتکار دن بدن مزید کمزور ہوتا چلا گیا تو مہنگائی بھی مزید بڑھتی چلی جائے گی۔ وہ کس طرح؟ اس لئے کہ کسان کو ڈیزل، کھاد اور ٹیوب ویل کے لئے بجلی بہت مہنگی مل رہی ہے۔

ہمارا پڑوسی ملک بھارت، قریبی ملک ہے آپ خود اس بات سے اندازہ لگائیں کہ وہاں پر بجلی کے ٹیوب ویل کے لئے جب apply کیا جاتا ہے تو ایک ہفتے کے اندر اندر حکومت مجبور ہوتی ہے کہ وہاں پر بجلی کا ٹیوب ویل لگا دیا جائے تاکہ کاشتکاری میں بہتری ہو سکے۔ یہاں پر ایک ٹیوب ویل لگوانے کے لئے دوڑ لگ جاتی ہے، وفاقی حکومت اس کی اجازت دیتی ہے پھر priority لگتی ہے پھر دو چار سال بعد اس کا نمبر آتا ہے اور ٹیوب ویل لگتا ہے۔ جب لگ جاتا ہے تو پھر اس کا بل اتنا زیادہ آتا ہے کہ کاشتکار مجبور ہو جاتا ہے اور فصل کاشت کرنے میں اسے دِقت آ جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ تھوڑے رقبے پر فصل کاشت کرتا ہے۔ زیادہ رقبے پر فصل کاشت کرے تو پھر وہ اس میں کھاد نہیں ڈالتا جس کی وجہ سے اس کی فی ایکڑ پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں بجلی کے جو ٹیوب ویل لگتے ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ average flat rate ایک ہزار روپیہ ہے۔ یہ خود سوچیں اس ملک میں 75 سے 80 فیصد لوگ کسان ہیں کاشتکار ہیں، اسمبلیوں میں بھی بیٹھے ہیں۔ خدارا اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ کسان کو اور کاشتکار کو مضبوط کریں، فصلیں اچھی طرح کاشت ہوں اور فصلیں بہتات کے ساتھ منڈیوں میں آئیں اور لوگوں کے پاس اچھے طریقے سے چلی جائیں تاکہ اس مہنگائی میں کمی آ سکے۔ اس طرح مہنگائی میں کمی نہیں آ سکتی کہ

دُکان پر ریٹ لسٹیں لٹکا دی جائیں آلو -/15 روپے کلو، مرچیں -/80 روپے کلو اس سے مہنگائی کم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسری میں گزارش یہ کروں گا کہ آپ کا پڑوسی ملک ہندوستان ہے وہاں پر زون مقرر ہیں، پانچ اضلاع میں آلو، مکئی کاشت ہوتی ہے اور پانچ اضلاع میں گنا اور دوسری فصلیں کاشت ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہر فصل کے لئے زون مقرر ہیں اور فصلیں بھی بڑی بہتات سے ہوتی ہیں۔ وہاں پر گندم کی average بھی 40 سے 45 من فی ایکڑ ہے۔ ہندوستان کی آخری average بھی 20 سے 25 من فی ایکڑ ہے۔ آپ کس طرح مہنگائی پر کنٹرول حاصل کریں گے؟ گندم تو آپ کے پاس موجود ہے لیکن باقی جو اجناس ہیں وہ تو آپ کے پاس ہیں ہی نہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** بہت شکریہ

**ملک جلال الدین ڈھکو:** مہربانی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

**محترمہ نگہت ناصر شیخ:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بڑی مختصر اًبات کروں گی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ prices کو control کرے اس کے لئے مختلف اقدامات کئے جاتے ہیں Price Control Committees بھی بنائی جاتی ہیں لیکن صرف کمیٹیاں بنا دینے سے قیمتیں کنٹرول نہیں کی جا سکتیں جب تک کہ ان کمیٹیوں کو اختیارات نہ دئیے جائیں، ان کو فعال بنانے کے اقدامات نہ کئے جائیں۔ میں یہاں یہ بات بھی کروں گی کہ ہماری سبزی یا پھل کی منڈی میں جو قیمتیں ہوتی ہیں جب وہ retail price پر آتی ہیں تو ان میں ایک بڑا difference ہوتا ہے اس difference میں ایک تو middleman کا ہاتھ ہوتا ہے۔ پہلے جو قانون تھا اس کے تحت یہ نظام ضلعی ناظم اور تحصیل ناظم کے کنٹرول میں تھا لیکن اب لوکل گورنمنٹ کا نظام ختم ہو چکا ہے اور اب ان کو کنٹرول کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ میری suggestion یہ ہو گی کہ کمشنری نظام کو یہ اختیارات واپس ملنے چاہئیں تاکہ وہ price control کریں اور جو Price Control Committees ہیں ان میں منتخب نمائندوں کی شمولیت ضروری ہے۔ ممبران کے انتخاب میں ایسے لوگوں کو منتخب کیا جائے جو دیانت دار ہوں اور جو اپنے فرض کو بخوبی سرانجام دیں اور قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں بھرپور کردار ادا کریں۔ اس کے علاوہ میں دوائیوں کے بارے میں بھی بات کرنا چاہوں گی کہ جو مہنگی دوائیاں فروخت کی جاتی ہیں ایسی کمپنیوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے کہ ایک دوائی جو -/10

روپے میں مل رہی ہوتی ہے دوسری کمپنی اس میں R&D کا کہہ کر -/200 روپے میں فروخت کرتی ہے جس سے مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے اور جو عام صارف ہے اس کی قوتِ خرید سے باہر ہو جاتی ہے۔ یہاں میں صارفین کے رویے کی ضرور بات کروں گی، میڈیا کے ذریعے یا حکومت کو ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ جس سے صارفین کے رویوں میں بھی تبدیلی آنی چاہئے کیونکہ طلب اور رسد کا معاملہ ہے، جب ایک چیز کی طلب بڑھ جاتی ہے تو اس کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کسی چیز کی shortage ہو جاتی ہے یا کوئی چیز مارکیٹ میں کم ملنا شروع ہو جائے تو لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ شاید اب یہ کتنے عرصہ تک نہیں ملے گی اور لوگ اس کو خریدنے میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں، زیادہ سے زیادہ خریدنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ سٹور کر لی جائیں۔ ہمارے اپنے رویوں میں بھی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ یورپین ممالک میں محلہ کی سطح پر ایسی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جن میں یہ decide ہوتا ہے کہ اگر اس محلے میں، اس area میں کسی چیز کی قیمت میں ناجائز اضافہ کر دیا جاتا ہے تو اس community کے لوگ اس چیز کو خریدنا چھوڑ دیتے ہیں، اس وقت تک نہیں خریدتے جب تک اس چیز کی قیمت واپس اپنی اصل قیمت پر نہ آ جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بھی اس طرح کے کچھ اقدامات کرنے کی ضرورت ہے، ہماری جو درآمدی اور برآمدی پالیسی ہے اس پر ہمیں اس طرح سے عمل کرنا چاہئے جو صرف چند طبقات کو نوازنے کے لئے نہ ہو بلکہ غریب عوام کی بہتری کے لئے ہو۔ ہم اپنی اجناس کو باہر کے ممالک میں دے دیتے ہیں جو ہمارے صارفین ہیں، ہماری عوام ہے اس کو وہی چیز ڈبل سے بھی زیادہ قیمت پر مل رہی ہوتی ہے۔ شکریہ

**جناب قائم مقام سپیکر:** بہت شکریہ۔ جی، اویس اسلم مڈھانہ صاحب!

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب والا! میرا بھی نام تھا۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ کا نام آیا تھا، آپ تشریف نہیں رکھتے تھے، اب end پر آئے گا۔

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب سپیکر! اگر ابھی اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ کو بلایا تھا، آپ موجود نہیں تھے۔ اب جب تمام مقرر بول لیں گے پھر آپ کی باری آئے گی۔

**چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ:** جناب سپیکر! مہنگائی ایک ایسی عفریت ہے جس نے ہمارے ملک کو ہمیشہ ہر دور میں اپنی لپیٹ میں لئے رکھا ہے۔

مفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی
نور سرمایہ سے ہے روئے تمدن کی جلا
ہم جہاں ہیں وہاں تہذیب نہیں پل سکتی

ساحرؔ نے شاید یہ مہنگائی کے لئے ہی کہا تھا کہ نہ جانے کتنے گھروں میں بن بیاہی ایسی عمر رسیدہ عورتیں بیٹھی ہیں جن کے جہیز کے لئے ان کے والدین کے پاس اتنے وسائل ہی نہیں ہیں۔۔۔

**محترمہ عارفہ خالد پرویز:** مہنگائی کا اس سے کیا تعلق ہے؟

**چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ:** مہنگائی سے اس کا بہت زیادہ تعلق ہے، اگر حساسیت سے سوچا جائے تو عوام کو اس چیز سے کوئی دلچسپی نہیں کہ ان ایوانوں میں کیا ہو رہا ہے؟ گزارش یہ ہے کہ ابھی دانش سکول سسٹم کا بھی ذکر ہوا میرے حلقہ میں کم و بیش دس سکول ایسے ہیں جن کی SNEs بھی ہیں لیکن عملے کے لئے funds available نہیں ہیں، غریبوں کے جو بچے ہیں وہ سکولوں میں جا نہیں سکتے اور ادھر واویلا پڑا ہوا ہے وزیراعلیٰ صاحب کے دانش سکول سسٹم کا۔ گزارش یہ ہے کہ جو عمارات بنی ہوئی ہیں جن سے غریب لوگ استفادہ کر سکتے ہیں، مستفید ہو سکتے ہیں وہ عمارات کھنڈروں کا نمونہ بنی جا رہی ہیں اور نئے سسٹم متعارف کروائے جا رہے ہیں، نئی نئی financial policies متعارف کروائی جا رہی ہیں۔ اس بات کی طرف بھی دھیان دیا جائے۔ میرے حلقہ میں کوئی کم و بیش پانچ ہسپتال پچھلے دور کے بنے ہوئے ہیں اور کھنڈرات کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب چیئرمین:** جی، چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ صاحب!

**چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ:** ارباب بست و کشاد سے میری یہ گزارش ہے کہ غریب آدمی کو جب تک اس کی اپنی آمدنی کے حساب سے طبی سہولیات نہیں ملیں گی تو اسے اس بات سے کیا دلچسپی ہے کہ ان ایوانوں میں کیا کیا پتلی تماشے ہو رہے ہیں۔ دوسری مہنگائی کی بات میں یہ کروں گا کہ کھاد ہم زمینداروں کے لئے ایک انتہائی اہم جز ہے اور بلاشبہ ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار بھی اسی پر ہے اور ہماری معیشت agriculture based ہے، اس پر کاشتکار حضرات کو بھی کوئی subsidy دی جائے۔ چلیں جو بڑے زمیندار حضرات ہیں ان کا issue علیحدہ ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے عرصہ میں سستی روٹی کی سکیم میں جو

گھپلے ہوئے، جن جن لوگوں کو نوازا گیا میں سمجھتا ہوں کہ ان کا احتساب ضروری ہے ہر ایم پی اے کو اس کے حلقے میں اتنا بااختیار کیا جائے کہ وہ عوام کے مسائل کو مثبت طریقے سے حل کرنے کا جذبہ رکھے تاکہ اس کی struggle کا کچھ فائدہ بھی ہو۔میں اپنے سکولوں اور ہسپتالوں کی SNEs کے لئے پانچ، دس دفعہ سیکرٹری فنانس سے ملا لیکن ہر دفعہ یہی جواب ملا کہ ابھی financial crises ہیں، ابھی سیلاب آگیا ہے۔ میں اس سے پہلے سیکرٹری فنانس سے ملا تو انہوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ صاحب اپنوں کے فنڈز منظور کر دیتے ہیں لیکن پیپلز پارٹی اور دوسری جماعتوں کے ایم پی ایز کے فنڈز منظور نہیں کرتے۔ہمارے مڈھ رانجھا کالج کا ایک issue تھا یہ کم و بیش بیس ہزار افراد پر مشتمل ٹاؤن ہے۔ اس کالج کی SNE بنی ہوئی تھی، اس کی منظوری بھی ہو گئی تھی لیکن جب وہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں پہنچی تو اسے reject کر دیا گیا۔ میرے ساتھ سات آٹھ ایم پی ایز کے حلقوں میں کالجوں کی بلڈنگیں بن چکی ہیں اور کچھ کی زیر تعمیر ہیں لہذا گزارش ہے کہ پہلے ان ایوانوں میں منصفانہ تقسیم کا کوئی نظام رائج کیا جائے تاکہ ہمارے حلقوں میں جو تہی دست لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم ان کی فلاح کے لئے کچھ سوچ سکیں۔جب ہمارے ساتھ ہی زیادتیاں ہوں گی تو ہم آگے کسی کو کیا relief دے سکیں گے۔

امیر شہر غریبوں کو لوٹ لیتا ہے
کبھی باحیلہ مذہب کبھی بنام وطن
شکریہ

جناب چیئرمین: حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

**محترمہ حمیرا اویس شاہد:** شکریہ۔جناب چیئرمین! پاکستان کے تین major factors ہیں جو inflation کو directly affect کرتے ہیں ان میں 1.prices of the essential items 2.unemployment چونکہ purchasing power نہیں ہوتی اور تیسرا factor کرپشن کا ہے۔اگر آپ اس tenure کے شروع میں rate of inflation دیکھیں تو وہ 14 فیصد تھی اور آج اڑھائی تین سال کے بعد کی increase ہو کر 25 فیصد ہو گئی ہے۔اس میں صرف food inflation انتالیس فیصد پر چلی گئی ہے۔ میرے خیال میں ہم ان چند ملکوں میں آتے ہیں جن کی اتنی rapid inflation ہوئی ہے۔ اب اگر اس کی وجہ دیکھیں تو 07-2006 سے جو monetary policy چل رہی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور جو تمام indicators سامنے آرہے تھے وہ آج کے حالات کی نشاندہی کر رہے تھے اور جو کل حالات ہونے ہیں وہ بھی ان indicators پر ہیں لیکن اس کے باوجود

اگر federal monetary policy میں changes نہیں آئیں اور صوبائی اداروں نے اس پر اپنا role ادا نہیں کیا تو آج ہم سب اس inflation کے مجرم ہیں۔

جناب سپیکر! inflation ہے کیا؟ inflation یہ ہے کہ آپ rupees چھاپتے جائیں، چھاپتے جائیں اور اسے circulation میں پھینکتے جائیں اس کی دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ آپ کا budgetary deficit چل رہا ہے اور پھر ان دو چیزوں پر previous federal monetary policy میں جو effective changes ہونی چاہئیں تھیں وہ نہ ہونے کی وجہ سے ہم آج اس موڑ پر کھڑے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اس بحث کی شروعات یا پچھلے اجلاس میں یہ بات ہو گی کہ ایک federal monetary policy ہے کیا اور کیا وجہ ہے کہ پچھلے چھ، سات یا آٹھ سالوں میں اس پالیسی میں کوئی change نہیں کی گئی؟ جو fallacy create کی گئی ہے کہ باہر کی commodities کی price بڑھتی ہے تو یہاں پر بھی اس کی price hike پر فرق پڑتا ہے۔ یہ fallacy ہے اب ہم عوام کو بے وقوف بنانا بند کر دیں۔ دراصل جو آپ دھڑا دھڑ rupees print کر رہے ہیں صرف ہم ہی یہ نہیں کر رہے بلکہ اور بھی بہت سارے ممالک کر رہے ہیں اور آج امریکہ بھی اس میں شامل ہے۔ اس طرح اس کا affect trickle down ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! coming to the macro economy آپ کا 124 billion Dollars floating loan ہے۔ آپ کی economy کا جو revenue generate ہوتا ہے اس کا 40 percent پچھلے قرضوں کے debt کا سود دینے میں دیتے ہیں۔ آپ 40 percent revenue الگ کر لیں تو اس کے بعد آپ کی economy ویسے ہی deflateve ہو رہی ہے کیونکہ اکانومی generate کرنے کے نئے طریقے نہیں ہیں، لوگ ٹیکس نہیں دیتے، لوگ defaulted ہو جاتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجوہات یہ ہیں کہ lack of change in the federal monetary policy plus corruption جب آپ ان ساری چیزوں کو دیکھیں کہ 124 billion dollars floating loan ہے اس میں آپ کا domestic loan 51 billion Dollars سے اوپر ہے اور یہ فلڈ سے پہلے پرانے figures ہیں، ابھی نئے figures available نہیں ہیں۔ اس کے مطابق پاکستان کا ہر شہری پانچ ہزار ڈالر کا under debt ہے، اس وقت ہم سب مقروض ہیں اور آج پھر سوچ رہے ہیں کہ ہم آئی ایم ایف کے پاس جائیں۔ یہ کب تک ہوتا جائے گا، کتنی حکومتوں نے آنا اور جانا ہے؟ آج not being able to give a federal monetary policy ہم تو آلو اور گوبھی کی

قیمتوں پر بحث کر رہے ہیں۔یہ تو price hike کا ایک certain aspect ہے، آپ اس کے پیچھے intricacies تو دیکھیں اس پر کوئی debate نہیں ہے، اس پر کوئی پالیسی نہیں ہے اور اس پر کوئی سوال جواب نہیں ہے۔اب پاکستان کی inflation تین جگہوں پر effect ہو گی, savings down, investments نہیں ہو پائیں گی اور minimum purchasing power minimum سے minimum ہوتی جا رہی ہے لیکن میرے جیسے لوگوں کے لئے کیا hope ہے؟ میرے جیسے لوگوں کے لئے یہ hope ہے کہ آج جو پاکستان کی demographic figures اور ان کا جو rapid increase ہے۔ آج ہم سترہ کروڑ عوام کو کھانا کھلا رہے ہیں یہ کوئی چھوٹی achievement نہیں ہے۔ اگر آج ہمارے ملک میں famine نہیں ہے تو یہ بہت بڑی achievement ہے۔ہاں! regulatory policy! آپ کی federal monetary policy، آپ کے سٹیٹ بنک کی policy کی government policy، اسے implement کرنا اور صوبوں کا اس federal policy پر اپنا role play کرنا ہے۔یہ ساری چیزیں create کریں گی، یہ macro problem ہے۔آج micro level پر کیا ہو رہا ہے؟ انسان انسان کا قتل کرنا شروع ہو گیا ہے۔آپ کی ٹیبل پر کھانا نہیں آتا آپ جانور بن جاتے ہیں، آپ کی morality ختم ہو جاتی ہے۔فلڈ میں جو اتنے ملین لوگ متاثر ہوئے ہیں وہ ہمارے future criminals ہیں چونکہ ہم نے انہیں سکیورٹی دی، خوراک دی، compensation دی اور نہ ہی ان کا کوئی future ہے۔

جناب سپیکر! کل بھی price hike پر بحث ہونی ہے، میری گزارش ہے کہ ہمیں ایک سٹیٹمنٹ چاہئے کہ ہماری federal monetary policy کیا ہے۔وہ federal policy کیوں ہے؟ ہمیں اس پر سٹیٹمنٹ چاہئے اور federal policy میں changes کیوں نہیں کی گئیں؟ There have been repetitively media reports، سٹیٹ بنک کی reports وہ indicators سامنے ہیں لیکن اگر ہم نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں تو یہ الگ بات ہے۔ہمیں اس پر جواب دیا جائے۔بہت شکریہ

**MR. CHAIRMAN:** Thanks for highlighting the main irritants for causes of inflation and the House is more informed than it was before.

اگلے مقرر راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ یہاں پر بہت اچھے لگ رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اور کامیابیاں عطا فرمائے۔

**MR. CHAIRMAN:** For a brief session.

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب چیئرمین! آج ایک انتہائی حساس issue پر بات ہو رہی ہے۔ میری بہن نے facts and figures کے ساتھ بڑی اچھی باتیں کی ہیں لیکن اس معاشرے میں جو مہنگائی کی صورت میں "جن" پل رہا ہے، اس ہاؤس کے ممبران، اس حکومت کے وزراء، وزیراعلیٰ اور وزیراعظم ہم سب ہی اس کی دلدل میں ہیں۔ اگر اس کا بغور مطالعہ کریں تو شاید ہم اس ملک میں ایک انتہائی red zone کی طرف جا رہے ہیں۔ میں رات کو ٹیلی ویژن چینل پر سن رہا تھا اس میں میرے لاء منسٹر صاحب کو سوال ہوا کہ آپ کی پولیس لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر کیا کر رہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ پولیس مسجدوں اور امام بارگاہوں کی حفاظت کرتی ہے۔ جب مہنگائی بڑھتی ہے، قوت خرید کم ہوتی ہے تو جرائم بڑھتے ہیں اور پھر Law and Order کے اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں اگر ہم اس ملک کو اس دلدل سے نکالنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اس معاملے کو one priority پر رکھ کر دیکھنا پڑے گا کہ ہمارا کاشتکار اس طرف کیوں نہیں جا رہا، اسے وہ سہولتیں کیوں مہیا نہیں ہو رہیں، ہماری وہ اجناس، ضروریات ہماری مارکیٹ تک کیوں نہیں پہنچ رہیں، اس کے پیچھے basically کیا حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ ہم باہر سے چیزیں تو مہنگے داموں خرید لیتے ہیں؟ جب پاکستان بنا تھا تو اُس وقت ایک میجر کی تنخواہ پانچ تولے سونا کے برابر ہوا کرتی تھی۔ سونے کی قیمت، چیزوں کی قیمتیں اور تنخواہوں کے بڑھنے کی ratio کا اندازہ لگائیں تو معلوم ہو گا کہ شاید ہم نے ground reality کے مطابق وقت کے ساتھ تنخواہوں کو increase نہیں کیا۔ ان عوامل کے باعث ملک کی دشمن قوتوں نے اس بات کا اندازہ لگا لیا ہے کہ یہ لوگ جو کہ کلمہ پڑھ کر مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، مذہبی طور پر مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں انہیں لڑ کر نہیں مارا جا سکتا۔ انہوں نے ہماری اس psycie کا مطالعہ کر لیا کہ یہ شاید اپنے ایک پاؤ گوشت کے لئے اگلے کی بھینس گرا دیں گے لہذا ان کے بچے بھوکے مریں گے، ان پر مہنگائی کا "جن" پڑے گا تو پھر ہمارا مقصد پورا ہو گا۔ اس طرح انہیں جو کام کرنے میں دس یا بیس سال لگنے تھے وہ ہماری ان اپنی مشکلات کے باعث بہت جلدی ہو گیا۔ اسی مہنگائی کے باعث local facilitators پیدا ہو جاتے ہیں جو کہ یہاں پر تباہی و بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے اور اس کی وجہ سے Law and Order کی صورتحال بھی بہت خراب ہو جاتی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ ان معاملات کو priority one پر رکھ کر

توجہ دے کیونکہ آج سے کچھ عرصہ پہلے اور موجودہ حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ زندگی کی بنیادی ضروریات کی بیس بائیس چیزوں کے لئے کوئی جامع پالیسی بنائی جانی چاہئے۔ اس حوالے سے پارٹی وابستگی سے ہٹ کر بات کرنی چاہئے۔ اب تو حالات اس جانب جا رہے ہیں کہ کل شاید عوام ان نمائندوں کے گریبان پکڑیں گے کیونکہ انہیں تو کھانے کے لئے روٹی بھی میسر نہیں ہو رہی۔ پچھلے دنوں بات ہوئی کہ minimum wages کو -/6000 کی بجائے -/7000 روپے کر دیا گیا ہے جس پر میں نے کہا تھا کہ آپ بے شک -/20,000 روپے کر دیں تب بھی اس ملک کے غریب آدمی کا گزارا نہیں ہو گا۔ اس ملک کا کوئی سفید پوش آدمی اگر بیس، پچیس ہزار روپے میں بھی گزارا کر کے بتا دے تو میں مان جاؤں گا۔ اصل میں یہاں پر ground reality سے ہٹ کر فیصلے کر دیئے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ آپ ایک کمیٹی بنائیں جو ان حالات و واقعات پر تجاویز مرتب کرے اور پھر ان پر implementation ہونی چاہئے۔ بات یہ ہے کہ اوپر بیٹھ کر فیصلے کچھ اور لوگ کر دیتے ہیں جبکہ ان کے لئے جواب دہ مجھے اور یہاں پر بیٹھے ہوئے دوسرے دوستوں کو ہونا پڑتا ہے کیونکہ ہمیں عوام کے پاس جانا ہوتا ہے۔ اس ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جس آدمی نے ملکی معاملات کے فیصلے کرنے ہوتے ہیں وہ عوام کے پاس ووٹ لینے کے لئے نہیں جاتا۔ اس ملک کے وزیر خزانہ نے عام آدمی سے ووٹ نہیں لینے اسی وجہ سے اسے عوام کے دکھ درد اور تکالیف کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اس ملک کے وزیر داخلہ نے عوام سے ووٹ نہیں لینے اسی وجہ سے وہ اس قسم کے فیصلے کر دیتے ہیں کیونکہ انہیں عام آدمی کے پاس جواب دینے کے لئے نہیں جانا پڑتا۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے لوگ فیصلے کریں جو کل عوام کے پاس جائیں اور عوام کو جواب دہ ہوں۔ پنجاب ایک بڑی آبادی والا صوبہ ہے، پاکستان کے تقریباً 70 فیصد لوگ یہاں بستے ہیں لیکن یہاں پر گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہزاروں، لاکھوں لوگ بے روزگار ہو کر گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے Law and Order کی صورتحال خراب ہوتی جا رہی ہے۔ بھئی! آپ کھانے کو دیں، آپ رہنے کی سہولت دیں، پڑھنے کے لئے سکول دیں اور لوگوں کی باقی ضروریات پوری کریں تو پھر Law and Order کی صورتحال خود بخود بہتر ہو جائے گی۔ اگر میری قوت خرید نہ ہو اور میرے بچے بھوکے مر رہے ہوں تو پھر مجھے کوئی اصول، قانون اور انصاف کی بات نہیں سوجھے گی۔ مجھے سب سے پہلے بھوکے بچوں کے لئے روٹی کی سوجھے گی خواہ وہ کسی بھی طریقے سے آئے کیونکہ یہ میرا فرض بنتا ہے اس لئے ایسی پالیسیاں بنائی جائیں کہ جن کا ground reality سے تعلق ہو۔ اس حوالے سے پرانا mechanism بہت بہتر تھا اگر کسی دکان پر کوئی چیز

تھوڑی بہت مہنگی فروخت ہوتی تھی تو اسے موقع پر ہی سو، پانچ سو یا ہزار روپے جرمانہ ہو جایا کرتا تھا اور دوسری مرتبہ وہ پھر ایسی جرأت نہیں کرتا تھا۔ابھی پچھلے کچھ سالوں سے یہ mechanism نہیں ہے۔یہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں بے جان ہیں۔اب تو حالات یہ ہیں کہ اگر کوئی ایک عام آدمی سڑک پر گھر بنا کر سول کورٹ سے stay order حاصل کر لیتا ہے تو ایسا کوئی mechanism موجود نہیں ہے کہ آپ اس کا گھر وہاں سے ختم کرا سکیں ۔ مجسٹریسی نظام میں یہ power تھی کہ اگر کوئی locally encroach کرتا یا کوئی آدمی مہنگی چیزیں فروخت کرتا تھا تو اسے وہیں پر فی الفور جرمانہ ہوا کرتا تھا یا اسے گرفتار کر لیا جاتا تھا اور اس مجسٹریسی نظام کی وجہ سے ایک کنٹرول تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ by conspiracy ہمارے ہاں یہ کنٹرول چھین لیا گیا تاکہ ایسے حالات پیدا ہو سکیں کہ ہم ایک عجیب کیفیت میں گھرے رہیں اور ہمیں یہ سمجھ ہی نہ لگ سکے کہ حالات کس وجہ سے خراب ہو رہے ہیں۔بہت مہربانی

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کو اس Chair پر بیٹھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔آج جس issue پر بحث ہو رہی ہے یہ پاکستان کی 16 کروڑ عوام کا ایک سب سے اہم، ضروری اور بنیادی مسئلہ ہے۔اگر کوئی غریب ہے تو وہ بھی اس سے متاثر ہے اور اگر کوئی مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والا یا امیر آدمی ہے تو وہ بھی اس مہنگائی سے متاثر ہے یعنی اپنے اپنے لحاظ سے ہر شخص اس مہنگائی سے متاثر ہے۔اگر کوئی یہ کہے کہ اس بڑھتی ہوئی مہنگائی سے صرف غریب متاثر ہوا ہے تو یہ کہنا درست نہیں ہوگا۔پاکستان کی 16 کروڑ عوام کا ہر شخص اس سے متاثر ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے جو دوست، معزز ممبران صرف موجودہ پنجاب حکومت کو اس کا مورد الزام ٹھہراتے ہیں وہ اپنی معلومات کو ذرا درست فرما لیں کہ ایسا نہیں ہے۔وہ لوگ ہمیں یہ بتادیں کہ گزشتہ نو سالوں میں انہوں نے اس پاکستان کی عوام کے لئے، اس صوبے کی عوام کے لئے کتنی نئی صنعتیں لگائی ہیں اور جو ملیں بند کی گئی تھیں ان میں سے کتنی ملوں کو دوبارہ کھول کر لوگوں کے لئے روزگار پیدا کیا ہے، ہمیں یہ بتادیں کہ انرجی کی پیداوار کو بہتر کرنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور ہمارے وہ ساتھی کہ جنہوں نے آٹھ سالوں تک ایک آمر کا ساتھ دیا انہوں نے انرجی کو بہتر کرنے کے لئے، بجلی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ میں challenge کے ساتھ کہتا ہوں کہ بجلی کا ایک یونٹ بھی نہیں بڑھایا گیا۔

جناب چیئرمین! آپ نے وقت بڑا محدود عنایت فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہم اسلام کے معاشی نظام کو follow کر لیں تو یہ سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آمر اور اس کے ساتھی سب سے بڑے قومی مجرم ہیں۔ آج مہنگائی کی سب سے بڑی وجہ اس آمر کے وہ کام ہیں جو کہ انہوں نے اسلام، ملک پاکستان اور اس میں بسنے والی عوام کے خلاف کئے ہیں۔ اسلام سب سے پہلے اقتصادیات کی بات نہیں کرتا، میں قرآن پاک کے حوالے سے ذکر کروں گا کہ اسلام سب سے پہلے امن کی بات کرتا ہے۔ مجھے بتادیں کہ آمر اور اس کے ساتھیوں نے گزشتہ آٹھ، نو سالوں میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، کیا انہوں نے ایک جمہوری حکومت کا تختہ الٹ کر، زبردستی دیواریں پھلانگ کر، ایوان وزیر اعظم اور ایوان صدر میں ڈکیتی ڈال کر قبضہ نہیں کیا، کیا کوئی شخص اپنے گھر میں دروازے سے آتا ہے یا دیواریں پھلانگ کر آتا ہے؟ آپ 13۔ اکتوبر 1999 کی وہ اخبارات، وہ میڈیا دیکھ لیں کہ کس طرح اس آمر اور اس کے ساتھیوں نے جمہوری حکومت کے ایوانوں پر قبضہ کر کے اس ملک کے آئین کو پامال کیا اور مجھے یہ جواب دے دیں کہ انہوں نے کون سی کرپشن نہیں کی؟ مجھے یہ بتادیں کہ موضع وڑائچ، ڈونگی گراؤنڈ، وارث روڈ اور ٹھوکر نیاز بیگ تک کو آپریٹو کی پراپرٹی کن لوگوں نے ہتھیائی ہے، یہ کون سی بات کرتے ہیں؟ ان کو پنجاب حکومت کے خلاف مالی خولیا ہو چکا ہے اور میاں محمد شہباز شریف کے اچھے اقدامات نے ان کی راتوں کی نیندیں اُڑا دی ہیں۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں آمریت کی چھتری کے نیچے انہوں نے عدلیہ کا کیا حال کیا، ججوں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کیا پارلیمنٹ کو ربڑ سٹمپ نہیں بنایا؟ یہ ساری وجوہات آج ہمیں مہنگائی کی طرف لے کر جا رہی ہیں۔ میں اس موقع پر صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ مشرف کے ساتھی اس مہنگائی کے اصل ذمہ دار ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم وفاقی حکومت کو خبردار کرتے ہیں کہ وہ بھی ہوش کے ناخن لے۔ میرے بھائی محسن لغاری صاحب ابھی کہہ رہے تھے کہ یہ بجلی، سوئی گیس اور کھاد کی بات کرتے ہیں تو پھر ہم کس چیز کی بات کریں، کیا بجلی کے بغیر کوئی چیز پیدا ہوتی ہے، کیا اس ملک کی آدھی سے زیادہ اجناس سوئی گیس اور تیل کے بغیر پیدا ہوتی ہیں، کیا کھاد کے بغیر کوئی فصل اگائی جا سکتی ہے؟ جب cost of production بڑھا دی جائے گی، جب پیداواری اخراجات بڑھ جائیں گے تو پھر ہم مہنگائی پر کیسے کنٹرول کریں گے تو وفاقی حکومت ہوش کے ناخن لے اور cost of production پر جو چیزیں خرچ ہوتی ہیں اُن کی قیمت پر کنٹرول کرے اور اس میں میری طرف سے ایک تجویز یہ ہے کہ جب کسی چیز کی قیمت بڑھانی مقصود ہو تو صوبائی حکومتوں کی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا جائے کیونکہ وہ بھی عوام کی

نمائندہ حکومتیں ہیں۔اس میں میری ایک اور تجویز ہے کہ ہماری پرائس کنٹرول کمیٹیوں کو reorganize کر کے پوری طرح active کیا جائے اور قانون میں ترمیم کر کے پرانے مجسٹریسی نظام کو بحال کرنا چاہئے تاکہ بھرپور طریقے سے چھاپے مارے جائیں،ذمہ داران کے خلاف مقدمات چلیں اور حکومت کو جرمانے وصول ہوں۔ جو لوگ سستی چیزیں خرید کر مہنگی فروخت کرتے ہیں ہم اس نظام کی مدد سے اُن کے خلاف سخت ایکشن لے کر نمٹ سکتے ہیں تو میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ بہتری لانے کے لئے ہر اقدام اٹھانا چاہئے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم سب کچھ کر رہے ہیں لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ہم پہلے سے زیادہ بہتر کر رہے ہیں اور ہر وقت ہر جگہ پر بہتری کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ منڈا صاحب نے بہت اچھی تقریر کی ہے اور آخر میں انہوں نے crux of the matter بیان کیا ہے۔اب عارفہ خالد پرویز صاحبہ کی باری ہے اور ان سے گزارش ہے کہ مہنگائی کے سدباب کے لئے تجاویز دیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: Thank you and congratulations on your sitting in this Chair.

جناب چیئرمین!میں صرف یہ کہوں گی کہ ہم مہنگائی کے اس مسئلے کو صرف صوبے کی حد تک discuss نہیں کر سکتے کیونکہ یہ economic, media and border war کا دَور ہے۔اس وقت ساری دنیا اس کا شکار ہے اور میرے خیال میں اس وقت پاکستان اس قسم کی wars سے maximum hurt ہوا ہے تو اس میں میری سب سے بڑی تجویز یہ ہے کہ ہمیں practically fail نہیں ہونا چاہئے اور یہ سوچنا بہت ضروری ہے کہ ہم کہاں پر fail ہوئے ہیں؟ ہمارا ملک اس مہنگائی کی وجہ سے 60 سال سے suffer کر رہا ہے تو ہمیں اس کی وجوہات ڈھونڈنے کی اشد ضرورت ہے تو ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا research authentic نہیں ہے، data authentic نہیں ہے، future planning نہیں ہے یا سسٹم کرپٹ ہے؟ کون سی ایسی چیز ہے جس کو ہم نے لے کر آگے بڑھنا ہے کیونکہ اس کے بغیر مہنگائی کو کنٹرول کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے اور اس مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی لیڈرشپ آسمان سے نہیں اُتر سکتی ہے، آپ کو اس سسٹم میں سے کرپشن کو مکمل طور پر ختم کرنا پڑے گا۔ میں بڑی خوشی سے یہ کہتی ہوں کہ کم از کم چیف منسٹر صاحب نے کرپشن کو ختم کرنے کی ہر طرح سے کوشش کی ہے، ہر محکمہ میں بڑے سخت ایکشن لئے ہیں اور آج اگر ہم نے وفاق سے co-operate کیا ہے تو صرف اس لئے کہ ہم جمہوریت کو derail نہیں کرنا چاہتے تھے،

otherwise اگر آج ہم مہنگائی اور اس طرح کی دوسری چیزوں کے بارے میں آواز نہیں اٹھاتے تو ہم جمہوریت کو بالکل support نہیں دے رہے ہیں کیونکہ اس وقت being another party ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم مہنگائی کے issue کو سامنے لے کر آئیں۔ کسی بھی قوم کی تعمیر کے لئے جس لیڈرشپ کی ضرورت ہے اُس طرح کی لیڈرشپ کے معانی کو صرف میڈیا explain کر سکتا ہے تو میں میڈیا سے ایک گزارش کرتی ہوں کہ وہ ٹی وی یا اخباروں میں جو چیز دیتے ہیں وہ research based ہونی چاہئے کیونکہ آج کل کی دنیا میں کوئی ملک اس طرح نہیں چل سکتا کہ آپ research کے بغیر جو مرضی بیانات دیتے چلے جائیں اور یہ چیز for the sake of their own country انتہائی ضروری ہے۔ آپ ہم پارلیمنٹیرین کو چھوڑ یئے اور اپنے ملک کو دیکھئے اگر آپ ہی research based بات نہیں کریں گے تو کیا اس سے ہمارا ملک hurt نہیں ہو گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس حوالے سے ایک بہت اہم تجویز ہے، میں ایک مثال دیتی ہوں کہ امریکہ بہت بڑا cotton grower country ہے اور انگور بھی بہت زیادہ اگا سکتا ہے لیکن انہوں نے فرانس کو vines trade کرنے کے لئے دے دیا، cheese کی پیداوار ہالینڈ کو دے دی اور cotton Egypt کو دے دی اور انہوں نے خود weapons بنائے لیکن ہم آج تک یہی decide نہیں کر سکے کہ ہم نے پاکستان میں کون سی چیز کی trade کرنی ہے جس کے ہاتھ میں جو چیز آتی ہے وہ trade کر رہا ہے کیا اس طرح مہنگائی کنٹرول ہو گی، کیا اس طرح آپ کی آئندہ future planning ہو گی؟ میرے خیال میں This is the time we should all realize. اور اس میں parliamentarians کے علاوہ میڈیا سے میری سب سے بڑی request ہے کہ for God sake اپنے role کو پہچانیں اور چونکہ آپ کے پاس بڑے بڑے brains بیٹھے ہوئے ہیں تو دوسرے ممالک پر research کر کے ان چیزوں پر کام کریں کیونکہ leg pulling بہت آسان ہے جبکہ healthy criticism کرنا بہت مشکل ہے تو خدا کے لئے مشکل targets کو اپنائیں کیونکہ ہمارا ملک مزید suffering برداشت نہیں کر سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث تقریباً مکمل ہو گئی ہے اور معزز ممبران کی لسٹ بھی ختم ہو گئی ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہذا اب اجلاس جمعۃالمبارک مورخہ 14۔جنوری 2011 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔